شوہر کے حقوق

اور

بیوی کی ذمّہ داریاں

مؤلف

مولانا ہارون معاویہ

بیت العلوم

۲۰۔ نابھہ روڈ، پرانی انارکلی لاہور۔ فون: ۷۳۵۲۳۸۳

گروپ میں شامل ہونے کیلئے گزارشات
سنجیدگی و غور سے ذہن نشین فرمائے۔

گروپ میں صرف اسلامی کتابیں شیئر کی جائیگی لہذا اسلامی کتابوں کے علاوہ فرمائش کرنے کو نظر انداز سمجھا جائے ، بعض وجوہات اور مجبوریوں کی وجہ سے گروپ ایڈمن کو ہر قسم کی ویڈیو آڈیو فوٹو پوسٹ لنک بھیجنا یا کسی بھی گروپ میں بغیر اطلاع کے ایڈ کرنا سختی سے منع ہے نہایت ہی ادب کیساتھ عرض ہے کہ خلاف ورزی کرنے والے کو بغیر اطلاع کے گروپ سے باہر کیا جائے گا۔

بعض وجوہات اور مجبوریوں کی وجہ سے بروقت اور ہر ایک مطلوب کتاب کا گروپ میں دستیاب ہونا ممکن نہیں ہے اور نہ ہی تسلسل سے گروپ کا چلانا ممکن ہے کیونکہ ،،، ہزاروں خواہشیں ایسی کہ ہر خواہش پر دم نکلے ۔ بہت نکلے میرے ارمان لیکن پھر بھی کم نکلے۔
امید ہے کہ " باشعور " احباب گروپ ایڈمن کی مجبوریوں کو سمجھتے ہوئے "شعر" کا غلط مطلب نہیں لیں گے اور سوچ سمجھ کر گروپ میں شامل ہونگے اور طنز و تنقید سے گریز فرمائے گے

اپنی مطلوب کتاب کے متعلق پیغام اردو تحریر میں لکھے ABC میں لکھے ہوئے پیغام کو نظرانداز سمجھا جائے اور ایسے پیغام کو بھی نظرانداز سمجھا جائے ۔ پلیز جلدی بھیجیں ۔ ارجنٹ سینڈ کرے ۔ توجہ توجہ ۔ کیونکہ آن لائن نظر آنے کا یہ مطلب نہیں کہ بندہ بھی وٹس ایپ پر ہی ہو ۔ معذرت کیساتھ بعض وجوہات کی وجہ سے کسی کو اس گروپ کا لنک بھیجنا ممکن نہیں ہے اور نہ ہی کسی گروپ ممبر کے پیغام پر کسی کو ایڈ کیا جاسکتاہے جس کو ایڈ ہونا ہے وہ خود وٹس ایپ پر ہی رابطہ کرے یاد رہے موبائل فون پر ایڈ ہونے کیلئے کال اور ایس ایم ایس کو نظرانداز سمجھا جائے۔

بالا گزارشات کو نظرانداز کرنے اور ادھورا پڑھنے والے کیلئے شامل نہ ہونا ہی اچھا ہے

اسلامی لائبریری

۰۳۰۰۳۹۳۷۸۰۷


اسلامی کتابیں
Telegram

شوہر کے حقوق

اور

بیوی کی ذمّہ داریاں

مؤلف

مولانا ھارون معاویہ

بیتُ العُلوم

۲۰- نابھہ روڈ، پُرانی انارکلی لاہور- فون: ۷۳۵۲۴۸۳

شوہر کے حقوق
اور
بیوی کی ذمہ داریاں

شوہر کے حقوق
اور
بیوی کی ذمّہ داریاں

مؤلف
مولانا ھارون معاویہ

بیت العلوم
۲۰- نابھہ روڈ، پرانی انارکلی لاہور۔ فون: ۷۳۵۲۴۸۳

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کتاب

شوہر کے حقوق
اور
بیوی کی ذمہ داریاں

مؤلف

مولانا ھارون معاویہ

باہتمام

مولانا محمد ناظم اشرف

طباعت بار اول

جون ۲۰۰۹ء

ناشر

بیت العلوم

ہیڈ آفس: ۲۰ - نابھہ روڈ چوک پرانی انارکلی - لاہور فون 7352483
برانچ: دکان نمبر ۱۳ الحمد مارکیٹ غزنی سٹریٹ، اردو بازار لاہور فون 7320096
www.baitululoom.com

اجمالی فہرست

(تفصیلی فہرست)

﴿عرض مؤلف﴾

یاد رکھئے! خاندانی نظام کا آغاز شوہر اور بیوی کی پاکیزہ ازدواجی زندگی سے ہوتا ہے کہ اس کائنات میں سب سے پہلے انسانوں کے درمیان پہلا رشتہ ازدواجیت کا ہی قائم کیا گیا، باقی تمام رشتے اس بنیادی رشتے کی پیداوار ہیں ماں ہو یا باپ، بہن ہو یا بھائی، بیٹا ہو یا بیٹی، ازدواجی رشتے کے بغیر ان میں سے کسی رشتے کا وجود میں آنا ممکن نہ تھا۔ چنانچہ اب یقیناً اس ازدواجی رشتے کی خوشگواری اور پائیداری اسی وقت ممکن ہے جب شوہر اور بیوی دونوں ہی ازدواجی زندگی کے آداب وفرائض سے بخوبی واقف بھی ہوں اور عمل کرنے کا عزمِ جواں بھی رکھتے ہوں۔

آپ کے ہاتھ میں موجود ہماری کتاب ''شوہر کے حقوق اور بیوی کی ذمہ داریاں'' بھی اسی جذبے کے تحت مرتب کی گئی ہے۔ کیونکہ ہمارے معاشرے کے موجودہ بگاڑ کو ختم کرنے کے لئے ضروری ہے کہ بسنے والے افراد کی ازدواجی زندگی کو سنوارا جائے، اور یہ اسی وقت ممکن کہ جب ہم سب ایک دوسرے کے حقوق کو پورا کریں گے۔

چنانچہ اس کتاب میں اسی بات کی وضاحت کرنے کی کوشش کی گئی ہے اور شوہر کے حقوق کی وضاحت کے ساتھ ساتھ بیوی پر ان حقوق کو پورا کرنے کے لئے کیا کیا ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں، ان کی تفصیل سے وضاحت کی گئی ہے۔ مجھے اللہ کی ذات سے امید ہے کہ یہ کتاب شوہر کے حقوق اور بیوی کو ان کی اہم اہم ذمہ داریاں سمجھانے کے لئے مشعلِ راہ ثابت ہوگی، انشاءاللہ۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنے ذمے عائد ہر قسم کے حقوق کو پورا کرنے کی توفیق عطا فرمائے آمین یارب العٰلمین۔

دعا کیجئے کہ میں جس نیک مقصد کے تحت یہ کتابیں لکھ رہا ہوں، اس میں مجھے کامیابی

نصیب ہو جائے۔ اور میں اپنے اللہ وحدہٗ لاشریک کی بارگاہ قدسی میں یہ دعا بھی کرتا ہوں کہ وہ ذات پاک اس کتاب کو میری پہلی کتابوں کی طرح مفید اور کارآمد بنادے اور ہم سب کو خلوص نیت کے ساتھ دین کی اشاعت کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

آخر میں ان تمام احباب کا شکریہ ادا کرتا ہوں، کہ جنہوں نے اس کتاب کی ترتیب سے لے کر کمپوزنگ تک میرے ساتھ کسی بھی قسم کا تعاون کیا، میرے ساتھ معاونت کرنے والے میرے مخلص ساتھی مولانا ظہورالاسلام صاحب، مولانا عمر فاروق صاحب، مولانا محمد عادل شیخ صاحب، اور مولوی محمد کاشف صاحب۔ اور اسی طرح خصوصاً اس کتاب کے ناشر بیت العلوم لاہور کے مالک مولانا ناظم اشرف صاحب کا بھی دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں جو اس کتاب کو بڑے اہتمام سے شائع کررہے ہیں۔

میری دل سے ان حضرات کے لئے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان تمام احباب کو دونوں جہانوں کی شادمانیاں نصیب فرمائے۔ آمین یارب العٰلمین۔

اور تمام قارئین سے بھی درخواست ہے کہ وہ مجھے، میرے والدین، اساتذہ کرام کو اپنی خصوصی دعاؤں میں ضرور یاد رکھیں، اور اگر آپ کو اس کتاب میں کوئی خامی اور کمزوری نظر آئے تو ضرور آگاہ فرمائیں آپ کا بہت شکریہ ہوگا۔ آپ کے ہر مشورے کا دلی خیر مقدم ہے اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنی رضا عطا فرمائے۔ آمین!

والسلام آپ کا خیر اندیش

محمد ہارون معاویہ

فاضل جامعہ بنوریؒ ٹاؤن کراچی

ساکن میرپور خاص سندھ

پہلا باب

﴿شوہر کے حقوق﴾

اللہ تعالیٰ نے مرد کو عورت پر فوقیت اور فضیلت دی ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ مرد عورت سے پیدائشی طور پر قوی ہے، زیادہ ذہنی قوت کا مالک ہے، عورت کی نسبت زیادہ انتظامی صلاحیتیں رکھتا ہے، اپنے آپ کو محنت ومشقت میں ڈال کر، مال کما کر عورت پر خرچ کرتا ہے، ان خوبیوں کی بنا پر مرد کو عورت پر فضیلت حاصل ہے، یہی بات اللہ تعالیٰ نے یوں ارشاد فرمائی۔

''وللرجال علیهن درجة''

''مردوں کو عورت پر فوقیت ہے'' (بحوالہ سورۂ بقرہ)

اور سورۂ نساء میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

''مرد عورتوں پر حاکم ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ایک کو دوسرے پر فضیلت دی ہے اور اس وجہ سے کہ مردوں نے اپنے مال خرچ کیے ہیں پس نیک فرمانبردار عورتیں خاوند کی عدم موجودگی میں اپنی حفاظت اور نگہداشت رکھنے والیاں ہیں اور جن عورتوں کی نافرمانی کا اندیشہ ہو تو انہیں سمجھاؤ اور ان سے الگ سوؤ اور انہیں مار کی سزا دو پھر اگر وہ تمہارے حکم میں آجائیں تو ان پر کوئی راستہ تلاش نہ کرو بیشک اللہ تعالیٰ بڑا بلند اور بڑی بڑائی والا ہے'' (بحوالہ سورۂ نساء)

اس آیت میں مرد کی فضیلت کی وجہ یہ بیان کی گئی ہے کہ مرد اپنی کمائی سے عورت کی ہر لحاظ سے کفالت کرتا ہے اور اس پر بے دریغ اپنی دولت خرچ کرتا ہے اسے بیرونی طاقتوں کے ظلم وستم سے بچاتا ہے اس لیے اسے برتری حاصل ہے۔

ایک اور مقام پر اللہ تعالیٰ نے یوں ارشاد فرمایا ہے:

''یاایها الناس انا خلقنٰکم من ذکرٍ و انثی و جعلنٰکم شعُوباو قبائِل لتعارَفُوا، انَّ أکرمَکم عند الله أتقکم، ان

اللہ علیمٌ خبیر." (بحوالہ سورۃ الحجرات)

"اے لوگو! ہم نے تمہیں ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا اور تمہیں شاخیں اور قبیلے کیا کہ آپس میں پہچان رکھو، بے شک اللہ تعالیٰ کے یہاں تم میں سے زیادہ عزت والا وہ ہے جو تم میں زیادہ پرہیزگار ہے، بے شک اللہ تعالیٰ جاننے والا خبردار ہے"

عورتیں دراصل انسانی جنس ہی سے پیدا کی گئی ہیں اور مردوں کی دل جوئی کے لیے بنائی گئی ہیں تاکہ مردوں کو ان سے محبت اور سکون حاصل ہو۔

"ومن اٰیاتہٖ أن خلق لکم من أنفسکم أزواجاً لتسکنوا الیہا وجعل بینکم مّودّۃ وّرحمۃ."

اور اس کی نشانیوں میں یہ ہے کہ اس نے تمہاری جنس سے بیویاں بنائیں تاکہ تم ان سے آرام پاؤ اور تم میں محبت ومہربانی پیدا کی۔ (بحوالہ سورۂ روم)

افضل عورت وہ ہے جو اپنے شوہر کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آئے:

حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت کی عورتوں میں افضل ترین عورت وہ ہے جو اپنے شوہر کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آئے اور اپنے شوہر کی خواہش کے مطابق فرمانبرداری کرتی رہے، سوائے ان کاموں کے جو گناہ کے کام ہیں، ایسی عورت کو رات اور دن میں ایسے ہزار شہیدوں کا ثواب ملتا ہے جو خدا کی راہ میں صبر کے ساتھ ہوتے ہیں اور اس کے اجر کی توقع خدا سے رکھتے ہیں۔

(بحوالہ غنیۃ الطالبین)

بیوی خاوند کی اجازت کے بغیر روزہ نہ رکھے:

اسلام میں خاوند کے ازدواجی حقوق کی بہت اہمیت ہے، بلکہ شریعت نے بیوی کے لیے خاوند کی اطاعت کو اس حد تک ضروری قرار دیا ہے کہ اگر عورت نفلی عبادت کرنا چاہے تو اس سے اجازت لے کر کرے، لہٰذا کسی بیوی کو خاوند کی اجازت کے بغیر نفلی روزہ رکھنا نہ

چاہیے، ہوسکتا ہے کہ جب مرد کو عورت کی ضرورت ہو تو اس نے نفلی روزہ رکھا ہوا ہو، اس طرح اس کے حقوق میں خلل واقع ہو۔

حضرت ابوسعیدؓ کا کابیان ہے کہ ایک عورت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئی جبکہ ہم حاضر خدمت تھے وہ عرض گزار ہوئی کہ:

میرے خاوند حضرت صفوان بن معطلؓ مجھے مارتے ہیں جب میں نماز پڑھتی ہوں اور روزے چھڑا دیتے ہیں جب میں روزے رکھتی ہوں اور صبح کی نماز پڑھتے ہیں جب سورج طلوع ہو جاتا ہے، راوی کا بیان ہے کہ حضرت صفوانؓ حاضر خدمت تھے تو آپ نے عورت کی شکایت کے متعلق ان سے پوچھا، عرض گزار ہوئے یا رسول اللہ! جہاں تک اس کی یہ بات ہے کہ نماز پڑھتی ہوں تو یہ مجھے مارتے ہیں تو یہ دو سورتیں پڑھتی ہے جن سے میں نے منع کیا، چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا اگر ایک سورت ہوتی تو بھی لوگوں کو کفایت کرتی۔

اس کا یہ کہنا کہ روزے رکھتی ہوں تو روزے چھڑا دیتے ہیں یہ برابر روزے رکھتی چلی جاتی ہے جبکہ میں جوان آدمی ہوں لہٰذا صبر نہیں کر سکتا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عورت روزے نہ رکھے مگر اپنے خاوند کی اجازت سے۔

اس کا یہ شکوہ کہ میں نماز نہیں پڑھتا مگر سورج نکلے تو حضور! ہم ایسے گھر والے ہیں کہ ہمارے متعلق مشہور ہے کہ ہم بیدار نہیں ہوتے مگر سورج طلوع ہونے پر فرمایا، صفوان! جب تم بیدار ہو جاؤ تو نماز پڑھ لیا کرو۔ (بحوالہ ابوداؤد، وابن ماجہ)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ خاوند کی اجازت کے بغیر عورت نفلی روزہ نہ رکھے یہی بات ایک اور روایت میں یوں بیان ہوئی ہے۔

حضرت ابن عباسؓ بیان کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بیوی پر خاوند کا حق یہ ہے کہ جب خاوند اسے اپنی خواہش کے لیے بلائے تو وہ فوراً آجائے خواہ اس وقت وہ سفر کے لیے اونٹ کی پشت پر ہو۔

اور بیوی پر خاوند کا حق یہ ہے کہ اس کی اجازت کے بغیر نفلی روزہ نہ رکھے اور اگر رکھے

تو وہ قبول نہیں ہوں گے اور یہ صرف بھوک اور پیاس ہے۔ اور گھر سے اس کی اجازت کے بغیر نہ نکلے اگر نکلی تو آسمان کے فرشتے، رحمت کے فرشتے اور عذاب کے فرشتے سب اس پر لعنت کریں گے جب تک کہ وہ لوٹ کر نہیں آتی۔

خاوند کی اطاعت کے سلسلے میں عورت کو تاکید فرمائی گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی فرضی عبادت کو مقدم رکھنے کے ساتھ اگر کبھی خاوند اپنی نفسانی ضرورت کے تحت نفل روزہ رکھنے کی اجازت نہ دے تو اس کا حکم مان لو، اس صورت میں عورت اگر اپنی مرضی سے شوہر کی رضا مندی کے بغیر نفلی روزہ رکھے گی تو اس کا ایسا کرنا اللہ کو پسند نہ ہوگا۔

قبولیت نماز کے لیے خاوند کو راضی رکھنے کی تاکید:

اللہ تعالیٰ نے عورت کے لیے اس بات کو بالکل ناپسند کیا ہے کہ اس کا خاوند اس کی ناپسندیدہ حرکت سے ناراض ہو، یہی وجہ ہے کہ اسلام میں اس بات کی بہت تاکید کی گئی ہے کہ جس عورت کا خاوند اس سے ناراض رہتا ہو تو اسے چاہیے کہ نماز پڑھنے کے ساتھ خاوند کو راضی رکھے تاکہ اس کی نماز قبول ہو کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق جس عورت کا خاوند ناراض رہتا ہو اس کی نماز قبول نہیں ہوتی، اس کے بارے میں حدیث پاک یہ ہے۔

حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تین آدمی ہیں جن کی نماز قبول نہیں ہوتی اور نہ کوئی نیکی اوپر اٹھتی ہے۔

۱۔ فرار ہونے والا غلام، یہاں تک کہ اپنے مالکوں کی طرف واپس لوٹ آئے اور اپنا ہاتھ ان کے ہاتھ میں رکھے۔

۲۔ وہ عورت جس کا خاوند اس سے ناراض ہو۔

۳۔ نشے والا جب تک ہوش میں نہ آئے۔ (بحوالہ بیہقی، شعب الایمان)

اس حدیث پاک میں عورت کو بڑے عمدہ انداز میں ترغیب دی گئی ہے کہ وہ اپنے خاوند کو زندگی کے معاملات میں ناراض نہ کریں، کیونکہ خاوند نے سارا دن بڑی مشقت کے ساتھ روزی کما کر اس کے لئے لانا ہوتی ہے جس سے گھر کی گزر اوقات چلتی ہے اگر وہ خاوند سے ناراض رہے گی تو خاوند ذہنی طور پر پُرسکون نہ رہ سکے گا، اس طرح عورت کا ترش

روپیہ آمدن پر اثر انداز ہوگا جس سے گھریلو اخراجات متاثر ہوں گے، اس وجہ سے عورتوں کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تاکید کی کہ وہ اپنے خاوند کو کسی صورت میں بھی ناراض نہ کریں تاکہ گھریلو زندگی خوشحال رہے۔

شوہر کی نافرمانی کا نقصان:

عورت کو خاوند کی نافرمانی نہیں کرنی چاہیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نافرمانی کرنے والی عورتوں کو اس طرف توجہ دلائی ہے کہ آخرت میں اگر وہ اپنا انجام اچھا چاہتی ہیں تو انہیں شوہروں کی فرمانبرداری کرنی چاہیے۔

حضرت ابو سعید خدری ؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عید الفطر یا عید الاضحیٰ کے دن عید گاہ جاتے ہوئے عورتوں کے پاس سے گزرے تو ان سے فرمایا اے خواتین کی جماعت نیکی کرو کیونکہ میں تم میں زیادہ تر کو جہنمی دیکھتا ہوں، وہ عورتیں عرض کرنے لگیں یا رسول اللہ ﷺ اس کی کیا وجہ ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا تم آپس میں ایک دوسرے پر لعنت ملامت زیادہ کرتی ہو اور شوہروں کی نافرمانی کرتی ہو۔

میں نے نہیں دیکھا کہ ایک ناقص عقل اور ناقص دین رکھنے والی کسی ہوشیار مرد کی عقل کو تم سے زیادہ ضائع کرے اس پر ان خواتین نے دریافت کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ ہمارے دین اور عقل میں کمی اور نقصان کا سبب کیا ہے؟ آپ نے فرمایا کہ عورت کی شہادت مرد کی نصف شہادت کے برابر نہیں ہوتی؟ کہنے لگیں بیشک! آپ نے فرمایا یہی ان کی عقل کا نقصان ہے اور دین کا نقصان یہ ہے کہ ماہواری کے دنوں میں نہ تو نماز ادا کرسکتی ہیں اور نہ روزہ رکھ سکتی ہیں۔ (بحوالہ ترمذی شریف)

ف: اس حدیث کے مضمون سے عورتوں کو سمجھ جانا چاہیے کہ جو مقام مرد کا ہے وہ عورت کا نہیں ہے اس لیے بیوی کے لیے بہتری اسی میں ہے کہ وہ مرد کی اطاعت شعار اور خدمت گزار ہو اور اسی میں اس کی نجات ہے۔

بیوی شوہر کا حق زوجیت ادا کرے:

مرد کی نفسانی خواہشات کو پورا کرنا عورت کا فرض ہے یعنی بیوی خاوند کی خواہش کے

مطابق اس کا حق زوجیت ادا کرے اور دلی طور سے اپنے خاوند سے محبت رکھے کیونکہ بیوی کی محبت ہی باقی تمام حقوق کی ادائیگی کا سبب بنتی ہے، اگر عورت کے دل میں اپنے مرد کے لیے محبت نہ ہو تو پھر مرد کی زندگی تنہا ہو جائے گی جس سے زندگی کی رعنائی اور سکون ختم ہو جائے گا اس لیے میاں بیوی میں محبت کا ہونا ضروری ہے۔

حضرت طلق بن علی کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب شوہر اپنی بیوی کو اپنی حاجت پوری کرنے کے لیے بلائے تو عورت کو اس کا حکم ماننا چاہیے اگرچہ وہ کھانا پکانے میں مشغول ہو۔ (بحوالہ ترمذی شریف)

ف: میاں بیوی کا آپس میں جو تعلق ہے وہ بڑا پُر کشش ہے آپس میں ان کی جو طبعی خواہش ہوتی ہے وہ کسی اور سے پوری نہیں ہو سکتی اس لیے دونوں کے لیے ضروری ہے کہ جب تک ان میں سے کسی کو طبعی خواہش ہو تو دوسرا اس کی ضرورت کو بڑی وسعت قلبی کے ساتھ پورا کر دے، اگر میاں بیوی آپس میں بشری تقاضوں کو پورا نہ کریں گے تو ایک دوسرے پر بڑی زیادتی ہو گی۔

البتہ اس میں مرد کو عورت پر کچھ فضیلت دی گئی ہے کہ مرد جب عورت کو اپنے مقصد کے لیے طلب کرے تو اسے خدمت کے لیے حاضر ہو جانا چاہیے یہی بات ایک اور حدیث میں یوں بیان کی گئی ہے کہ۔

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے جس شوہر کی بیوی اس کے بلانے پر انکار کر دیتی ہے اس عورت سے اللہ تعالیٰ اس وقت تک ناراض رہتا ہے جب تک اس کا شوہر اس سے راضی نہ ہو جائے۔ (بحوالہ مسلم شریف)

اس حدیث میں یہ بتایا گیا ہے کہ جب عورت اپنے خاوند کے بلانے پر انکار کر دیتی ہے تو اللہ تعالیٰ اس سے ناراض ہو جاتا ہے جب تک کہ وہ اس سے راضی نہ ہو جائے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک اور فرمان میں بتایا گیا ہے کہ فرشتے اس پر لعنت کرتے ہیں۔

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اگر مرد اپنی بیوی کو اپنے بستر پر بلائے اور وہ نہ آئے اور مرد بیوی سے ناراض ہو تو صبح تک فرشتے اس عورت پر لعنت کرتے رہتے ہیں۔ (بحوالہ مسلم شریف)

اللہ تعالیٰ نے مرد کو اتنا بلند مقام دیا ہے کہ عورت کو ہر طرح سے پابند کیا گیا ہے کہ وہ مرد کی اطاعت کرے اگر وہ شوہر کے بلانے پر نہ آئے اور اس کا مرد اس سے ناراض ہو جائے تو رات بھر فرشتے اس عورت پر شوہر کا حکم نہ ماننے پر لعنت کرتے ہیں، یہ عورت کی کتنی بدنصیبی ہے کہ فرشتے اس پر لعنت کا اظہار کریں۔

جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام پیدا ہوئے تو تمام شیاطین اپنے آقا ابلیس کے پاس پہنچے اور کہنے لگے کہ آج روئے زمین کے تمام بت سر کے بل اوندھے نظر آئے یہ سن کر ابلیس نے کہا یقیناً آج کوئی نئی بات پیش آئی ہوگی تم یہاں ٹھہرو میں زمین پر جا کر دیکھتا ہوں ابلیس نے گھوم پھر کر دیکھا کچھ نظر نہیں آیا آخر ایک جگہ کچھ فرشتوں پر نظر پڑی کہ فرشتے ایک بچے کو گھیرے ہوئے تھے، ابلیس اپنی قوم کے پاس واپس گیا اور انہیں بتلایا کہ آج رات ایک نبی علیہ السلام پیدا ہوئے ہیں، اب تک دنیا میں جتنے حمل ٹھہرے مجھے ان کی خبر رہی اور میری ہی موجودگی میں وضع حمل ہوا لیکن یہ عجیب بات ہے کہ مجھے نہ اس عورت کے حمل کی اطلاع ہوئی اور نہ وضع حمل کا پتہ چلا، شاید یہ اس عورت کی نیکی اور کثرت ذکر الٰہی کی وجہ ہے۔

(بحوالہ خاوند کے حقوق)

شوہر کی رضا اور اس کی خوشی ہر حال میں مقدم ہے:

بعض دین دار عورتوں کا حال بھی عجیب ہے کہ جب عبادت کا شوق ہوا لمبی چوڑی تسبیح شروع کر دی اور شوہر کے حقوق کی رعایت جو اس کی ذمہ فرض کا درجہ رکھتی ہے اسے چھوڑ دیا، اسی طرح اور رشتہ داروں کے لیے تو خوب بنی سنوری اور اپنے شوہر کے لیے کچھ نہ کیا یہ غلو نہ ہونا چاہیئے۔

''ایک اللہ کی نیک بندی عشاء کے بعد خوب زینت کرتی، کنگھی اور سرمہ استعمال کرتی، خاوند کے پاس آتی اور پوچھتی، کیا آپ کو میری ضرورت ہے؟ خواہش کا اظہار

کرتے تو لیٹ رہتیں، ان کی طرف سے اجازت ہوتی تو کہتیں میرے آقا! مجھے اجازت ہے تو میں اپنے مالک حقیقی سے محو گفتگو ہو جاؤں۔ چنانچہ پھر رات کا مقدور حصہ اپنے رب کو مناتی اور خوب بندگی کرتیں۔" (بحوالہ التبلیغ)

میری بہن! حقوق اللہ اور بندوں کے حقوق کی ادائیگی کا لحاظ خوش نصیب خواتین کو میسر آتا ہے، شوہر کی رضا اور اس کی خوشی ہر حال میں مقدم ہے۔

شوہر کو راضی وخوش رکھنا بھی عبادت ہے:

"عورت" جب تک اس کی شادی نہ ہو وہ اپنے ماں باپ کی بیٹی کہلاتی ہے مگر شادی ہو جانے کے بعد وہ اپنے شوہر کی بیوی بن جاتی ہے اور اب اس کے فرائض اس کی ذمہ داریاں پہلے سے بہت بڑھ جاتی ہیں۔ وہ تمام حقوق وفرائض جو بالغ ہونے کے بعد عورت پر لازم ہو گئے تھے، اب ان کے علاوہ بھی شوہر کے حقوق کا بہت بڑا بوجھ عورت کے سر پر آجاتا ہے، جس کا ادا کرنا ہر عورت کے لئے بہت بڑا فریضہ ہے۔

اللہ تعالیٰ نے شوہروں کو بیویوں پر حاکم بنایا ہے اور بہت بڑی بزرگی دی ہے۔ اس لئے ہر عورت پر فرض ہے کہ وہ اپنے شوہر کا حکم مانے اور خوشی خوشی اپنے شوہر کے ہر حکم کی تابعداری کرے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے شوہر کا بڑا حق بتایا ہے کہ اپنے شوہر کو راضی وخوش رکھنا بہت بڑی عبادت ہے اور شوہر کو ناخوش اور ناراض رکھنا بہت بڑا گناہ ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ "اگر میں خدا کے سوا کسی دوسرے کے لئے سجدہ کا حکم دیتا تو میں عورتوں کو حکم دیتا کہ وہ اپنے شوہروں کو سجدہ کرتی رہیں"۔

اور رسول اللہ ﷺ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ "جس عورت کی موت ایسی حالت میں آئے کہ مرتے وقت اس کا شوہر اس سے خوش ہو وہ عورت جنت میں جائے گی"۔ اور یہ بھی فرمایا ہے کہ "جب کوئی مرد اپنی بیوی کو کسی کام کے لئے بلائے تو وہ عورت اگرچہ چولھے کے پاس بیٹھی ہو اس کو لازم ہے کہ وہ اٹھ کر شوہر کے پاس چلی آئے"

حدیث شریف کا مطلب یہ ہے کہ عورت چاہے کتنے بھی ضروری کام میں مشغول ہو مگر شوہر کے بلانے پر سب کاموں کو چھوڑ کر شوہر کی خدمت میں حاضر ہو جائے۔

حدیث شریف کا مطلب یہ ہے کہ مشکل سے مشکل اور دشوار کام کا بھی اگر شوہر حکم دے تو تب بھی عورت کو شوہر کی نافرمانی نہیں کرنی چاہیئے بلکہ اس کے ہر حکم کی فرمانبرداری کے لئے اپنی طاقت بھر مستعد رہنا چاہیئے۔اور رسول اللہ ﷺ کا یہ بھی فرمان ہے کہ جب شوہر بیوی کو اپنے بچھونے پر بلائے اور عورت آنے سے انکار کردے اور اس کا شوہر اس بات سے ناراض ہو کر سو رہے تو رات بھر خدا کے فرشتے اس عورت پر لعنت کرتے رہتے ہیں۔

ان حدیثوں سے سبق ملتا ہے کہ شوہر کا بڑا حق ہے اور ہر عورت پر اپنے شوہر کا حق ادا کرنا فرض ہے۔شوہر کے حقوق بہت زیادہ ہیں، ان میں سے نیچے لکھے ہوئے یہ چند حقوق بہت زیادہ قابل لحاظ ہیں۔

(۱) عورت بغیر اپنے شوہر کی اجازت کے گھر سے باہر نہیں جائے۔نہ اپنے رشتہ داروں کے گھر، نہ کسی دوسرے کے گھر۔

(۲) شوہر کی غیر موجودگی میں عورت پر فرض ہے کہ شوہر کے مکان اور مال و سامان کی حفاظت کرے اور بغیر شوہر کی اجازت کے کسی کو بھی مکان میں نہ آنے دے نہ شوہر کی کوئی چھوٹی بڑی چیز کسی کو دے۔

(۳) شوہر کا مکان اور مال و سامان یہ سب شوہر کی امانتیں ہیں اور بیوی ان سب چیزوں کی امین ہے۔اگر عورت نے اپنے شوہر کی کسی چیز کو جان بوجھ کر برباد کردیا تو عورت پر امانت میں خیانت کرنے کا گناہ لازم ہوگا اور اس پر خدا کا بہت بڑا عذاب ہوگا۔

(۴) عورت ہرگز ہرگز کوئی ایسا کام نہ کرے جو شوہر کو ناپسند ہو۔

(۵) بچوں کی نگہداشت، ان کی تربیت اور پرورش، خصوصاً شوہر کی غیر موجودگی میں عورت کے لئے بہت بڑا فریضہ ہے۔

(۶) عورت کو لازم ہے کہ مکان، سامان اور اپنے بدن اور کپڑوں کی صفائی ستھرائی کا خاص طور پر دھیان رکھے۔پھوہڑ، میلی کچیلی نہ رہے۔بلکہ بناؤ سنگھار سے

رہا کرے۔ تاکہ شوہر اس کو دیکھ کر خوش ہو جائے۔ حدیث شریف میں ہے کہ ''بہترین عورت وہ ہے کہ جب اس کا شوہر کسی بات کا حکم دے تو وہ اس کی فرمانبرداری کرے اور اگر شوہر اس کی طرف دیکھے تو وہ اپنے بناؤ سنگھار اور اپنی اداؤں سے شوہر کا دل خوش کر دے اور اگر شوہر کسی بات کی قسم کھا جائے تو وہ اس کی قسم کو پوری کر دے اور اگر شوہر غائب رہے تو وہ اپنی ذات اور شوہر کے مال میں حفاظت اور خیر خواہی کا کردار ادا کرتی رہے''۔

اسی طرح عورت کے فرائض میں یہ بھی شامل ہے کہ وہ۔

☆ شوہر کی خدمت کو اپنا فرض سمجھے۔
☆ شوہر کی عزت کی حفاظت کرے۔
☆ اگر شوہر میں کوئی بری عادت ہو تو اس کی اصلاح کرنے کی کوشش کرے۔
☆ شوہر سے ہمیشہ خندہ پیشانی سے بات کرے۔
☆ شوہر باہر سے تھکا ہارا آئے تو اس پر سوالات کی بوچھاڑ نہ کر دے بلکہ اسے آرام سے بیٹھنے دے اور پانی وغیرہ پیش کرے۔
☆ شوہر کے مزاج کو سمجھنے کی کوشش کرے۔
☆ شوہر کی پسند اور ناپسند کا خیال رکھے۔
☆ شوہر پر نکتہ چینی نہ کرے اور زبان درازی نہ کرے۔
☆ بچوں کی تربیت میں کوتاہی نہ کرے اور ان کے کھانے پینے کا خیال رکھے۔
☆ شوہر سے بے جا فرمائشیں نہ کرے کہ جس سے اسے ادھار لینا پڑے۔
☆ رشتہ داروں اور بہن بھائیوں کے سامنے اپنے شوہر کی باتیں نہ کرے۔
☆ شوہر سے ہمیشہ دھیمے اور میٹھے لہجے میں بات کرے۔
☆ شوہر کی رائے کا احترام کرے۔
☆ بناؤ سنگھار صرف اپنے شوہر کی خاطر کرے۔
☆ کھانے کے دوران کسی مسئلے پر ڈسکس نہ کرے۔

☆ غیر مردوں کے سامنے زیادہ باتیں کرنے یا قہقہہ مار کر ہنسنے سے گریز کرے یہ بے حیائی کی بات ہے اور عورت کا اصل زیور اس کی شرم وحیا ہی ہوتا ہے۔
☆ شوہر کے رشتہ داروں پر نکتہ چینی نہ کرے بلکہ ان کو اپنا بنا کر رکھنے کی کوشش کرے۔
☆ فضول سہیلیوں سے میل جول نہ رکھے اور آوارہ عورتوں کو بھی اپنے گھر میں نہ آنے دے۔
☆ شوہر کی آمدنی محدود ہو تو اس میں گزارا کرے اور اس کی غربت میں اس کا ساتھ دے۔
☆ اپنے شوہر کی مجبوریوں کا خیال رکھے۔
☆ اگر شوہر سے کوئی ناگوار بات سرزد ہو جائے تو اسے درگزر کرے اور اس کے عیبوں کی چشم پوشی کرے۔

بیوی اپنے شوہر کے والدین اور بہن بھائیوں کا احترام کرے:

بیوی کے اوپر شوہر کے منجملہ حقوق میں سے ایک یہ ہے کہ بیوی اپنے شوہر کے ماں باپ، بہن بھائیوں کا احترام کرے۔ ان کے ساتھ اچھا برتاؤ کرے اور اگر وہ لوگ بدسلوکی کریں تو اسے برداشت کرے خصوصاً اپنی ساس اور سسر کی زیادتیوں کو سہنے کی کوشش کرے کیونکہ آگ، آگ سے نہیں پانی سے بجھتی ہے اور جب کسی معاملے میں نرمی کی جائے تو اس کے اندر حسن اور خوبصورتی پیدا ہوتی ہے بیوی کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ وہ اپنی انانیت اور خودسری اور اپنے جذبات کو قابو میں رکھے اس سے اللہ تعالیٰ کی رضا، خوشنودی اور اس کی طرف سے اجر ملے گا، مرد کی نظر میں اس کا احترام اور قدر ومنزلت بڑھے گی اس کی طرف سے عزت ومحبت اسے حاصل ہوگی۔

نیز بیوی اس حقیقت کو ہمیشہ یاد رکھے کہ اس کے سسر اور اس کی ساس نے اس کے خاوند کی بچپن سے پرورش کی ہے جب وہ بڑا ہوا تو اس کی تعلیم وتربیت کی اس لئے اس کے شوہر کا اولین کام یہ ہے کہ پہلے اپنے ماں باپ کے اس فرض کو چکائے اور بیوی کا فرض یہ ہے کہ اس مقدس فرض کی ادائیگی کے لئے اپنے شوہر کی مدد کرے اور اس کا ہاتھ بٹائے۔

بیوی کو یہ بھی سمجھ لینا چاہیئے کہ بدلہ دینے اور حساب لینے والا حاکم اعلیٰ کبھی نہ مرے گا اور ہر آدمی جیسا ایک دوسرے کے ساتھ کرتا ہے اس کے ساتھ بھی وہی سلوک کیا جاتا ہے اس لئے آج اگر بیوی نے اپنے خاوند کے ماں باپ کے ساتھ اچھا سلوک کیا تو کل کو بڑھاپے میں اس کی بہو بیٹا اس کے ساتھ اچھا سلوک کرینگی اور نیک کام کرنے والوں کا اجر اللہ تعالیٰ کبھی ضائع نہیں کرتا۔

یہ ذریں ہدایات ہیں جنہیں پس پشت ڈال کر آج خاندان کے خاندان تباہ اور رشتہ داریاں ٹوٹتی جارہی ہیں بصورت دیگر اپنے ماں باپ کے ساتھ بدسلوکی کا مرتکب ہو کر شوہر دنیا و آخرت میں شقی ازلی اور بدبخت بنتا جارہا ہے اور اس کی تمام ذمہ داریاں اس کی اپنی بیوی پر آتی ہیں۔ (اللہ تعالیٰ ہم سب کی حفاظت فرمائے۔ آمین)

بیوی کے ذمہ شوہر کے کچھ حقوق کا خلاصہ:

شوہر کے حقوق یہ ہیں:

(۱) شوہر کے ضابطوں کے تحت ہر امر میں اس کی اطاعت کرنا بشرطیکہ معصیت نہ ہو، اسکی اطاعت اور ادب و خدمت میں کوتاہی نہ کرے، دل جوئی و رضا جوئی پورے طور سے بجالائے البتہ ناجائز امر میں عذر کردے۔

(۲) اپنے شوہر کو اس کے افلاس، غربت یا بدصورتی کی وجہ سے، یا اپنے آپ سے علم میں کمی کی وجہ سے حقیر نہ سمجھے۔

(۳) اگر کوئی امر خلاف شرع شوہر میں دیکھے تو ادب سے منع کرے۔

(۴) اس کا نام لے کر نہ پکارے یہ ادب کے خلاف ہے۔

(۵) کسی کے روبرو خاوند کی شکایت نہ کرے۔

(۶) اس کے روبرو آمنے سامنے زبان درازی نہ کرے۔

(۷) بغیر شوہر کی اجازت کے گھر سے نہ نکلے۔ اسلام نے چند مخصوص امور کے لئے اجازت کے بغیر بھی باہر جانے کی اجازت دی ہے۔ منجملہ ان کے یہ کہ عورت کا قرض کسی پر ہو اس کے طلب کرنے کے لئے یا کسی کا قرض عورت پر ہو اس

کی ادائیگی کے لئے حج فرض کی ادائیگی کے لئے کسی محرم کے ساتھ جانا چاہتی ہو یا باپ لنگڑا اور اپاہج و بیمار ہو تو اس کی خدمت یا ضرورت شدیدہ کے لئے۔ اگر چہ وہ کافر ہی کیوں نہ ہو اگر اس کو کوئی ضروری مسئلہ معلوم کرنا ہو اور شوہر معلوم کر کے نہ بتلائے تو جب بھی بلا اجازت کے جاسکتی ہے۔

لیکن شرط یہ ہے کہ زینت کر کے نہ جائے بلکہ ایسی ہیئت بدل کر جائے کہ جس سے اس کی طرف نظریں نہ اٹھیں۔

''پس شرط یہ ہے کہ زینت نہ کرے اور ہیئت کو اس طرح بدل لے کہ لوگوں کی نظریں اس کی طرف نہ اٹھیں، اور قلوب مائل نہ ہوں''

(۸) شوہر کی اجازت کے بغیر اس کی کوئی چیز کسی کو نہ دے۔

(۹) اس کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آئے۔

(۱۰) بغیر اس کی اجازت کے سینے پرونے یا کاتنے کا کام نہ کرے۔

کیونکہ زوج پر تو نان ونفقہ واجب ہی ہے لہٰذا اس کا یہ فعل عبث ہے۔ ہوسکتا ہے کہ وہ اپنے شوق و شغل میں لگی ہو اور زوج خدمات واجبہ میں سے اس وقت کسی خدمت کا متمنی ہو اور مطالبہ کرے اور وہ اپنے شغل ومصروفیت کی وجہ سے تاخیر کرے یا انکار کرے۔ تو بلا وجہ کی دونوں میں رنجش ہو اور اختلاف جگہ پکڑے۔ لہٰذا بغیر اجازت شوہر کے ایسے کام بھی انجام نہ دے۔

(۱۱) زوج ہی کے پاس سوئے ہاں زوج خود پاس لیٹنے سے منع کر دے یا کوئی عذر شرعی ہو تو پھر علیحدہ سونے میں کوئی حرج نہیں۔

(۱۲) زوج کی موجودگی میں ایسی چیز نہ کھائے جو اس کی تکلیف کا باعث ہو۔ جیسے لہسن، کچی پیاز، مولی وغیرہ نہ کھائے۔

(۱۳) جب وہ گھر میں داخل ہو تو کشادہ روئی سے اس کے سامنے آئے۔

(۱۴) جب زوج اس کی طرف دیکھے اور بات کرے تو خندہ پیشانی سے پیش آئے۔

حدیث شریف میں ہے کہ:

''رسول اکرم ﷺ نے فرمایا ہے کہ اچھی عورت وہ ہے کہ اس کا شوہر جب اس کو دیکھے تو اس کو خوش کر دے اور جب اس کو حکم دے تو اس کی اتباع کرے اور جب وہ کہیں چلا جائے تو اس کے مال اور اپنے نفس کی حفاظت کرے''

پس اگر مرد اپنے حقوق کا لحاظ رکھیں جو ان پر عائد ہوتے ہیں اور عورت اپنی ذمہ داریوں کا احساس کرے اور دونوں اپنے اپنے حقوق کو ادا کرتے رہیں تو میں کہوں گا کہ دونوں میں کبھی اختلاف کی نوبت ہی نہ آئے۔ اور جن گھروں میں لڑائی و اختلاف کسی وجہ سے پیدا ہو گیا ہو تو اگر وہ اسلام کے بتلائے ہوئے ان روشن اصولوں پر عمل کریں تو اختلاف خود بخود مٹ جائیں گے۔ جو مرد حدود اللہ کی رعایت اور بیوی کے حقوق کی ادائیگی کی سعی کرتا ہے منجانب اللہ اس کی امداد بھی ہوتی ہے اور مقتضائے انصاف بھی یہی ہے کہ شریک زندگی اور نازک دل اور صنف نازک کے ساتھ حسن سلوک وخوش معاملگی کا برتاؤ کیا جائے۔

ایسے ہی عورت پر بھی ضروری ہے کہ مردوں کے حقوق و اطاعت اور حسن سلوک اور اپنے زوج کی عزت کی پوری پوری حفاظت کریں، کہ شرافت و عزت کا تقاضہ بھی یہی ہے۔ اگر وہ اس کا ارادہ کرلیں تو خدا کی جانب سے ان کی امداد بھی یقینی ہے۔

(۱۵) بیوی گھریلو نظم وضبط کو درست رکھے اور کام سے نہ گھبرائے۔

(۱۶) شوہر کی موجودگی میں اپنے لباس کو صاف ستھرا نیز اپنی صفائی کا پورا پورا خیال رکھے۔ بعض عورتوں کی عادت ہوتی ہے کہ وہ دوسروں کے گھروں میں یا پارٹیوں میں جاتی ہیں یا ان کے گھر میں کہیں سے مہمان آئے ہوں تو خوب بن سنور کر جاتی ہیں۔ لیکن اپنے گھر میں میلی کچیلی اور گندی رہتی ہیں، اور جسم سے بدبو تک آرہی ہوتی ہے۔ اپنے گھر میں، اپنے شوہر کے لئے تو بیوی کی یہ حالت ہے جو جان نچھاور کرنے والے شوہر کی اذیت کا باعث بن رہی ہے، جب کہ دوسروں کے لئے نہ صرف صفائی ستھرائی بلکہ عمدہ سے عمدہ لباس کا اہتمام ہو جاتا ہے اور ساتھ ساتھ اچھی طرح میک اپ بھی ہو جاتا ہے۔ کیسی نالائقی ہے؟ اور افسوس کی بات ہے۔

(۱۷) شوہر کی حیثیت سے زیادہ اس پر بوجھ نہ ڈالے اور ضرورت سے زیادہ چیزوں کا مطالبہ یا فرمائشیں نہ کرے۔ شوہر بیوی کے لئے اگر کچھ لے آئے تو اس کی دلجوئی کرے۔ شوہر کے ساتھ سفر میں جائے تو محض ضروری ضروری سامان ساتھ لے جائے خواہ مخواہ اونٹ کی طرح شوہر پر سامان نہ لادیں، یہ بھی بے ادبی اور بیوی کی نالائقی ہے۔ سفر و حضر میں دینی فرائض کی ادائیگی کا پورا پورا خیال رکھے، شوہر کی ناشکری نہ کرے۔ وہ عورت کتنی اچھی ہے جو اپنے دین کو دنیا پر مقدم رکھتی ہے اور اپنی جان سے زیادہ اللہ تعالیٰ کے حکم اور نبی اقدس ﷺ کی سنتوں کا خیال رکھتی اور شوہر کی فرمانبراری کرتی ہے۔ یہی عورت نجات پانے والی ہے۔

(۱۸) عورت کے ذمے شوہر کا سب سے بڑا حق یہ ہے کہ جب اس نے اپنی ذات شوہر کے سپرد کر دی ہے تو اس کی ہمیشہ حفاظت کرے اور اس سلسلہ میں کسی خیانت کا ارتکاب نہ کرے شوہر چاہے حاضر ہو یا غائب یعنی کہیں سفر پر گیا ہو یا نہ گیا ہو ہر حال میں کسی بھی اجنبی مرد سے تعلق قائم کرنا اعلیٰ درجہ کی خیانت اور بد عہدی ہے۔

(۱۹) ظاہر ہے جس مرد نے عورت سے نکاح کیا ہے اس کا مقصد غلط جگہ سے نفسیاتی خواہش کو چھوڑ کر جائز اور حلال جگہ پر پورا پورا کرنا ہے اس لئے شوہر کو جب بھی اس کا تقاضا ہو تو اس کو اس کا موقع دیا جائے اور اس سلسلہ میں بلاوجہ کوئی بہانہ نہ بنانا چاہیئے۔ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ اگر شوہر تمہیں اپنی ضرورت پوری کرنے کیلئے بلائے اور تم روٹی اور توے پر بیٹھی ہو (یعنی روٹی توے پر رکھی ہوئی ہو اور اس کے جل جانے کا خوف ہو) تب بھی تم اپنا کام چھوڑ کر اس کے تقاضے کو پورا کرو اور اس کا بھی خیال رہے کہ خواہش پیدا ہونے پر دن میں بھی محبت جائز ہے کوئی حرج نہیں، خود حضور اکرم ﷺ اور بعض صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین سے بعض اوقات دن میں بھی جماع کرنا ثابت ہے۔

(۲۰)...... شوہر کا جو کچھ مال اور سامان ہے اس کی حفاظت کرے، اس کو شوہر کی مرضی کے خلاف اور غلط کام پر نہ خرچ کیا جائے، اسی طرح ضرورت کے کاموں میں بھی فضول خرچی نہ کرے بلکہ کفایت کو اپنا شعار بنائے۔

(۲۱)......عورت کو شوہر کی باتوں پر اس کے کام کہنے پر بار بار روٹھ جانا اور اپنی کسی بات کے پورا نہ ہونے پر ناراض ہو جانا کوئی اچھی بات نہیں، اس سے محبت میں کمی آتی ہے اور شوہر ایک بوجھ محسوس کرنے لگتا ہے، بیوی کو ایسی فضول عادتوں سے بہت بچنا چاہیئے۔

(۲۲)......بیوی کو شوہر پر یا اس کی کسی بات پر غصہ ہونا یا بد کلامی کرنا۔ برا بھلا کہنا گالی گلوچ کرنا انتہا درجے کی بے حیائی اور بے مروتی ہے۔ شوہر اگر اپنی شرافت یا کسی مجبوری کے سبب کچھ نہیں کہتا تو اس کا مطلب نہیں کہ تم جو چاہو کرو۔ اگر ایسی حرکت تم نے کی تو شوہر کے دل میں تمہاری وقعت اور محبت ختم ہو جائے گی اور کیا عجب کچھ دنوں کے بعد تفرق تک نوبت پہنچ جائے اور پھر تمہارے آنسو پونچھنے والا کوئی نہ ہوگا۔

(۲۳)......بیوی کو شوہر کے ماں باپ اور بھائی بہنوں کے معاملہ میں بڑی رواداری اور میل جول کا برتاؤ رکھنا چاہیئے، چاہے کہ سسرال والوں سے کچھ تکلیف ہی پہنچے، ہر وقت شوہر کے سامنے سسرال والوں کی شکوہ شکایت اور معمولی باتوں پر جھنجھلانا عورت کی محبت کو کم کر دے گا اور ایسا تو ہوتا ہی ہے کہ جب کبھی گھر میں ایک دو عورتیں یا دو چار بچے ہوں تو ہر بات اپنی طبیعت کے موافق نہیں ہوگی۔ کچھ نہ کچھ مزاج کے خلاف تو پیش آئے گا مگر ہر بات پر صبر کرے اور سسرال والوں کے تمام چھوٹے بڑوں کے ساتھ اچھا سلوک رکھے اس سے محبت بڑھے گی اور زندگی کا لطف دوبالا ہو جائے گا۔ عورت کو چاہیئے کہ اپنے قدرتی حسن و جمال کی پوری طرح حفاظت کرے اسے ضائع ہونے سے بچائے تاکہ شوہر کی نگاہ اس سے ہٹ کر دوسری جگہ نہ جمے۔

(بحوالہ چیدہ چیدہ از ازدواجی زندگی کے رہنما اصول)

عورتوں کے لئے اس کا شوہر جنت یا جہنم:

حصین بن حصنؓ بیان کرتے ہیں کہ ان کی پھوپھی نبی کریم ﷺ کے پاس تشریف لائیں، ضرورت پوری ہونے کے بعد آپ نے ان سے پوچھا کیا تم شوہر والی ہو، کہا ہاں۔

تو آپ ﷺ نے پوچھا کہ تم ان کے ساتھ کس طرح برتاؤ کرتی ہو۔ انہوں نے کہا! ہر ممکن طریقہ سے خدمت کرتی ہوں، کوئی کوتاہی نہیں کرتی، ہاں مگر یہ کہ کوئی مجبوری ہو۔

آپ نے فرمایا تم ان کی رعایت کرو، وہ تمہارے لئے جنت ہے یا جہنم۔"

(بحوالہ ترغیب وترہیب ج ۳)

فائدہ......اس حدیث پاک میں آپ ﷺ نے فرمایا کہ شوہر تمہارے لئے جنت یا جہنم ہے۔یعنی اس کی خدمت اس کی رضا وخوشنودی سے تم جنت میں جاسکتی ہو۔

اس کے برخلاف اگر تم نے اس سے اچھا برتاؤ نہیں کیا، اس کو ناراض کیا، اس سے زبان درازی کی اور مقابلہ کیا، اس کی خدمت واطاعت سے تم نے اپنے آپ کو بچایا یا اس میں کوتاہی کی تو تمہارے لئے جہنم ہے۔

عموماً آج کل کے اس دور میں شروع میں حظ نفس کی وجہ سے تو کچھ خدمت ورعایت کرتی ہے۔لیکن جب جوانی ڈھل جاتی ہے تو جانبین سے تعلقات خراب ہوجاتے ہیں۔ بہرصورت ہمیشہ اس کی خدمت ورعایت سے جنت کی دولت حاصل کرسکتی ہو۔خدا کا حکم سمجھ کر آج خدمت میں کوتاہی نہ کرو، کل جنت کے مزے لوٹ لو۔

حقوق کی ادائیگی کے خاطر عورت کے لئے کارآمد نصیحتیں:

عورت ذیل کی ان نصیحتوں پر عمل کر کے اپنی ازدواجی زندگی کو بہتر بنا سکتی ہے، جنہیں حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ کی مایہ ناز کتاب "بہشتی زیور" سے تلخیص کر کے لکھا جارہا ہے، ملاحظہ فرمائیے۔

☆ جہاں تک ہوسکے میاں کا دل ہاتھ میں لئے رہو اور اس کی آنکھ کے اشارہ پر چلا کرو مثلاً اگر وہ حکم دے کہ رات بھر ہاتھ باندھے کھڑی رہا کرو تو دنیا وآخرت کی بھلائی اسی میں ہے کہ دنیا کی تھوڑی سی تکلیف گوارہ کر کے آخرت کی بھلائی اور سرخروئی حاصل کرو۔

☆ کسی وقت کوئی بات ایسی نہ کرو جو اس کے مزاج کے خلاف ہو مثلاً اگر وہ دن کو رات بتلا دے تو تم بھی دن کو رات کہنے لگو۔کم سمجھی اور انجام نہ سوچنے کی وجہ سے بعض بیبیاں ایسی باتیں کر بیٹھتی ہیں جس سے مرد کے دل میں میل اور فرق آجاتا ہے کہیں بے موقع زبان چلادی کوئی بات طعنہ وتشنیع کی کہہ ڈالی غصہ میں جلی کٹی باتیں کہہ دیں کہ مرد کو خواہ مخواہ سن کر برا لگے۔پھر جب اس کا دل پھر جاتا ہے یا ہٹ جاتا ہے اور پھر اس میں

فرق پڑ جاتا ہے تو روتی پھرتی ہیں اور یہ خوب سمجھ لو کہ خاوند کے دل پر میل آجانے کے بعد اگر دو چار دن میں تم نے کہہ سن کر اس کو منا بھی لیا تب بھی وہ بات نہیں رہتی پھر ہزار باتیں بناؤ عذر معذرت کرو لیکن جیسا پہلے دل صاف تھا اب ویسی محبت نہیں رہے گی جب کوئی بات ہوتی ہے تو یہی خیال آجاتا ہے کہ یہ وہی ہے جس نے فلانے فلانے دن ایسا کہا تھا اس لئے اپنے شوہر کے ساتھ خوب سوچ سمجھ کر رہنا چاہیئے کہ خدا اور رسول ﷺ کی بھی خوشی ہو اور تمہاری دنیا و آخرت دونوں درست ہو جائیں سمجھدار عورتوں کو تو بتانے کی کوئی ضرورت نہیں ہے کیونکہ وہ خود ہی ہر بات کے اچھے اور برے کو دیکھ لیتی ہے لیکن پھر بھی ہم چند ضروری باتیں بیان کرتے ہیں۔

☆ جو کچھ تم کو میسر آجائے تو اپنا گھر سمجھ کر چٹنی روٹی کھا کر ہی گزارہ کرو۔

☆ اگر کبھی کوئی زیور یا کپڑا پسند آیا تو شوہر کے پاس خرچ نہ ہو تو اس کی فرمائش نہ کرو اور نہ اس کے ملنے پر حسرت اور افسوس کرو اور بالکل اس کو منہ سے نہ نکالو اور سوچو کہ اگر تم نے کہا تو تمہارا غریب خاوند اپنے دل میں کہے گا کہ اس کو ہماری پریشانی کا کچھ بھی خیال نہیں کہ ایسی بے موقع فرمائش کرتی ہے بلکہ اگر وہ تم سے پوچھے کہ تمہارے واسطے کیا لاؤں تو بتلادو کیونکہ فرمائش کرنے سے بیوی اپنے خاوند کی نظروں سے گر جاتی ہے اور اس سے بات چھوٹی ہو جاتی ہے۔

☆ کسی بات پر ضد اور ہٹ دھرمی مت کرو اگر کوئی بات تمہارے خلاف بھی ہو تو اس وقت جانے دو پھر کسی دوسرے وقت مناسب طریقہ سے طے کر لیا کرو۔

☆ اگر میاں کے ہاں کچھ تکلیف گزرے تو کسی کے سامنے اس کو کبھی زبان پر نہ لاؤ اور ہمیشہ خوشی ظاہر کرتی رہو کہ مرد کو رنج نہ پہنچے اور تمہارے اس قسم کے طریقہ سے اس کا دل تمہاری مٹھی میں ہو جائیگا۔

☆ اگر تمہارے لئے کوئی چیز لاوے اور تم کو پسند آئے یا نہ آئے ہمیشہ اس پر خوشی ظاہر کرو یہ نہ کہو کہ یہ چیز بری ہے ہمارے پسند کی نہیں ہے اس سے اس کا دل خفا ہو جائے گا اور اگر اس کی تعریف کر کے خوشی سے لوگی تو اس کا دل بڑھے گا اور پھر اس سے زیادہ

بہتر چیز لا دے گا کبھی بھی غصہ میں آ کر خاوند کی ناشکری نہ کرو اور یوں نہ کہنے لگو کہ اس کمبخت اجڑے کے یہاں آ کر میں نے کیا دیکھا بس ساری عمر مصیبت اور تکلیف ہی سے کٹی ماں باپ نے میری قسمت پھوڑ دی کہ مجھے ایسی بلا میں پھانس دیا ایسی آگ میں جھونک دیا۔

☆ کیونکہ ایسی باتوں سے مرد کے دل میں جگہ نہیں رہتی حدیث شریف میں حضرت رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ میں نے دوزخ میں عورتیں بہت دیکھیں کسی نے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ دوزخ میں عورتیں کیوں زیادہ جائیں گی تو حضرت رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ یہ اوروں پر بھی لعنت بہت کیا کرتی ہیں اور اپنے خاوند کی بھی ناشکری بہت کیا کرتی ہیں۔ تم خیال کرو کہ خاوند کی ناشکری کرنی بری چیز ہے اور کسی پر لعنت کرنا یہ ہے کہ تم یہ کہو کہ فلانی پر خدا کی مار ہو اس پر خدا کی پھٹکار فلانی کا لعنتی چہرہ ہے تیرے منہ پر لعنت برس رہی ہے یہ سب باتیں بہت بری ہیں۔

☆ شوہر کو کسی بات پر غصہ آ گیا تو ایسی بات مت کہو جس سے اس کا غصہ اور زیادہ ہو جائے ہر وقت مزاج دیکھ کر بات کیا کرو اگر دیکھو کہ اس وقت ہنسی اور دل لگی پر خوش ہے تو ہنسی دل لگی کرو اور نہیں تو اس سے ہنسی دل لگی نہ کرو جیسا مزاج ویسی باتیں کرو کسی بات پر تم سے ناراض ہو کر روٹھ گیا تو تم بھی منہ پُھلا کر نہ بیٹھی رہو بلکہ خوشامد کر کے عذر معذرت کر کے ہاتھ جوڑ کر کے جس طرح بنے اس کو منا لو چاہے تمہارا قصور ہو یا نہ ہو اور شوہر ہی کا قصور ہو تو تب بھی تم ہرگز نہ روٹھو اور ہاتھ جوڑ کر اپنا قصور معاف کرانے کو اپنا فخر اور عزت سمجھو۔

☆ خوب سمجھ لو کہ میاں بیوی کا ملاپ فقط خالی محبت سے نہیں ہوتا محبت کے ساتھ میاں کا ادب کرنا بھی ضروری ہے میاں کو اپنے درجہ میں سمجھنا بہت بڑی غلطی ہے۔

☆ میاں سے ہرگز کبھی کوئی خدمت نہ لو اگر وہ محبت میں آ کر کبھی تمہارے ہاتھ پاؤں یا سر دبانے لگے تو نہ کرنے دو بھلا سوچو تو سہی اگر تمہارا باپ ایسا کرے تو تم گوارہ کرو گی پھر شوہر کا رتبہ تو باپ سے زیادہ ہے اٹھنے بیٹھنے میں بات چیت کرنے میں غرض

کہ ہر بات میں ادب تمیز کا پاس اور خیال رکھو اور اگر خود تمہارا ہی قصور ہو تو ایسے وقت روٹھ کر الگ بیٹھنا تو اور بیوقوفی اور نادانی ہے اس سے خاوند کا دل پھٹ جاتا ہے۔

☆ تمہارا خاوند جب کبھی پردیس سے آوے تو اس کا مزاج پوچھو اور خیریت دریافت کرو کہ وہاں آپ کس طرح رہے آپ کو کوئی تکلیف تو نہیں ہوئی ہاتھ پاؤں پکڑلو کہ آپ تھک گئے ہوں گے اور پھر سب سے پہلے ان سے کھانے کو پوچھو کہ اگر آپ کو بھوک ہو تو کھانا لاؤں اگر وہ کہہ دے کہ لے آؤ تو سب سے پہلے پانی لا کر اس کے ہاتھ دھلاؤ اور جو کچھ ہو سکے اس کے سامنے رکھ دو گلاس بھر کے ساتھ ہی پانی کا بھی رکھ دو۔ جب وہ کھاپی کر لیٹ جائیں تو ان کے ہاتھ پکڑلو اور ان سے کہو کہ لایئے آپ کا بدن دبا دوں آپ سفر کی وجہ سے تھک گئے ہونگے ورنہ اگر گرمی کا موسم ہو تو پنکھا جھلنے کھڑی ہو جاؤ غرض کہ اس کی راحت و آرام کی باتیں کرو اس سے روپے پیسے کی بات ہرگز نہ کرو کہ ہمارے لئے کیا کیا چیز لائے ہو کتنا کتنا روپیہ ہے تلاشی لینے لگو یہ بھی نہ ہو کہ اس کی جیب ٹٹولنے لگو اور اس کے بٹوے کی تلاشی لینے لگو روپیہ کا بٹوا کہاں ہے دیکھیں کتنا روپیہ ہے جب وہ خود دیوے تو لے لو یہ حساب نہ پوچھو کہ تنخواہ تو بہت ہے اتنے مہینوں میں بس اتنا ہی لائے کبھی خوشی کے وقت سلیقہ کے ساتھ باتوں باتوں میں پوچھ لو تو خیر اس کا کوئی حرج نہیں۔

☆ اگر خاوند کے ماں باپ زندہ ہوں اور روپیہ سب ان ہی کو دے تمہارے ہاتھ پر نہ رکھے تو کچھ برا نہ مانو بلکہ اگر تم کو دے تب بھی عقل کی بات یہ ہے کہ تم اپنے ہاتھ میں نہ لو اور یہ کہو کہ انہی کو دیجئے تاکہ ساس سسر کا تمہاری طرف سے دل میلا نہ ہو اور تم کو برا نہ کہیں کہ ہمارے لڑکے کو اپنے ہی پھندہ میں کرلیا اور جب تک ساس سسر زندہ رہیں ان کی خدمت اور ان کی تابعداری کو اپنا فرض جانو اور اسی میں عزت سمجھو اور ساس نندوں سے الگ ہو کر رہنے کی ہرگز فکر نہ کرو کہ ساس نندوں سے بگاڑ ہو جانے کی یہی صورت ہے خود سوچو کہ ماں باپ نے اسے پالا پرورش کی اور اب بڑھاپے میں اس امید پر اس کی شادی کی کہ ہم کو آرام ملے اور جب بہو آئی تو ڈولی سے اترتے ہی یہ فکر کرنے لگی کہ میاں

آج ہی سے ماں باپ کو چھوڑ دے کیونکہ پھر جب خاوند کے والدین کو معلوم ہوتا ہے کہ یہ ہمارے بیٹے کو ہم سے چھڑاتی ہے تو فساد پھیلتا ہے اس لئے کنبے کے ساتھ مل جل کر رہو۔

☆ ہمیشہ ادب کا لحاظ رکھو۔ چھوٹوں پر مہربانی، بڑوں کا ادب کیا کرو۔ اپنا کوئی کام دوسروں کے ذمہ نہ رکھو اور اپنی کوئی چیز بے جگہ پڑی نہ رہنے دو کہ فلانی اس کو اٹھائے۔

☆ جو کام ساس نندیں کرتی ہیں تم اس کے کرنے سے شرم اور عار نہ سمجھو خود بے کہے اس سے لے لو اور کر دو اس سے سسرال والوں کے دل میں تمہاری محبت پیدا ہو جائے گی۔

☆ جب دو آدمی چپکے چپکے باتیں کر رہے ہوں تو ان سے الگ ہو جاؤ اور اس کی کھوج مت لگاؤ کہ آپس میں کیا باتیں ہوتی تھیں اور خواہ مخواہ یہ بھی خیال نہ کرو کہ کچھ ہماری ہی باتیں ہوں۔

☆ یہ بھی ضرور خیال رکھو کہ سسرال میں بے دلی سے مت رہو اگر یہ نیا گھر نئے لوگ ہونے کی وجہ سے جی نہ لگے لیکن جی کو سمجھانا چاہیئے نہ کہ وہاں رونے بیٹھ جاؤ اور جب دیکھو تو بیٹھی رو رہی ہیں جاتے دیر نہیں ہوئی اور آنے کا تقاضا شروع کر دیا۔

☆ بات چیت میں خیال رکھو نہ تو آپ ہی آپ اتنی بک بک کرو جو بری لگے نہ اتنی کم کہ منت خوشامد کے بعد بھی نہ بولو۔ یہ بھی برا ہے اور غرور سمجھا جاتا ہے۔

☆ اگر سسرال میں کوئی بات ناگوار اور بری لگے تو میکے میں آ کر چغلی نہ کھاؤ سسرال کی ذرا سی بات آ کر ماں سے کہنا اور ماؤں کا خود سسرال کی باتیں کھود کھود کر پوچھنا بڑی بری بات ہے اس سے آپس میں لڑائی جھگڑے پیدا ہوتے ہیں اس کے سوا اور کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔

☆ شوہر کی چیزوں کو خوب سلیقہ اور تمیز سے رکھو، رہنے کا کمرہ صاف رکھو۔ گندہ نہ رہنے دو بستر میلا کچیلا نہ ہونا چاہیئے شکن نکال ڈالو۔ تکیہ میلا ہو گیا تو غلاف بدل دو ورنہ ہو تو سی ڈالو۔ جب خاوند کے کہنے پر تم نے کیا تو اس میں کیا بات رہی لطف تو اسی میں ہے کہ بے کہے سب چیزیں ٹھیک کر دو جو چیزیں تمہارے پاس رکھی ہیں ان کو حفاظت سے

رکھو کپڑے ہوں تو تہ کر کے رکھو یونہی بے پرواہی سے ادھر ادھر نہ ڈالو۔ بلکہ قرینے سے الماری میں رکھو کسی کام میں حیلے بہانے نہ کرو نہ کبھی جھوٹی باتیں بناؤ کہ اس سے اعتبار جاتا رہتا ہے پھر سچی بات کا بھی یقین نہیں آتا۔

☆ اگر خاوند تم کو غصہ میں کبھی کچھ برا بھلا کہے تو تم ضبط کرو اور بالکل جواب نہ دو بلکہ خاموش ہو جاؤ چاہے وہ کچھ بھی کہتا رہے تم چپ بیٹھی رہو غصہ اتر جانے کے بعد دیکھنا کہ وہ خود شرمندہ ہوگا اور تم سے کتنا خوش رہے گا اور پھر کبھی انشاء اللہ تعالیٰ تم پر غصہ نہ کرے گا اور اگر تم بھی بول اٹھیں تو بات بڑھ جائے گی پھر نہ معلوم کہاں تک نوبت پہنچے۔

☆ ذرا ذرا سے شبہ پر تہمت نہ لگاؤ کہ تم فلانی کے ساتھ بہت ہنسا کرتے ہو وہاں زیادہ جایا کرتے ہو وہاں بیٹھے کیا کرتے ہو؟ کہ اس میں اگر مرد بے قصور ہو تو تم ہی سوچو کہ اس کو کتنا برا لگے گا اگر سچ مچ اس کی عادت ہی خراب ہے تو یہ خیال کرو کہ تمہارے غصہ کرنے اور بکنے جھکنے سے یا کوئی دباؤ ڈال کر زبردستی کرنے سے تمہارا ہی نقصان ہے اپنی طرف سے دل میلا کرنا ہو تو کر لو ان باتوں سے کہیں عادت جایا کرتی ہے عادت چھڑانا ہو تو عقلمندی سے کام لو۔ تنہائی میں چپکے چپکے سے سمجھاؤ اگر سمجھانے اور تنہائی میں غیرت دلانے سے بھی عادت نہ چھوٹے تو خیر صبر کر کے بیٹھی رہو لوگوں کے سامنے گاتی مت پھرو اور اس کو بدنام اور رسوا نہ کرو تیز ہو کر اس کو مت دباؤ کہ اس طریقہ سے ضد زیادہ بڑھ جاتی ہے غصہ میں آ کر وہ کام زیادہ کرنے لگتا ہے اگر تم غصہ کرو گی اور لوگوں سے بک جھک کر کے رسوا کرو گی تو جتنا وہ تم سے بولتا تھا اتنا بھی نہ بولے گا پھر اس وقت روتی پھرو گی اور یہ خوب یاد رکھو کہ مردوں کو خدا نے شیر بنایا ہے چنانچہ وہ دباؤ اور زبردستی سے ہرگز زیر نہیں ہو سکتے ان کے زیر کرنے کی بہت آسان ترکیب خوشامد اور تابعداری ہے، ان پر غصہ گرمی کر کے دباؤ ڈالنا بڑی غلطی اور نادانی ہے۔

اگرچہ اس کا انجام ابھی سمجھ میں آتا لیکن جب فساد کی جڑ پڑ گئی تو کبھی نہ کبھی ضرور اس کا خراب نتیجہ پیدا ہوگا۔ لکھنو میں ایک بی بی کے میاں بڑے بدچلن ہیں دن رات باہر ہی بازاری عورت کے پاس رہتے ہیں گھر میں بالکل نہیں آتے اور وہ عورت خوب فرمائشیں کرتی

رہتی ہے کہ آج پلاؤ پکے اور وہ بے چاری دم نہیں مارتی جو کچھ میاں کھلا بھیجتے ہیں روز مرہ برابر پکا کر کھانا باہر بھیج دیتی ہیں اور کبھی کچھ سانس بھی نہیں لیتی، دیکھو ساری خلقت اس بی بی کی کیسی واہ واہ کرتی ہے اور خدا کے ہاں جو اس کو رتبہ ملے گا وہ الگ رہا اور جس دن میاں کو اللہ تعالیٰ نے ہدایت دی۔ اور بد چلنی چھڑادی تو اس دن بس بی بی کے غلام ہی ہو گئے۔

(تلخیص از بہشتی زیور)

خاوند کے حقوق کی ادائیگی، ایک اہم ذمہ داری:

اے میری مومن بہن! اللہ کے رسول ﷺ نے جس طرح خاوند کی نافرمانی نہ کرنے کی اہمیت آپ کے سامنے بیان فرمائی ہے کہ جب تک خاوند کسی خلافِ شرع امر کا حکم نہ دے اس کی اطاعت آپ پر لازم ہے، اسی طرح حضور ﷺ نے یہ بات بھی بیان فرمائی ہے کہ خدا کے فرشتوں کی طرف سے لعنت کا نزول اس عورت پر اس وقت تک مسلسل اور برابر رہتا ہے جب تک کہ وہ خاوند کی اس نافرمانی سے باز نہیں آجاتی، (یعنی خاوند کی خواہش کا جب تک انکار رہتا ہے لعنت کا نزول بھی مسلسل رہتا ہے)

یہاں پر ایک بات اور بتادوں، وہ یہ ہے کہ نیک بیوی جو اپنی ازدواجی زندگی کو کامیاب دیکھنا چاہتی ہو، وہ ہمیشہ اپنے خاوند کے سامنے حیاو شرم سے رہتی ہے، نگاہیں جھکا کر رکھتی ہے، اس کے حکم کی اطاعت کرتی ہے، اس کی حاجت کو پورا کرنے کی بھرپور کوشش کرتی ہے۔

خاوند کے سامنے اس کی گفتگو کے وقت خاموش رہتی ہے، اس کی طرف سے پیش آنے والی تکالیف سے درگزر کرتی ہے اور ان پر صبر کرتی ہے اور اس کے سامنے زینت و آرائش سے رہتی ہے۔

اے میری وہ مسلمان بہن! جو نیک زوجہ بننے کا ارادہ رکھتی ہے! اپنی اور تمام مومنوں کی ماں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی بات کو توجہ سے پڑھو۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا، حوا کی بیٹیوں کو نصیحت کرتے ہوئے فرماتی ہیں: ''اے عورتوں کی جماعت! اگر تم کو معلوم ہو جائے کہ تمہارے شوہروں کے تم پر کیا حقوق ہیں تو ہر

عورت اپنے چہرے کے رخسار سے اپنے شوہر کے پیروں کا گردو غبار صاف کرے۔''

اے میری مسلمان بہن! ازدواجی زندگی کا دوام اور بقاء، میاں بیوی کی دائمی محبت پر موقوف ہے، اور محبت نام ہے حُبِ سلیم کا، جو شادی کے بعد مودت و رحمت (ہمدردی و ایثار) کے جذبہ میں تبدیل ہو جاتی ہے، اور دونوں کو اپنی اپنی ذمہ داری کا احساس بھی پیدا ہو جاتا ہے، اس طرح ان کی ازدواجی زندگی، افہام و تفہیم، چشم پوشی اور رضامندی و رضاجوئی سے مرکب ہوتی ہے۔

جب نیک بیوی اپنے شوہر کے حق میں امعانِ نظر سے غور کرتی ہے تو اسے معلوم ہو جاتا ہے کہ دونوں کے حقوق میں توازن اور یکسانیت پائی جاتی ہے۔

ذمہ داری کا احساس باہمی الفت کا سبب ہے:

زوجین میں سے ہر ایک جب اپنی اپنی ذمہ داری کو برداشت کرتا ہے تو ان میں محبت و الفت پیدا ہونا شروع ہو جاتی ہے۔

ابن عبدربہؒ نے حضرت عمران بن حطانؒ کی ایک بات نقل کی ہے، ممکن ہے کہ اس سے کوئی نصیحت حاصل ہو، وہ بات یہ ہے کہ عمران بن حطانؒ کی بیوی بہت خوبصورت اور جوان تھی، لیکن وہ خود ایسے خوبصورت نہ تھے کہ کوئی ان کی طرف دلکش انداز میں دیکھتا، ایک مرتبہ عمران اپنی بیوی سے کہنے لگے کہ ہم دونوں انشاء اللہ جنتی ہیں، بیوی نے پوچھا کہ تمہیں یہ بات کیسے معلوم ہوئی؟ کہنے لگے کہ دیکھو! مجھے آپ جیسی خوبصورت بیوی ملی میں نے اس پر اللہ کا شکر ادا کیا اور آپ کو مجھ جیسا بدصورت خاوند ملا آپ نے اس پر صبر کیا۔ صبر اور شکر کرنے والے جنت ہی کے مستحق ہوتے ہیں۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ صبر و شکر اور آپس میں محبت و مودت اور ایثار و قربانی کا جذبہ یہ وہ چیزیں ہیں، جس سے میاں بیوی کا تعلق مضبوط ہوتا ہے۔

خاوند کے مال اور گھر کی حفاظت:

مرد کا اپنی بیوی پر ایک حق یہ ہے کہ وہ اس کے گھر اور مال کی حفاظت کرے، شادی

کے بعد میاں بیوی نے ایک نیا گھرانہ آباد کرنا ہوتا ہے، خاوند کا کام ہے کہ وہ کما کر لائے اور بیوی کا فرض ہے کہ اس مال کو سلیقے سے خرچ کرنے کے بعد جو مال بچے اس کی حفاظت کرے اس میں خیانت نہ کرے اس کے بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی مندرجہ ذیل ہے:

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ چار چیزیں ایسی ہیں کہ جس کو دی گئیں تو اسے دنیا و آخرت کی بھلائی مرحمت فرمائی گی۔

۱۔ شکر ادا کرنے والا دل۔

۲۔ ذکر کرنے والی زبان۔

۳۔ تکلیفوں پہ صبر کرنے والا بدن۔

۴۔ اور پس پشت اپنی جان اور خاوند کے مال میں خیانت نہ کرنے والی بیوی۔

(بحوالہ بیہقی، شعب الایمان)

ف: اس حدیث پاک میں یہ بات بتائی گئی ہے کہ عورت کو اپنے خاوند کے مال کی حفاظت کرنی چاہیے اور اس میں کبھی بھی خیانت نہ کرے، گھر کا تمام مال چونکہ مرد کی کمائی سے بنتا ہے اس لیے اس میں سے اس کی اجازت کے بغیر کسی کو کچھ نہ دے، اگر خاوند سے پوشیدہ طور پر عورت گھر کی چیزیں اپنے رشتے داروں کو دے گی تو وہ خیانت کی مرتکب ہوگی، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا کرنے سے عورت کو سختی سے منع فرمایا ہے۔ خاوند کا کام کمانا اور گھر میں لانا ہے وہ ہر وقت گھر میں نہیں بیٹھ سکتا، لامحالہ عورت کی تحویل میں مال چھوڑنا پڑے گا اب یہ عورت کی دینداری اور سمجھداری ہے کہ اخراجات میں شوہر کی ہمدردی کرے، امانت داری کے ساتھ اپنے اوپر شوہر کی اولاد اور اس کے ماں باپ پر خرچ کرے۔

حضرت ابوہریرہؓ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا گیا کہ کون سی عورت بہتر ہے؟ فرمایا کہ جب خاوند اس کی طرف دیکھے تو خوش کر دے جب حکم دے تو تعمیل کرے اور جان و مال میں اس کے خلاف نہ کرے جو اسے ناپسند ہو۔

(بحوالہ نسائی شریف)

ف: بیوی پر یہ بھی لازم ہے کہ وہ خاوند کے مال کو ضائع نہ کرے بلکہ اس کی حفاظت کرے فرمان نبوی ﷺ ہے، عورت کے لیے حلال نہیں کہ خاوند کے گھر سے اس کی اجازت کے بغیر کچھ کھائے، ہاں ایسا کھانا کھا سکتی ہے جس کے خراب ہونے کا اندیشہ ہو، اگر بیوی خاوند کی رضامندی سے کھائے گی تو اسے خاوند کے برابر ثواب ملے گا، ورنہ خاوند کی اجازت کے بغیر کچھ کھائے گی تو خاوند کو اجر ملے گا بیوی پر گناہ ہوگا اس لیے والدین کا فرض ہے کہ وہ لڑکی کی بہترین تربیت کریں، اسے ایسی تعلیم دیں جس سے وہ عمدہ رہن سہن اور خاوند سے بہتر برتاؤ کے آداب سیکھ جائے۔

گھر کی نگہبانی میں یہ امر بھی شامل ہے کہ بیوی امور خانہ داری میں دلچسپی لے اور اس سلسلہ میں حضرت عائشہؓ اور حضرت فاطمۃ الزہرۃؓ کی زندگی کو اپنے لیے مشعل راہ بنائے۔

حضرت عائشہؓ اپنے ہاتھوں سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے کپڑے دھوتیں اور سر مبارک میں تیل لگاتی تھیں گھر کا تمام کام کاج خود کرتی تھیں۔

حضرت حسنؓ فرماتے ہیں کہ گھر کا تمام اندرونی کام کاج کھانا پکانا، چکی پیسنا، کپڑے دھونا گھر میں جھاڑو دینا، وغیرہ سب والدہ محترمہ خود اپنے ہاتھوں سے سرانجام دیتی تھیں اور انہیں کاموں کے درمیان ہماری ضرورتیں دوا پلانا، نہلانا کپڑے بدلوانا وقت پر پوری کرتی جاتی تھیں پھر خاتون جنت کا یہ بھی اصول تھا کہ خواہ دو وقت کا فاقہ ہو جب تک شوہر اور بچوں کو نہ کھلا لیتیں خود ایک دانہ نوش نہ فرماتی تھیں۔

ایک روایت میں ہے کہ اسماء بنت خارجہ انفرادی نے اپنی بیٹی کی شادی کے وقت اسے کہا اب تم اس نشیمن سے نکل رہی ہو جو تمہارا ملجا و ماویٰ تھا، اب تم ایسے بستر پر جا رہی ہو جس سے تم نے کبھی بھی الفت نہیں کی۔ لہٰذا تو اس کی زمین بن جا وہ تیرا آسمان ہوگا، تو اس کا بچھونا بن جا وہ تیری عمارت بن جائے گا، تو اس کی باندی بن جا وہ تیرا خادم بن جائے گا، اس سے کنارہ کش نہ رہنا ورنہ وہ تجھ سے دور ہو جائے گا، اس سے دور نہ ہونا ورنہ وہ تجھے بھول جائے گا، اگر وہ تیرا قرب چاہے تو اس کے قریب ہو اگر وہ تجھ سے دور ہونا چاہے تو تو بھی

دور ہو جا، اس کی ناک، کان، آنکھ، کی حفاظت کرنا تا کہ وہ تجھ سے عمدہ خوشبو کے علاوہ اور کچھ نہ سونگھے، عمدہ بات کے سوا اور کچھ نہ سنے اور وہ تجھے ہمیشہ خوبصورت ہی دیکھے۔

ایک سبق آموز واقعہ:

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص سفر میں گیا تو چلتے وقت اپنی بیوی کو تاکید کر گیا کہ میری واپسی تک مکان کی بالائی منزل سے نیچے ہرگز نہ آنا، اتفاق سے اس عورت کے والدین نیچے والی منزل میں رہتے تھے کچھ عرصہ کے بعد یوں ہوا کہ شوہر کی واپسی سے پہلے اس عورت کا والد بیمار ہو گیا اس عورت نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کسی کو دریافت کرنے کے لیے بھیجا کہ بیمار باپ کی خبر گیری کے لیے مکان کی بالائی منزل سے نیچے اتروں یا اپنے شوہر کی حکم کی تعمیل پر رہوں، آپ ﷺ نے اس عورت کو اپنے خاوند کی اطاعت کا حکم دیا، چند دنوں کے بعد باپ کی بیماری اس کی جان لیوا ثابت ہوئی مگر وہ عورت شوہر کی ہدایت پر عمل پیرا رہی نیچے نہیں اتری لیکن اس عورت کو بتقاضائے فطرت و بشریت دل میں بہت ملال ہوا، ادھر سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی شخص کی معرفت اسے یہ خوشخبری سنائی کہ شوہر کی اطاعت کا یہ اجر ملا ہے کہ اس کے مرحوم باپ کی مغفرت ہو گئی ہے۔

(بحوالہ طبرانی اوسط)

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اونٹ پر سوار ہونے والی عورتوں میں سے قریش کی عفیفہ عورتیں بہتر ہیں کہ وہ بچوں پر ان کی کم سنی میں بہت مہربان اور خاوند کے مال کی خوب نگران ہوتی ہیں۔ (بحوالہ بخاری شریف)

ف: اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ عورت میں دو خوبیوں کا ہونا لازم ہے کہ عورت اپنی اولاد پر شفقت کرنے والی ہو، پرورش اور تربیت میں پوری محنت سے فرائض سرانجام دینے والی ہو، اولاد کو پالنے سے اکتانے والی نہ ہو، مصائب پر ناشکری کرنے والی نہ ہو اور خاوند کا مال بڑے طریقے سلیقے سے خرچ کرنے والی ہو۔

حضرت امام غزالیؒ نے فرمایا ہے کہ شریعت کی نظر میں نیک و دیندار اور عمدہ سیرت و بلند کردار عورت وہ ہے جو اپنے گھر کی تعمیر اور اپنے مال کی حفاظت اور اپنے نفس و اولاد کی

اصلاح میں مصروف رہے نماز وروزے کی پابندی کرے اگر شوہر کی عدم موجودگی میں شوہر کا کوئی دوست یا جاننے والا آئے تو شرم وحیا اور غیرت کا تقاضا یہ ہے کہ اس سے کوئی کلام نہ کرے اگر زیادہ ضروری بات ہوتو آواز بدل کر گفتگو کرے یعنی اپنا طرز کلام جاذبانہ اور مٹھاس کا نہ رکھے، شوہر کی حلال آمدنی پر اگرچہ کم ہی کیوں نہ ہو قناعت کرے اور شوہر کی حرام کمائی سے ہر ممکن اجتناب کرے، پہلے زمانے کی نیک عورتیں ان باتوں کا بہت زیادہ دھیان رکھتی تھیں، چنانچہ جب کوئی شوہر کمانے کے لیے گھر سے باہر جاتا تو اس کی بیوی اسے نصیحت کرتی کہ دیکھنا ذرا حرام کمائی سے بچنا اور یہ یقین دلاتی تھیں کہ ہم بھوک پر صبر کر لیں گیں، تنگدستی سے ہمیں خوف نہیں ہے لیکن دوزخ کی آگ ہمارے لیے قابل برداشت نہیں ہوگی، ایک خدا پرست انسان نے کہیں جانے کے لیے سامان سفر باندھا تو صرف اہلیہ کے علاوہ تمام لوگوں نے اس کے سفر کی ممانعت کی، بیوی کے رویے پر اظہار حیرت کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ تم اس سفر کے لیے کس طرح رضامند ہوگئی ہو وہ تمہارے اخراجات کے لیے کچھ بھی چھوڑ کر نہیں جارہا ہے اس پر اہلیہ نے جو سبق آموز بات کہی وہ یہ ہے کہ ''میرا شوہر کمانے والا ہے نہ کہ رازق میرا رب رازق ہے کمانے والا جارہا ہے کھلانے والا رازق پہلے سے موجود ہے اور آج بھی موجود ہے۔'' (بحوالہ احیاء العلوم)

حضرت ابوبکر صدیق ؓ کی صاحبزادی حضرت اسماء ؓ فرماتی ہیں کہ جب میری شادی حضرت زبیر ؓ سے ہوئی تو ان کے پاس نہ زمین و جائیداد تھی نہ مال و دولت اور نہ باندی نہ غلام، صرف ایک گھوڑا تھا اور ایک اونٹ تھا جو پانی لانے کے کام میں استعمال ہوتا تھا خود گھوڑے کو گھاس دانہ دیتی، پانی پلاتی، اس کا جسم ملتی اور اپنے شوہر کے متعلقہ ہر خدمت سرانجام دیتی، اونٹ کے لیے کھجوروں کی گھٹلیاں کوٹتی اور اسے کھلاتی، ڈول سیتی، پانی بھر کر لاتی، آٹا گوندھتی، روٹی پکاتی، میلوں کی مسافت طے کرتی گھٹلیاں سر پر لاد کر لاتی، میری یہ حالت دیکھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم بہت مبارک بیٹی ہو اور تمہاری آخرت بہت ہی کامیاب رہے گی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے لیے دعائیں کیں۔

(بحوالہ ابن ماجہ، وغایۃ الطالبین)

اصلاح و نصیحت کرنے کا حق:

شریعت نے ایک حد تک مرد کو یہ حق دیا ہے کہ وہ نافرمان اور بدکار عورت کی اصلاح کے لیے اسے مار سکتا ہے مگر پہلے عورت کو زبانی سمجھانا ضروری ہے مگر عورت کو ناجائز مارنا درست نہیں سورۂ نساء میں ارشاد ربانی ہے۔

جن عورتوں کی نافرمانی کا تمہیں اندیشہ ہو تو انہیں سمجھاؤ اور ان سے الگ سوؤ اور انہیں مارو پھر اگر وہ تمہارے حکم میں آجائیں تو ان پر زیادتی کی راہ نہ چاہو بیشک اللہ بڑا بلند ہے۔

(پ۵ سورۂ نساء)

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے عورت کو مارنے کا جو حق دیا ہے اسے بڑی احتیاط سے استعمال کرنے کی ضرورت ہے کیونکہ عورت کو صرف اس کی نافرمانی پر پیٹا جا سکتا ہے جو مرد کے حقوق کے متعلق ہو، نہ یہ کہ ہر بے جا حکم کی اطاعت پر اصرار کیا جائے اس آیت کی تائید میں فرمان نبوی ﷺ یہ ہے۔

حضرت عمرؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مرد سے اس چیز کے بارے میں سوال نہیں کیا جائے گا جس پر اس نے اپنی عورت کو مارا۔ (بحوالہ ابن ماجہ)

اس حدیث کے مطابق عورت کو اگرچہ اصلاح کے طور پر پیٹنے کا حق مرد کو دیا گیا ہے لیکن دوسری احادیث کے مطابق اسی بات پر زور دیا گیا ہے کہ عورت کو صرف ضرورت کے مطابق اتنا پیٹا جائے کہ اس کی اصلاح ہو جائے، شدید طرح سے پیٹ کر اس پر ظلم نہ کیا جائے۔

حضرت ایاس عبداللہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ کی لونڈیوں کو نہ پیٹا کرو، حضرت عمرؓ اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہو کر عرض گزار ہوئے کہ عورتیں اپنے خاوندوں پر دلیر ہو گئیں لہٰذا آپ نے انہیں مارنے کی اجازت مرحمت فرما دی، چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات کے پاس کتنی ہی عورتوں نے جمع ہو کر اپنے خاوندوں کی شکایت کی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آلِ محمد کے پاس کتنی ہی عورتوں نے جمع ہو کر اپنے خاوندوں کی شکایت کی ہے یہ تمہارے اچھے آدمی نہیں ہیں۔ (بحوالہ ابوداؤد، ابن ماجہ، دارمی)

اس حدیث میں بتایا گیا ہے کہ جو لوگ اپنی بیویوں کو مارتے ہیں وہ اچھے لوگ نہیں ہیں بلکہ بہتر وہی ہوتے ہیں جو اپنی بیویوں کو مارتے نہیں اگر بیوی کی طرف سے کسی وقت زیادتی بھی ہو جائے تو اس پر صبر کرتے ہیں یا ان کو اتنا زیادہ نہیں مارتے جو ان کی شکایت کا باعث ہو، بیوی کی اصلاح کے لیے کبھی اس کی غلطی پر مار لینا تو جائز ہے لیکن حد سے زیادہ مارنا خلاف شرع ہے اس کے بارے میں ایک حدیث پاک یہ ہے۔

حضرت سلیمان بن عمر واحوص کہتے ہیں کہ مجھ سے میرے والد نے حدیث بیان کی کہ وہ حجۃ الوداع کے موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء کی اور وعظ ونصیحت کی، پھر فرمایا عورتوں کے ساتھ خیر خواہی کرو وہ تمہارے ہاتھوں میں مقید ہیں تم سوا اس کے اور کسی بات کا حق نہیں رکھتے، البتہ اگر وہ کھلی بے حیائی کا کام کریں تو انہیں ان کی خواب گاہوں میں علیحدہ کرو، اور ان کو معمولی طور پر مار بھی سکتے ہو، پھر اگر وہ تمہاری بات مان لیں تو ان پر الزام تراشی مت کرو، عورتوں کا تم پر اور تمہارا عورتوں پر حق ہے عورتوں پر تمہارا حق یہ ہے کہ وہ تمہارے بستروں کو دوسروں سے پامال نہ کرائیں جنہیں تم ناپسند کرتے ہو اور تمہارے گھروں میں ان کو نہ آنے دیں جن کو تم ناپسند کرتے ہو اور سنو تمہاری بیویوں کا تم پر یہ حق ہے کہ تم انہیں اچھا کھانا اور اچھے کپڑے مہیا کرو۔ (بحوالہ ابن ماجہ)

اس حدیث میں بتایا گیا ہے کہ شوہر اپنی بیوی کی بہتری اور فلاں و بہبود کی کوشش کرے اس کو اچھا کھانا اور اچھے کپڑے پہنائے اگر کسی بات پر سرزنش کرنی ہو تو خوابگاہ میں علیحدہ کر دے اور حتی الامکان مار پیٹ سے گریز کرے اور ناگوار حالات میں معمولی طور پر مارنے کی اجازت ہے، آپ نے عورت پر تہمت لگانے اور الزام تراشی سے بھی منع فرمایا ہے، ایک اور روایت میں عورت کو اچھا بننے کا طریقہ یوں بیان کیا گیا ہے۔

حضرت عبداللہ بن زمعہ سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ نے خطبہ ارشاد فرماتے ہوئے حضرت صالح کی اونٹنی اور اس کو زخمی کرنے والے کا ذکر فرمایا، آپ نے آیت کریمہ ''اِذِ انبعث اشقاھا'' پڑھی اور فرمایا کہ قوم ثمود کا ایک

طاقتور بدخلق سردار کھڑا ہوا اس کے بعد آپ نے عورتوں کا ذکر کیا اور ان کے بارے میں نصیحت فرمائی آپ نے فرمایا تم اپنی عورتوں کو اس طرح مارتے ہو جس طرح غلام کو مارا جاتا ہے شاید پھر اسی دن اس سے جماع بھی کرنا ہو پھر آپ نے انہیں ہوا کے خارج ہونے پر ہنسنے سے متعلق نصیحت فرماتے ہوئے فرمایا تم ایسے کام پر کیوں ہنستے ہو جسے خود کرتے ہو۔

(بحوالہ بخاری شریف)

اس حدیث میں بھی یہی بتایا گیا ہے کہ بیوی کی اصلاح کے لیے بیوی کو پہلے زبانی سمجھایا جائے اور اس میں جو اخلاقی کمزوریاں ہوں انہیں دور کرنے کی کوشش کی جائے اگر وہ زبانی سمجھانے سے سمجھ جائے تو بہت بہتر ہوگا اگر وہ نرمی سے درست نہ ہو تو پھر ضرورت کے مطابق اس کی بہتری کے لیے آپ ذرا سا سخت رویہ بھی اختیار کر سکتے ہیں۔

مسلمان بیوی کی ذمہ داریوں کی تقسیم:

حقوق اور ذمہ داریوں کے مختلف درجات ہیں۔

۱۔ سب سے پہلے تو شرعی فرائض ہیں جن کو ترک کرنے پر کوئی بھی فرد اللہ تعالیٰ جل جلالہ کی جانب سے سزا کا مستحق ٹھہر سکتا ہے، یہ فرائض افراد پر یکساں طور پر عائد ہوتے ہیں، جب کوئی فرد اس قسم کے فرائض کو نظر انداز کرے، تو گھریلو زندگی خطرے میں پڑ جاتی ہے اور گھر میں محبتوں کی جگہ جھگڑے اور لڑائیاں لے لیتی ہیں۔

۲۔ دوسرے نمبر پر وہ فرائض ہیں جو سماجی روایات کے نتیجے میں عائد ہوتے ہیں، یہ ہر معاشرے میں مختلف ہوتے ہی، مثال کے طور پر گاؤں اور شہر کے معاشرے میں فرق ہوتا ہے۔

۳۔ تیسرے وہ انفرادی فرائض ہیں، جو ہر گھرانے میں مختلف ہوتے ہیں، ان کا تعین شوہر اور بیوی کے باہمی تعلقات کے ذریعے ہوتا ہے۔

پہلا فرض، باہمی بے تکلفی:

پہلی قسم کے تین فرائض ہیں جنہیں ایک بیوی کو لازماً ادا کرنا چاہیئے ان میں سب سے

پہلا فرض ہے کہ جب کبھی شوہر اپنی بیوی کو ہم بستری کے لیے بلائے تو بیوی کو شوہر کی بات مانی چاہیئے، دونوں از دو جی فریقوں کی یہ بنیادی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنی پاکدامنی کی حفاظت کے سلسلے میں ایک دوسرے کی مدد کریں، اس معاملے میں کوتاہی اور سستی از دواجی تعلقات کے لیے انتہائی نقصان دہ ہے۔

بہر حال یہ اسی صورت میں ممکن ہے جب دونوں اس گہرے قلبی رشتے میں ایک دوسرے کو اس طرح قبول کرنے کی خواہش رکھتے ہوں۔

دوسرا فرض شوہر کی ہر چیز کی حفاظت:

عورت پر مرد کا پہلا حق قرآن مجید نے ایسے الفاظ میں بیان کیا ہے جن کا بدل کسی دوسری زبان میں مہیا ہی نہیں کیا جاسکتا اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

"فالصّٰلحتُ قٰنتت حفظت للغیب بما حفظ اللّٰہ"

(سورۃ النساء ۳۴)

"جو نیک عورتیں وہ اطاعت کرنے والی اور غیب کی حفاظت کرنے والی ہیں، اللہ تعالیٰ کی حفاظت کے ماتحت"

یہاں "حفظ للغیب" سے مراد ہر اس چیز کی حفاظت کرنا ہے جو شوہر کی ہو اور اس کی غیر موجودگی میں بطور امانت عورت کے پاس رہے، اس میں اس کے نسب کی حفاظت، اس کی آبرو کی حفاظت، اس کے مال کی حفاظت، اس کے رازوں کی حفاظت، غرض سب ہی کچھ آجاتا ہے، اگر عورت ان حقوق میں سے کسی حق کو ادا کرنے کی کوتاہی کرے تو مرد کو وہ اختیارات استعمال کرنے کا حق ہوگا جن کا ذکر سابق میں گزرا ہے۔

"حضرت ابو ہریرہ ؓ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا جب عورت اپنے شوہر سے (غصہ کی وجہ سے) الگ بستر پر رات گزارے تو اس پر فرشتے لعنت کرتے رہتے ہیں، یہاں تک کہ وہ عورت شوہر کے پاس آجائے۔" (بحوالہ بخاری و مسلم ج ۱)

اس سے معلوم ہوا کہ بلا عذر جھوٹ بول کر یا عذر بنا کر شوہر کو "ٹالنا" جیسا کہ بعض عورتوں کی عادت ہوتی ہے، درست نہیں۔ ہے، تاہم جانبین سے صحت کی رعایت ضروری

ہے، اگر بیماری یا خرابی صحت کی وجہ سے قربت مضر ہے تو شوہر کو بھی اس کا خیال رکھنا لازم ہے، عورتوں کو بھی چاہئے کہ وہ مرد کو کسی نہ کسی طرح خوش رکھیں، ان کی ہر ضرورت کا خیال رکھیں، عورتوں کو اس کی رعایت کا تاکید سے حکم ہے۔

چنانچہ حضرت طلقؓ کی روایت ہے کہ نبی محترم ﷺ نے فرمایا کہ جب شوہر بلائے تو آجائے خواہ وہ تنور پر ہی کیوں نہ ہو۔

یعنی اگر وہ روٹی پکا رہی ہو اور روٹی کے جلنے، خراب ہونے یا ناقص ہونے کا اندیشہ ہو یا چولہا بجھ جانے کا اندیشہ ہو تو بھی اس کی خواہش اور ضرورت کا خیال رکھے اور اس کی ضرورت، رضامندی اور خوشی سے پوری کرے کہ روٹی کے مقابلے میں شوہر کی رعایت اہم ہے، پھر یہ کہ نقصان شوہر کے مال کا ہے، جو اس کے اختیار سے نہیں ہے بلکہ شوہر کی رعایت اور خدمت کے سبب ہے جو اس کی فراقت کا اولین مقصد ہے۔

حضرت ابن عمرؓ کی ایک حدیث میں ہے کہ ایک عورت آپ ﷺ کی خدمت میں آئی اور اس نے پوچھا کہ شوہر کا بیوی پر کیا حق ہے؟ آپ نے فرمایا اپنے نفس کو اس سے نہ روکے اگرچہ وہ پالان کی لکڑی پر ہو۔ ایک دوسرے روایت میں ہے اگرچہ وہ تنور (چولہے پر) کیوں نہ ہو۔

تیسرا فرض، تحفظ عصمت:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"ویحفظن فروجھن" (القرآن)

''اور عورتیں اپنی عصمت کی حفاظت کریں''

اس بناء پر بیوی کا تیسرا فرض یہ ہے کہ بیوی کسی ایسے فرد کو اپنے گھر میں داخل ہونے کی اجازت نہ دے، جس کے بارے میں شوہر نے واضح طور پر ممانعت کر دی ہو، حتی کہ اس پابندی کا اطلاق بیوی کے غیر محرم رشتے داروں پر بھی ہوتا ہے، ممکن ہے کہ شوہر کے اس رویے کی کوئی وجہ ہو، تاہم یہ بات واضح ہے کہ شوہر کو اپنے اس اختیار کا ناجائز استعمال نہیں کرنا چاہیے کہ وہ اپنی بیوی کو اس کے اپنے خاندان اور عزیزوں سے بالکل الگ تھلگ کر دے۔

شادی کے مقاصد میں سے ایک ''عزتوں کا تحفظ'' بھی ہے اس لیے اس کی طرف خاص توجہ دلائی گئی ہے۔

ایک حدیث شریف کے آخری الفاظ یوں ہیں۔

''حضرت میمونہؓ فرماتی ہیں کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا جو عورت اپنے شوہر کی اطاعت کرے اور اس کے حق کو ادا کرے، نیک باتوں کو یاد کرے، نفس اور مال کی خیانت سے پرہیز کرے (تو ایسی عورت کا) جنت میں شہیدوں سے ایک ہی درجہ کم ہوگا، اگر اس کا شوہر بھی مومن اور بہتر اخلاق والا ہے تو یہ عورت اسے ملے گی ورنہ ایسی عورت کی شادی اللہ تعالیٰ شہیدوں سے کردے گا۔'' (بحوالہ کنز العمال ج ۱۶، طبرانی)

حدیث شریف میں شوہر کی خدمت اور نیکی پر شہداء کے قریب درجہ ملنا بتایا گیا ہے، کس قدر فضیلت کی بات ہے، صرف ایک ہی درجہ کا فرق رہ جاتا ہے۔ (سبحان اللہ)

حدیث مبارکہ میں دوسرا جزئیہ بیان کیا گیا ہے کہ اگر عورت نیک اور صالح ہو اور اس کا شوہر بھی نیک ہو تو جنت میں اسی طرح شوہر و بیوی بن کر رہیں گے، اور اگر شوہر نیک نہ ہو تو پھر شہداء کے ساتھ اس کی شادی کردی جائے گی، نیک عورت کے لیے کس قدر فضیلت کی بات ہے۔

چوتھا فرض، رازوں کی حفاظت:

''من کتم سرہ، بلغ مرادہ''

''جس نے راز چھپا لیے وہ مقصد کو پہنچ گیا'' (بحوالہ مفید الطالبین)

اللہ کے اس عظیم کارخانے کا نظام اکثر و بیشتر رازوں پر منحصر ہے خود ہمارے بے شمار راز ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ ظاہر کردے تو ہمارے بہت سے کام رک جائیں، گھر کی آبادی کے لیے بیوی کا چوتھا فرض یہ ہے کہ شوہر کے رازوں کی حفاظت کرے، اس کے گھر کی پوشیدہ باتیں دوسروں کے سامنے ظاہر نہ کرے، خصوصاً ان باتوں کو جن کا تعلق اس کے اور اس کے شوہر کے قلبی اور جذباتی تعلق سے ہو، اس قسم کی باتوں کو عام کرنا اسلامی تعلیمات کی سنگین خلاف ورزی ہے۔ بعض جاہل عورتیں ''اندرونی'' باتیں بھی سہیلیوں کو بتانے بیٹھ جاتی ہیں ایسے حالات سننے اور سنانے والی دونوں بے دین ہیں۔

عام طور پر خواتین کی خواہش ہوتی ہے کہ اپنے شوہر کے اسرار و رموز سے باخبر رہیں، وہ چاہتیں ہیں کہ کسب معاش کی کیفیت، تنخواہ، بینک بیلنس، دفتر کے رموز اور اس کے مستقبل کے فیصلوں اور ارادوں سے مطلع رہیں، مختصر یہ کہ اپنے شوہر سے توقع رکھتی ہیں کہ وہ اپنے تمام رازوں کو اپنی بیویوں پر ظاہر کر دیں اور کبھی کبھی یہی موضوع آپس کی گرما گرمی اور بدگمانی کا سبب بن جاتا ہے۔

بیوی شکایت کرتی ہے کہ میرے شوہر کو مجھ پر اعتبار نہیں کہ وہ اپنے رازوں کو مجھ سے مخفی رکھتا ہے، اپنے خطوط مجھے پڑھنے نہیں دیتا، اپنی آمدنی اور پس انداز رقم کے بارے میں نہیں بتاتا، مجھ سے اپنے دل کا حال نہیں کہتا، میرے سوالوں کے جواب دینے میں تامل کرتا ہے بلکہ کبھی کبھی جھوٹ بولتا ہے۔

اتفاق سے بعض مرد بھی اپنے زندگی کے اسرار و رموز بیوی سے پوشیدہ رکھنا پسند نہیں کرتے، لیکن ان کا عذر یہ ہوتا ہے کہ عورتوں کے پیٹ میں کوئی بات ٹکتی نہیں، وہ کسی بات کو پوری طرح پوشیدہ نہیں رکھ پاتیں، ادھر کچھ سنا اور فوراً دوسروں سے کہہ دیا، کوئی بھی بہانے بہانے سے اسرار و رموز کو ان کے منہ سے اگلوا سکتا ہے اور اس طرح خوامخواہ ان کے لیے مصیبت کھڑی ہو سکتی ہے۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں: ''عاقل انسان کا سینہ اس کے رازوں کا صندوق ہوتا ہے''

مزید فرمایا'' کہ دنیا و آخرت کی خوبیاں دو چیزوں میں مضمر ہیں، راز کی حفاظت کرنے اور اچھے لوگوں سے دوستی کرنے میں۔

''اور تمام برائیاں دو چیزوں میں جمع ہوتی ہیں رازوں کو فاش کرنے اور بدکار لوگوں سے دوستی کرنے میں۔''

''تاریخ انسانیت پڑھنے سے اندازہ ہوتا ہے کہ لوگوں نے عورتوں کے ذریعہ رازوں کو اگلوا کر بڑی سے بڑی جنگوں میں کامیابی حاصل کی ہے۔''

اس لیے میری بہن! اپنے اور اپنے شوہر کے معاملات کو راز میں رکھیں، کبھی ناراضگی

ہو جاتی ہے تو دل چاہتا ہے کہ ہر بات لوگوں کو بتا دی جائے، صبر والی عبادت کا یہی وقت ہے اس وقت برداشت سے کام لیا جائے تو شوہر کی بہت بری عادتیں لوگوں کے سامنے آنے سے بچ جائیں گی۔ آخر میں انہیں آپ کی صلاحیتوں کا اعتراف کرنا پڑے گا، بصورت دیگر جلد یا بدیر نقصان آپ کا ہی ہے۔

پانچواں فرض، شوہر کی اطاعت:

چوتھا فرض جس میں پہلے تین فرائض بھی آجاتے ہیں یہ ہے کہ عورت شوہر کی بات مانے۔ فرمان الٰہی ہے:

"فالصّٰلحٰتُ قٰنتٰتٌ" (سورۃ النساء ۳۴)

''جو نیک عورتیں ہیں وہ شوہر کی اطاعت کرنے والی ہوتی ہیں''

یہ ایک عام حکم ہے جس کی تشریح میں نبی ﷺ نے متعدد چیزیں بیان فرمائی ہیں۔

آنحضرت ﷺ نے خواتین کو صدقہ کی بڑی ترغیب دی ہے لیکن اس میں بھی خاوند کی اجازت اور فرمانبرداری کا لحاظ رکھا ہے۔ فرمایا۔

''وہ اس کے گھر میں کوئی چیز اس کی اجازت کے بغیر صدقہ نہ کرے، اگر ایسا کرے گی تو اجر شوہر کو ملے گا اور گناہ عورت پر ہوگا، نیز وہ اس کی اجازت کے بغر گھر سے نہ نکلے۔''

(بحوالہ مشکوٰۃ شریف)

میری بہن! اللہ اور اس کے حبیب ﷺ نے آپ کو اس شوہر سے متعلق کر کے بہت سے فرائض عائد فرمائے ہیں، ان تمام کی بجا آوری (شوہر کی ہر جائز بات یعنی ہر ایسا حکم جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی تعلیمات کے خلاف نہ ہو) اسے بجالانا ضروری قرار دیا ہے اس پر وہ اللہ تعالیٰ کتنا راضی اور خوش ہوگا جس نے زمین و آسمان بنائے ہیں اور ہمیں بنایا ہے اور بڑا احسان یہ ہے کہ اپنے حکموں کا علم بھی دیا۔

ایک جگہ ارشاد گرامی کچھ یوں ہے:

"لا تصوم المرأة يوما و زوجها شاهدٌ من غير رمضان الا باذنه"

(بحوالہ احمد ترمذی، ابوداؤد، ابن ماجہ)

''عورت اپنے شوہر کی موجودگی میں رمضان کے سوا (نفل روزے)
اس کی اجازت کے بغیر ایک دن بھی نہ رکھے''

''بہترین عورت وہ ہے کہ جب تو اس کو دیکھے تو تیرا دل خوش ہو جائے اور جب تو اس کو حکم دے تو وہ تیری اطاعت کرے اور جب تو اس کے پاس موجود نہ ہو تو وہ تیرے مال اور اپنے نفس میں تیرے حق کی حفاظت کرے۔''

اس عام حکم اطاعت میں صرف ایک استثناء ہے اور وہ یہ ہے کہ اگر عورت سے اس کا شوہر اللہ کی معصیت کا مطالبہ کرے تو وہ اس کا حکم ماننے سے انکار کر سکتی ہے، بلکہ اسے انکار کر دینا چاہیے، مثلاً فرض نماز اور روزے سے منع کرے یا شراب پینے کا حکم دے یا پردہ شرعی ترک کرائے یا فواحش، ٹی وی، جھوٹ، ناچ گانا کا ارتکاب کرنا چاہے تو عورت نہ صرف اس کی مجاز ہے بلکہ اس کا فرض ہے کہ شوہر کے ایسے حکم کو ٹھکرا دے۔

اس لیے کہ خالق کی نافرمانی میں کسی مخلوق کی اطاعت جائز نہیں۔

'' لا طاعة لمخلوق فی معصیة الخالق'' (بحوالہ مشکوٰۃ شریف)

اس صورت خاص کے سوا باقی تمام صورتوں میں شوہر کی اطاعت عورت کا فرض ہے اگر نہ کرے گی تو نافرمان ہوگی اور شوہر کو وہ اختیارات استعمال کرنے کا حق ہوگا۔

سماجی فرائض:

سماجی روایات کے نتیجے میں جو فرائض عائد ہوتے ہیں وہ ایک مقام سے دوسرے مقام تک بدلتے رہتے ہیں مثلاً دیہاتی علاقوں میں بیوی روٹی بھی پکاتی ہے اور گھر کے تمام کام انجام دیتی ہے، اس کے علاوہ اس سے توقع رکھی جاتی ہے کہ وہ گھر کے مویشیوں کی دیکھ بھال اور دودھ دوہنے وغیرہ جیسے کام بھی کرے، جبکہ شہر میں رہنے والی عورتوں کو اس قسم کے فرائض انجام دینے نہیں پڑتے۔ تاہم بیشتر معاشروں میں عورت سے امید رکھی جاتی ہے کہ وہ اپنے گھر کی دیکھ بھال کرے گی اور اپنے خاندان کی تمام افراد کی گھریلو ضروریات پوری کرے گی، اسی سے ''ہاؤس وائف'' کی اصطلاح وجود میں آتی ہے۔

''ہاؤس وائف'' کی ذمہ داریاں شرعاً لازم نہیں ہیں لیکن یہ کہا جا سکتا ہے کہ معاشرتی

روایات کا لوگوں کی زندگی کے انتظام میں بڑا دخل ہوتا ہے، مثال کے طور پر اگر ایک شادی شدہ عورت یہ فیصلہ کرتی ہے کہ وہ اپنے صرف وہی فرائض ادا کرے گی جو شرعاً اس پر عائد ہوتے ہیں تو ایک ایسے معاشرے میں جہاں نوکروں کا بندوبست مشکل ہو ہر فرد اور خود اس عورت کے اہل خانہ اس کے اس رویے کو غیر معقول قرار دیں گے، حالانکہ حقیقتاً تو اس عورت نے اپنی شرعی فرائض کی بجا آوری میں کوتاہی نہیں کی۔ سماجی روایات کے نتیجے میں عائد ہونے والے فرائض کو سمجھنے کے لیے اس واقعے کا مطالعہ مفید ہوگا۔

شوہر اور بیوی کے کاموں کی تقسیم:

''ضمرہ بن حبیبؓ سے مروی ہے کہ آنحضرت ا نے اپنی بیٹی حضرت فاطمہؓ کے متعلق فرمایا کہ وہ گھریلو کام کریں گی اور حضرت علیؓ گھر سے باہر کا کام کریں گے۔''

(مطالب علیہ ج۔۴)

ابن قیمؒ نے زادالمعاد میں ابن حبیب کی الواضح سے نقل کرتے ہوئے لکھا ہے کہ آپ ﷺ نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور حضرت فاطمہؓ کے درمیان فیصلہ کرتے ہوئے (جب انہوں نے خدمت اور کام کے متعلق سوال کیا) فرمایا کہ فاطمہ تو گھر کے اندر کا کام انجام دے گی اور علی گھر سے باہر کا کام کیا کریں گے، ابن حبیب نے کہا کہ گھر کی خدمت سے مراد آٹا گھوندھنا، پکانا، بستر، بچھانا، جھاڑو دینا اور پانی نکالنا اور گھریلو سارے کام ہیں۔

(بحوالہ زادالمعاد ج۴)

اس سے معلوم ہوا کہ عورت کے ذمہ تمام گھریلو امور کو انجام دینا اور گھر کے نظام کو صحیح اور بہتر انداز سے چلانا ہے، گھریلو کام میں کھانا پکانا، کپڑے، بستر کی صفائی کا انتظام کرنا، گھر کی صفائی، جھاڑو، وغیرہ لگانا اور گھریلو تمام اشیاء کی حفاظت اور بچوں کی دیکھ بھال، تربیت اور نگرانی ہے۔ غلہ وغیرہ کا نظم اس کی صفائی اور تمام خوردنی اور برتنے والے سامانوں کی نگرانی اور دیکھ بھال اس کے ذمہ ہے، باہر سے تمام سامان حتیٰ کہ پانی تک لا کر دینا مرد کے ذمہ ہے، گھر سے باہر کا جو کام ہو، عورت اس کے لیے باہر نہ جائے گی۔

میاں بیوی کے حقوق:

ذیل میں برکت کے لئے میاں بیوی کے حقوق سے متعلق شہیدِ اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ کا ارے گراں قدر مضمون پیش کیا جارہا ہے، ملاحظہ فرمائیے۔

"قالت قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: خيركم خيركم لاهله وانا خيركم لاهلی." (بحوالہ مشکوٰۃ شریف)

ترجمہ: "حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم میں سے اچھا اور بھلا آدمی وہ ہے جو اپنے گھر والوں کے حق میں اچھا ہو، اور میں اپنے گھر والوں کے حق میں تم سب سے اچھا ہوں"

"عن ابی هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: اكمل المؤمنين ايمانًا احسنهم خلقًا وخياركم خياركم لنسائهم. رواه الترمذی" (بحوالہ مشکوٰۃ شریف)

ترجمہ: "حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مسلمانوں میں سب سے کامل الایمان وہ ہے جو سب سے زیادہ خوش خلق ہو اور تم میں سب سے بہتر وہ لوگ ہیں جو اپنی بیویوں کے حق میں زیادہ اچھے ہوں۔"

تشریح: اس مضمون کی اور بھی احادیث وارد ہوئی ہیں، جن سے معلوم ہوتا ہے کہ آدمی کی اچھائی، بھلائی کا خاص معیار اور نشانی یہ ہے کہ اس کا برتاؤ اپنی بیوی کے ساتھ کتنا اچھا ہے؟

اللہ تعالیٰ نے ازدواجی تعلق کو میاں بیوی دونوں کی راحت وسکون اور عفت وعصمت کا ذریعہ بنایا ہے، اور اس تعلق کو اپنے خاص انعامات میں سے شمار فرمایا ہے، اگر میاں بیوی دونوں ایک دوسرے کے حق کی رعایت کریں تو یہ ازدواجی تعلق پورے ماحول کو خوشگوار اور گھر کو رشکِ جنت بنا دیتا ہے، اور اگر خدانخواستہ اس تعلق میں کجی آجائے تو ماحول میں تلخی گھول دیتا ہے، زندگی ایک بوجھ بن کر رہ جاتی ہے اور رفتہ رفتہ میاں بیوی کی راحت وسکون

ہی کو نہیں بلکہ دین وایمان اور دنیا وآخرت کو برباد کر دیتا ہے۔

یہی وجہ ہے کہ شیطان کو جتنی خوشی میاں بیوی کے درمیان منافرت پھیلانے اور ایک دوسرے کے خلاف ابھارنے سے ہوتی ہے، اتنی اور کسی چیز سے نہیں ہوتی۔ صحیح مسلم کی حدیث میں ہے کہ:

"عن جابر قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ان ابليس يضع عرشه على الماء ثم يبعث سراياه يفتنون الناس فادناهم منهُ منزلة اعظم فتنة يجئ احدهم فيقول: فعلت كذا كذا، فيقول: ماصنعت شيئًا!، قال: ثم يجئ احدهم فيقول: ما تركته حتى فرقت بينهُ وبين امرأتهُ، قال: فيدنيه منهُ ويقول: نعم! انت." (بحوالہ مشکوٰۃ شریف)

ترجمہ: "شیطان پانی پر اپنا تخت بچھاتا ہے، پھر اپنے چیلوں کو لوگوں کے بہکانے کے لئے بھیجتا ہے، جو جس قدر لوگوں کو زیادہ بہکائے اسی قدر شیطان کی بارگاہ میں کامیابی پاتا ہے، شیطان ان سب کی کارگزاری سنتا ہے، ایک آکر کہتا ہے کہ میں نے آج فلاں فلاں گناہ کرادیئے ہیں، شیطان کہتا ہے: "تو نے کچھ نہیں کیا!" پھر دوسرا آتا ہے، وہ کہتا ہے کہ میں فلاں شخص کے پیچھے پڑا رہا، اور اسے بیوی کے خلاف اور بیوی کو اس کے خلاف بہکاتا رہا، یہاں تک کہ ان کے درمیان تفریق کراکے آیا ہوں، شیطان یہ سن کر اس کو گلے لگالیتا ہے اور کہتا ہے: "شاباش! تو نے کام کیا۔"

شیطان کو میاں بیوی کی تفریق سے اسی لئے خوشی ہوتی ہے کہ ان کے ازدواجی تعلق کا بگاڑ ان کی، ان کے اہل وعیال کی، ان کے خویش واقرباء کی اور ان کے دوست واحباب کی زندگی میں زہر گھول دیتا ہے، اور اس کے نتیجے میں بیسیوں خرابیاں جنم لیتی ہیں۔

ازدواجی تعلق کی اسی اہمیت کے پیش نظر آنحضرت ﷺ نے مسلمانوں کو ایسی ہدایات

دی ہیں کہ اگر ان پر ٹھیک عمل کیا جائے تو میاں بیوی کی گھریلو الجھنوں سے نجات مل سکتی ہے، اور یہ تعلق ہزاروں سعادتوں کا ذریعہ بن سکتا ہے۔

ان میں سب سے اہم تر ہدایت یہ ہے کہ آدمی اہل خانہ کے ساتھ خوش خلقی کے ساتھ پیش آئے، گھر میں قانون کی حکومت نہیں چلتی بلکہ الفت ومحبت اور اخلاق ومروت کا سکہ چلتا ہے، جو لوگ گھر میں ذرا ذرا بات پر قانون کی مین میخ نکالتے ہیں اور درشتی اور دھمکی کے زور سے ازدواجی پہیئے کو گردش دینا چاہتے ہیں وہ خشک دماغی کے عارضے میں مبتلا ہیں، خوش اخلاقی کے ساتھ پیش آنا بیوی کا سب سے بڑا حق ہے، اور کمالِ ایمان کی علامت ہے۔ آنحضرت ﷺ کی یہ ہدایت اگرچہ براہِ راست مردوں کو ہے، اور گھر میں خوش اخلاقی کی فضا پیدا کرنے کی ذمہ داری بھی سب سے بڑھ کر انہی پر عائد ہوتی ہے، مگر خواتین اسلام بھی اس مقدس ہدایت سے راہنمائی حاصل کرسکتی ہیں، اور انہیں کرنی چاہئے، میاں بیوی میں سے کامل الایمان وہی ہوگا جو دوسرے سے بڑھ کر خوش اخلاقی کو شعار بنائے، خوش اخلاقی کا ایک تقاضہ یہ ہے کہ اپنے حقوق طلب کرنے کے بجائے دوسرے کے حقوق ادا کرنے کی کوشش کرے، اگر میاں بیوی میں سے ایک کسی موقع پر رنجیدہ اور آزردہ خاطر ہو تو دوسرا فریق بھی مقابلے میں تندی وتیزی کا مظاہرہ نہ کرے بلکہ نرمی وخوش اسلوبی سے تحمل کرے۔ علامہ عبدالوہاب شعرانی ؒ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے اپنے شیخ سے بیوی کی زبان درازی کی شکایت کی، جواب میں شیخ نے لکھا کہ ”جو شخص بیوی کی ایذاؤں پر صبر نہیں کرسکتا وہ اس سے برتری کا دعویٰ کیسے کرتا ہے؟“ ازدواجی زندگی میں خوش خلقی کا عنصر جتنا غالب ہوگا اس کے نتائج اسی قدر خوشگوار ہوں گے۔ اور میاں بیوی میں سے جو شخص بھی خوش اخلاقی کے زیور سے آراستہ ہوگا، اس کی شخصیت دوسرے سے زیادہ وزنی اور پرکشش ہوگی۔ خوش اخلاقی ہی وہ نسخہ کیمیا ہے جس سے ازدواجی راحت وسکون کی اکسیر میسر آسکتی ہے۔ (از نور نبوت صفحۂ اقرأ روزنامہ جنگ کراچی ۱۳/ اکتوبر ۱۹۷۸ء)

دوسرا باب:

﴿شوہر سے متعلق بیوی کی مختلف ذمہ داریاں﴾

ذمہ داری نمبر......۱

﴿شوہر کی اطاعت وفرمانبرداری کیجئے﴾

ہر شوہر کی یہ دلی خواہش ہوتی ہے کہ اس کا گھر خوشیوں کا مرکز ہو اور اس کے خاندان کے افراد بھی ان خوشیوں میں شریک ہوں، لیکن جو بات اس سعادت وفرحت کو برباد کر کے رکھ دیتی ہے اور ان خوشیوں کو احزان میں تبدیل کر دیتی ہے، وہ بیوی کا اپنے شوہر کے ساتھ ناروا سلوک ہے، جو اپنے شوہر کے ہم پلہ اور ہم رتبہ بننا چاہتی ہے، ہر وقت اپنی ہی رائے کو اہمیت دیتی ہے اور اپنی ہی خواہش کو مدِ نظر رکھتی ہے، اس کی ہمیشہ یہ خواہش ہوتی ہے کہ اس کا خاوند اس کی ہر خواہش پر لبیک کہے، ورنہ وہ ناراض اور غمگین ہو جاتی ہے، وہ عام طور پر یہ چاہتی ہے کہ اس کا شوہر اس بات کو نہ بھولے کہ اسے چند ایسی چیزوں کی عادت ہے جو بے توجہی یا فراموش کر دینے کے قابل نہیں ہیں۔

ایسی بیوی جو اس طرح کی سوچ رکھتی ہو، اپنا گھر تباہ کر دیتی ہے، آباد گھر کو ویرانے میں تبدیل کر دیتی ہے، محبت کو عداوت میں اور سکون ومودت کو بغض ونفرت اور شور وہنگامہ میں بدل دیتی ہے۔ پھر اگر وہ صاحب اولاد ہو تو وہ اولاد بھی آوارہ ہو جاتی ہے۔

نیک بیوی وہ ہے جو اس موقع اور محل کو بھانپ لیتی ہے جہاں سے اختلاف کا معاملہ اس کے گھر میں پیدا ہوا ہے، پس وہ فوراً اس بات کی طرف متوجہ ہوتی ہے جس کی وجہ سے اس کا خاوند ناراض ہوا ہوتا ہے، پھر اس کی تلافی کرتی ہے۔ شاید اس شادی خانہ آبادی کو بربادی میں بدلنے میں عورت کے شعور کو بڑا دخل ہے، وہ خود کو اپنے شوہر کے ہم پلہ خیال کرتی ہے۔

شادی بھی اللہ تعالیٰ کی نعمتوں میں سے ایک نعمت ہے:

یہ شادی ایک عظیم حکمت اور اعلیٰ مقصد پر مبنی ہے اور یہ ان عبادات میں سے ایک عبادت ہے جن کے ذریعہ مسلمان مرد اور مسلمان عورت اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرتا ہے۔

بناء بریں ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ شادی بھی اللہ تعالیٰ کی نعمتوں میں سے ایک نعمت ہے جو اس نے مرد اور عورت دونوں کو عطا فرمائی ہے۔ اسلام کی نظر میں شادی کا اصل مقصد جانبین میں مودت والفت اور جذبۂ ایثار پیدا کرنا ہے۔ لیجئے! اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کو توجہ سے پڑھیئے:

ومن ایتہٖ ان خلق لکم من انفسکم ازواجا لتسکنوا الیھا وجعل بینکم مودۃ ورحمۃ ان فی ذلک لایت لقوم یتفکرون. (سورۃ الروم)

''اور اس کی نشانیوں میں سے یہ ہے کہ اس نے تمہارے لئے تمہاری جنس کی بیبیاں بنائیں تاکہ تم کو ان کے پاس آرام ملے اور تم میاں بیوی میں محبت اور ہمدردی پیدا کردی، اس میں ان لوگوں کے لئے نشانیاں ہیں جو فکر سے کام لیتے ہیں''

نیز تاکہ دونوں کی محبت وعشرت میں دوام واستمرار رہے۔ اللہ تعالیٰ نے زوجین میں سے ہر ایک کے ذمہ دوسرے کے کچھ حقوق مقرر کئے ہیں، چنانچہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔

ولھنّ مثل الذی علیھنّ بالمعروف وللرجال علیھن درجۃ.

(سورۃ البقرۃ)

''اور عورتوں کے لئے بھی حقوق ہیں جو کہ مثل ان ہی حقوق کے ہیں جو ان عورتوں پر ہیں قاعدہ (شرعی) کے مطابق''

پس اے میری مسلمان بہن! اس سے معلوم ہوا کہ تمہارے خاوند پر بہت سے حقوق ہیں، جن کی ادائیگی اس پر بہت ضروری ہے، بلکہ عدم ادائیگی کی صورت میں وہ عنداللہ عاصی اور گنہگار شمار ہوگا۔ اسی طرح بیوی پر بھی اس کے خاوند کے کچھ حقوق ہیں اور اس کی اہمیت کا

اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ بیوی اپنے رب کی جنت میں اسی صورت میں داخل ہو سکتی ہے کہ جب وہ ان حقوق کو ادا کرے اور دونوں جہاں کی سعادتیں اور خوشیاں بھی اسی صورت میں حاصل کر سکتی ہے جب اپنے خاوند کے حقوق کی پاسداری کرے۔

شوہر کا یہ حق کہ عورت اس کی فرمانبردار ہو، اس بات کو وہ اپنی بیوی کی طرف سے دیکھنا چاہتا ہے، لہٰذا عورت کو چاہئے کہ اس کا شوہر اس کی زبان سے اچھی اور عمدہ گفتگو ہی سماعت کرے اور اس کو بیوی کی طرف سے اپنی خواہش اور ضرورت کی موافقت ہی نظر آئے۔

خاوند کے بیوی پر بہت حقوق ہیں

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کسی بشر کے لائق نہیں کہ وہ کسی بشر کو سجدہ کرے، اگر کسی بشر کے لائق ہوتا (بالفرض) کہ وہ کسی بشر کو سجدہ کرے تو میں عورت کو حکم دیتا کہ وہ اپنے شوہر کو سجدہ کرے، اس لئے کہ خاوند کے اس پر بہت حقوق ہیں'' (بحوالہ مسند احمد، سنن النسائی)

آپ ﷺ کا یہ فرمانِ عالی کہ ''میں عورت کو حکم دیتا کہ وہ اپنے شوہر کو سجدہ کرے۔'' اس لئے ہے کہ شوہر کے حقوق اس کی بیوی پر بہت زیادہ ہیں اور عورت اس کی ادائیگی سے عاجز ہے۔

اس حدیث میں دراصل شوہر کی اطاعت کے وجوب کو از راہِ مبالغہ بیان کیا گیا ہے ورنہ غیر اللہ کے لئے سجدہ کرنا جائز نہیں ہے۔

بلکہ اگر غور کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ رسولِ پاک ﷺ نے اطاعتِ زوج کو ان اسباب میں سے ایک سبب قرار دیا ہے جن پر عورت کا جنت میں داخل ہونا موقوف ہے، چنانچہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب کوئی عورت پانچ نمازیں پڑھے، ماہِ رمضان کے روزے رکھے، اپنی شرمگاہ کی حفاظت کرے اور اپنے شوہر کی اطاعت کرے تو جنت کے جس دروازے سے چاہے داخل ہو جائے'' (بحوالہ مسند احمد)

خاوند کی فرمانبرداری اخلاقِ حسنہ میں سے ہے:

بیشک خاوند کی فرمانبرداری، اخلاقِ حسنہ میں سے ہے جو زوجہ صالحہ کی زندگی کی بنیاد

ہے اور اسی پر اس کی دنیا و آخرت کی سعادت و فلاح کا دارومدار ہے۔

جب ایک مسلمان بیوی اپنے شوہر کی فرمانبردار ہوگی، اس کی مرضیات پر عمل پیرا ہوگی اور ایذا رسانی سے اجتناب کرے گی تو اللہ تعالیٰ دنیا و آخرت میں اس سے راضی ہوں گے۔

اے میری مسلمان بہن! جس قدر تم اپنے شوہر کی اطاعت کروگی اسی قدر تم اپنی زوجیت والی زندگی میں کامیاب اور کامران قرار پاؤ گی اور جس قدر تمہارا خاوند تمہاری حق شناسی اور حق کی ادائیگی کو محسوس کرے گا اسی قدر تمہاری شان اور محبت اس کے دل میں بڑھے گی۔

حضور نبی کریم ﷺ نے مومن عورتوں کو یہ بات سکھائی ہے کہ جو راستہ جنت کی طرف جاتا ہے وہ خدا اور رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کے بعد خاوند کے اطاعت سے حاصل ہوتا ہے۔

آیئے! درج ذیل حدیثِ مبارک میں غور کریں۔

حضرت حصین بن محصن رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ان کی پھوپھی، نبی کریم ﷺ کی خدمت اقدس میں اپنی کسی ضرورت کے لئے حاضر ہوئیں، جب وہ اپنی ضرورت سے فارغ ہوئیں تو نبی کریم ﷺ نے ان سے پوچھا: "اذات زوج انت؟" یعنی کیا تو شوہر والی ہے؟ تو کسی کی بیوی ہے؟ اس نے کہا کہ ہاں، آپ ﷺ نے پوچھا کہ تو اپنے خاوند کی کتنی خدمت کرتی ہے اور کس قدر حقوق ادا کرتی ہے؟ اس نے کہا کہ میں ان کے حق کی ادائیگی میں حتی المقدور کوتاہی نہیں کرتی ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ "پس تو دیکھ لے کہ تو اس کے حقوق کہاں تک ادا کرتی ہے؟ کیونکہ وہ تیری جنت بھی ہے اور جہنم بھی۔"

(بحوالہ مسند احمد، سنن النسائی)

آنحضور ﷺ کے اس فرمان: "وہ تیری جنت بھی ہے اور جہنم بھی" میں خوب غور کر لیجئے! اگر اس کی اطاعت کروگی تو وہ تیرے لئے جنت ہے، یعنی جنت میں پہنچانے کا سبب ہے، جیسے دیگر اسباب ہوتے ہیں جن کو لوگ اختیار کر کے اللہ تعالیٰ کی رضا اور جنت حاصل کرتے ہیں۔

نیز اس عورت کے اس قول: "میں حق کی ادائیگی میں حتی المقدور کوئی کوتاہی نہیں کرتی۔" میں بھی غور کیجئے! نیک بیوی ایسی ہوتی ہے! وہ اللہ تعالیٰ، اس کے رسولِ محبوب ﷺ

اور دارِ آخرت کو اپنا مقصدِ زندگی بناتی ہے۔

اے میری مسلمان بہن! آپ کو یہ بھی معلوم ہونا چاہئے کہ آپ کا اپنے خاوند کو راضی اور خوش رکھنے کے لئے جدوجہد کرنا اور اس کے دل کو سرور و فرحت سے لبریز کرنا ایک ایسا امر ہے جس کو مرد اپنی شریکِ حیات کی طرف سے دیکھنا چاہتا ہے اور اس کی امید و توقع رکھتا ہے۔

اپنے شوہر کی تکلیف اور پریشانی کو کم کریں:

بسا اوقات میاں بیوی کے درمیان اختلاف اور نزاع بھی پیدا ہو جاتا ہے، ایسے موقع پر آپ کی بھی ذمہ داری ہے کہ اس نزاع کو کسی طرح سمیٹیں اور اس کو ختم کرنے کے لئے انتہائی مختصر راستہ تلاش کریں۔ ایسا ممکن ہے کہ بجائے شوہر کے آپ اس مسئلہ میں حق بجانب ہوں، لیکن ان حالات میں صرف آپ پر لازم ہے کہ اس بات کو سمجھنے کی کوشش کریں کہ بسا اوقات خاوند کی نظر اس بات پر نہیں جاتی جس پر آپ کی نظر پہنچتی ہے کہ آپ ہی کو اس کی حکمت معلوم ہو اور وہ اس کی نظر سے اوجھل ہو، لہٰذا ایسے موقع پر آپ ہی کو سمجھداری سے کام لینا چاہئے، اور یہ وہ موقع ہے جہاں پر آپ کا رول اور کردار آشکار ہوگا کہ آپ کیا کرتی ہیں؟ اس طرح کے موقع پر آپ کو چاہئے کہ اپنے شوہر کی تکلیف اور پریشانی کو کم کریں اور کوشش کریں کہ معاملہ بجائے سنگین ہونے کے خفیف اور سہل ہو جائے، آپ دیکھیں گی کہ تھوڑے ہی وقت میں اس کا جی خوش ہو جائے گا اور دل مطمئن اور پرسکون ہو جائے گا، آپ کو چاہئے کہ اپنی بات کی اس کے سامنے وضاحت کریں، اس کو باور کرائیں کہ وہ اپنے لئے اور اپنے شوہر کے لئے خیر ہی کی خواہش مند ہے، وہ اس کی شریک حیات ہے، اپنے شوہر سے بے نیاز نہیں ہے۔

ذیل میں ہم ایک نادر اور انوکھا واقعہ نقل کر رہے ہیں، ہوسکتا ہے کہ یہ واقعہ دلوں کے قرار اور سکون کا ذریعہ ثابت ہو اور اصلاحِ حال کا موجب بنے۔

مروی ہے کہ عرب کا ایک امیر تھا، اس کی کنیت ابوحمزہ تھی، اس نے ایک عورت سے شادی کی، اس کی خواہش یہ تھی کہ اس کے ہاں لڑکا پیدا ہو، لیکن اس کی بیوی نے لڑکی کو جنم دیا، جیسا کہ زمانۂ جاہلیت میں بعض عرب قبائل کے بارے میں یہ بات مشہور ہے کہ وہ

لڑکیوں کو کراہت کی نظر سے دیکھتے تھے اور لڑکوں کو پسند کرتے تھے، حتیٰ کہ بعض لوگ اپنی بیٹی کو زندہ درگور کرنے پر اظہارِ فخر کرتے تھے اور جس کے ہاں بیٹی پیدا ہوتی اس کو عار دلاتے تھے کہ اب تم داماد والے بنو گے، بہر کیف! ابوحمزہ کے ہاں بھی جب لڑکی پیدا ہوئی تو اس پر وہ بہت برافروختہ ہوا اور اپنی بیوی کے گھر کو چھوڑ کر کہیں اور چلا گیا، کسی اور گھر میں جا کر رہنے لگا، ایک سال کے بعد ابوحمزہ کا گزر اپنی بیوی کے خیمہ کے پاس سے ہوا تو دیکھا کہ وہ اپنی بیٹی کیساتھ کھیل رہی ہے اور یہ اشعار گن گنا رہی ہے۔

مالا بی حمزة لا یاتینا　　یظل بالبیت الذی یلینا

غضبان الا نلدا لبنینا　　لیس لنا من امرنا ما شینا

وانما ناخذ ما اعطینا　　ونحن کالارض لزار عینا

تبت ماقدر زعوه فینا

ترجمہ: ''ابوحمزہ کو کیا ہوا کہ وہ ہمارے پاس آتا نہیں، پاس والے گھر میں رہنے لگا ہے، ہم سے ناراض ہیں کہ ہم بیٹوں کو نہیں جنتیں، حالانکہ یہ چیز ہمارے اختیار میں تو ہے نہیں، ہم تو بس اس نعمت کو جو ہمیں عطا کی جاتی ہے، لینے والے ہیں، ہم تو زمین کی مانند ہیں، کاشتکار جو کچھ اس میں بیجتا ہے ہم اُسی کو اگاتی ہیں۔''

ابوحمزہ نے جب اس کی یہ بات سنی تو شفقتِ پدری غالب آگئی اور بیوی کی حسن معاشرت کا خیال آگیا، فوراً گھر میں داخل ہوا اور اپنی بیوی اور بیٹی کے سر کو بوسہ دیا۔

معلوم ہوا کہ بسا اوقات معمولی سی بات بھی اتنا اثر چھوڑتی ہے کہ میاں بیوی کا گھرانہ دوبارہ محبت واتفاق اور خوشیوں اور فرحتوں میں تبدیل ہو جاتا ہے۔

ایسے موقع پر کہ جب نزاع کا خدشہ پیدا ہو، یہ بات آپ کے اختیار میں ہے کہ آپ اس نزاع سے یوں نکل جائیں کہ شوہر کے دل میں آپ کی محبت پہلے سے زیادہ ہو جائے، اس لئے کہ یہ کام آپ کر سکتی ہیں کہ آپ اپنے خاوند کے سامنے بشاشت اور تبسم کا اظہار کریں اور اس کے دل کو موہ لیں۔ جب خاوند دیکھے گا کہ آپ اس کی بات کو غور سے سنتی ہو اور اس کے حکم کی تعمیل کرتی ہو تو پھر آپ بھی اپنی کوئی خواہش اس سے پوری کروا سکو گی۔

آپ ضرور فکر مند ہوں گی کہ آپ کا شوہر آپ کو خوش حال اور شاد مان رکھے اور آپ کی زندگی نعمت و سرور سے بھرپور ہو! لیکن یہ تمنا اور مقصد کیسے حاصل ہوسکتا ہے حالانکہ آپ اس کی توجہ کا مرکز نہیں بنیں اور اس کی نظر میں دل کش نہیں بنیں؟۔

نیک بیوی کی پہچان:

''نیک بیوی'' وہ ہے جو اپنے شوہر کو اپنے دل میں عظیم المرتبت خیال کرتی ہو اور اپنے آپ کو ایسی حاجت مند سمجھتی ہو جیسے کھانے پینے کی اسے احتیاج ہوتی ہے۔

''نیک بیوی'' وہ ہے جو اپنے شوہر کے حق کو پہچانتی ہو، اسے حق شناسی یا حق کی توضیح کی ضرورت نہیں ہوتی۔ ''نیک بیوی'' وہ ہے جو اس بات کا ادراک رکھتی ہو کہ مرد سے بھی بعض اوقات غلطی ہو جاتی ہے، کیونکہ وہ معصوم تو ہے نہیں، لیکن وہ اپنی ذہانت اور عقل مندی سے اپنے شوہر کو سنبھالنا جانتی ہے کہ اس مسئلہ کا حل کیا ہے جو اس کے گھر میں موضوع بحث بنا ہوا ہے؟

''نیک بیوی'' وہ ہے جو مناسب وقت اور مناسب طریقہ کو دیکھ کر اپنے شوہر کی اصلاح کا راستہ ڈھونڈتی ہے۔ ''نیک بیوی'' وہ ہے جو وسیع الظرف ہو، اپنے شوہر کی بہت سی منفی باتوں کو درگزر کر دیتی ہو، جب تک کہ معاملہ سنگین نوعیت کی حد تک نہ پہنچا ہو۔

''نیک بیوی'' وہ ہے جو اس بات کو بخوبی جانتی ہو کہ اس کے شوہر نے اس سے شادی اسی لیے کی ہے کہ وہ اس سے محبت کرتا ہے، اسی لئے اختلاف رائے پیدا ہونے کے باوجود وہ اس بات کو فراموش نہیں کرتی کہ اس کے خاوند نے اس کی ضرورت سمجھتے ہوئے اس سے شادی کی ہے۔ ''نیک بیوی'' وہ ہے جو ایسے امور کی انجام دہی کی بھرپور کوشش کرتی ہو جن کو اس کا خاوند پسند کرتا ہے، یہاں تک کہ اگر بعض باتیں ایسی ہوں کہ جن کو عورت پسند نہ کرتی ہو لیکن وہ اپنے شوہر سے محبت کے اظہار میں ان کو بھی بجالاتی ہو۔ ''نیک بیوی'' وہ ہے جو ہر نزاع اور تکرار کے موقع پر اپنے آپ پر قابو کرتی ہو اور اپنے آپ سے سوال کرتی ہو کہ آخر اس کے شوہر نے یہ بات کیوں کہی ہے؟ اور یہ اس نے کس وجہ سے کیا ہے؟ آخر خود اس سے (عورت سے) ایسا کون سا فعل سرزد ہوا ہے جس کے سبب معاملہ یہاں تک پہنچا ہے؟ وہ

دوسروں کے بتانے سے پہلے ہی اپنے عیوب ڈھونڈتی ہے، اپنی غلطیوں پر پڑے ہوئے پردے اٹھاتی ہے، وہ ایک بار پھر اپنے آپ سے پوچھتی ہے اور دل میں کہتی ہے کہ کیا خاموشی اختیار کر لینا ہی بہتر نہیں ہے؟ ایسے موقع پر شوہر کے سامنے منہ نہ کھولنا ہی زیادہ بہتر نہیں ہے؟ کیا اس طریقہ سے بات کرنا زیادہ مناسب نہیں ہے؟

ایسی ہوتی ہے ''نیک بیوی'' وہ اپنے شوہر کے ساتھ ایسا رویہ رکھتی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ اپنے شوہر سے کسی صورت میں بھی مستغنی اور بے نیاز نہیں ہے۔

ایک سبق آموز واقعہ:

ایک واقعہ پیش خدمت ہے، اس میں ذرا غور کیجئے۔

حضرت اسماء بنت خارجہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی بیٹی کی شادی کی، شادی کے بعد اپنی بیٹی کے پاس آئے اور فرمایا کہ اے میری بیٹی! عورتیں اصلاح وفہمائش کی حقدار ہوتی ہیں، اس لئے ضروری ہے کہ میں کچھ باتیں اصلاح وتہذیب کی تم سے بھی بیان کروں۔

تم اپنے شوہر کی باندی بن جاؤ، وہ تمہارا غلام بن جائے گا، اتنا قریب بھی نہ جاؤ کہ وہ تجھ سے اکتا جائے یا تم اس سے اکتا جاؤ اور اتنا دور بھی نہ ہونا کہ تم اس کے لئے بارِ گراں بن جاؤ، بس ایسی بن جاؤ جیسے میں نے تمہاری والدہ کو ان اشعار میں نصیحت کی تھی:

خذ العفو منی تستدیمی مودتی ولا تنطقی فی سورتی حین اغضب

ولا تنقرینی نقرۃ الدف مرۃ فانک لا تدرین کیف المغیب

فانی رایت الحب فی القلب والاذی اذا اجتمعا لم یلبث الحب یذہب

''میری غلطیوں سے درگزر کرتے رہنا، اس طرح محبت قائم رہے گی اور میرے غصہ کے وقت خاموش رہنا، مجھے اس طرح نہ بجانا جس طرح تم ڈھول بجاتی ہو، تمہیں کیا معلوم کہ اس میں سے کیسی آواز نکلتی ہے۔ میں نے دیکھا ہے کہ جب ایک دل محبت اور دوسرے میں تکلیف جمع ہو جائے تو پھر محبت باقی نہیں رہا کرتی بلکہ ختم ہو جاتی ہے۔''

ہم دیکھتے ہیں کہ بعض اوقات مرد اپنی بیوی کو طلاق دینے کی حد تک پہنچ جاتا ہے لیکن عورت اگر صبر کرے اور اپنی طرف سے بغض ونفرت کا اظہار نہ کرے تو بہت جلد خاوند

شرمندہ ہوجاتا ہے اور اسے اس بات کا احساس ہوجاتا ہے کہ وہ کس نقصان اور مصیبت میں مبتلا ہونے والا تھا۔

ایک اور واقعہ ملاحظہ کیجئے اور اس میں غور کیجئے۔

حضرت عبداللہ بن العجلانؒ نے غصے میں آکر اپنی بیوی کو طلاق دیدی، بیوی لڑائی جھگڑے میں شریک نہ ہوئی، طلاق ملنے کے بعد خاموشی کے ساتھ جانے لگی تو حضرت عبداللہ کو اپنی غلطی کا احساس ہوا، ان کو اپنی بیوی سے بہت محبت تھی، اپنے کئے پر نادم اور غمگین ہوئے اور چند اشعار کہے:

فارقت ہندا طائعا   فندمت عند فراقها

فالعین تذری دمعة   کالدر من آماقها

''ہندہ، جو میری بڑی فرمانبردار تھی، مجھ سے جدا ہوگئی، مجھے اس کے فراق پر بڑی ندامت ہوئی میری آنکھیں موتیوں کی طرح آنسو بہاتی ہیں''

بہت سے شوہر ایسے بھی ہوتے ہیں جو جذبات اور طیش میں آکر یا کسی نئی خواہش کی خاطر اپنی بیویوں کو طلاق دے دیتے ہیں، عہد شکنی کرتے ہیں اور وعدے کا پاس نہیں کرتے، یہ بات اسلام کے بلکہ مروت کے بھی خلاف ہے۔ گھر کے اندر جب بھی کوئی مسئلہ یا نزاع پیدا ہو عورت کو چاہئے کہ حکمت و دانائی سے اس کو نمٹائے، تاکہ اس کا گھر آباد رہے، برباد نہ ہو۔ (بحوالہ چیدہ چیدہ از نیک بیوی کی اعلیٰ صفات)

شوہر کی اطاعت کی انتہاء:

''حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا! اگر آدمی اپنی بیوی کو حکم دے کہ وہ جبل احمر کی چٹان کو جبل اسود کی طرف منتقل کرے۔ یا جبل اسود کی چٹان کو جبل احمر کی طرف منتقل کرے۔ اس کا حق ہے کہ وہ ایسا کرے۔'' (بحوالہ ابن ماجہ و مشکوۃ شریف)

فائدہ: اس حدیث پاک میں آپ ﷺ نے مبالغۃً اور تاکیداً یہ فرمایا کہ اگر اسے پہاڑ یا اس کی چٹان کو ایک جگہ سے دوسری طرف منتقل کرنے کو کہے تو باوجود کہ یہ ایک بیکار عبث اور مشکل ترین کام ہے پھر بھی اس کی زوجیت کا تقاضہ ہے کہ وہ شروع کرے انکار نہ کرے نواہ

وہ ہو یا نہ ہو۔ خواہ مشکل ہو یا آسان، خواہ اس میں فائدہ ہو یا نہ ہو۔

ملا علی قاریؒ نے بیان کیا ہے کہ اگر شوہر کسی مشکل اور مشقت آمیز کام یا عبث و بے کار کام کا حکم دے تب بھی اس سے انکار نہ کرے۔ (بحوالہ مرقات)

مثلاً گھر دھویا یا جھاڑو دیا جا چکا ہے پھر بھی صاف کرنے کو کہے یا برتن صاف ہے دھلا ہے کپڑے صاف ہیں دھلے ہیں پھر بھی دھونے اور صاف کرنے کو کہے، ظاہر ہے کہ یہ عبث ہی تو ہے پھر بھی کرے۔ تا کہ اس کا کہا پورا ہو جائے اور اسے اطمینان ہو جائے۔ اس کے دل میں آ جائے کہ میری بات کا وزن رکھا اور مان لیا۔ یا اسی طرح کوئی مشکل ترین کام کرنے کو کہے مثلاً ہاون دستہ میں سخت مشکل دوا کوٹنے اور چھاننے کو کہے، کاغذ پتے وغیرہ سے چولہا جلا کر پکانے یا پانی گرم کرنے کو کہے یعنی عرف اور ماحول میں کوئی ایسا کام جو مشکل اور با مشقت ہو، کرنے کو کہے تو انکار نہ کرے حتیٰ الامکان کر دے۔ خصوصاً شوہر بیمار ہو، کمزور اور ضعیف ہو یا اکھڑ مزاج ہو تو ثواب سمجھ کر خدمت کر دے اعراض نہ کرے۔ منہ نہ پھلائے، لاپرواہی نہ کرے، خاص کر بیماری اور بڑھاپے میں مزاج میں صبر و تحمل نہیں رہتا، خدمت کی زیادہ ضرورت پڑتی ہے۔ ایسی عورت جنتی ہے جو ہر حالت اور ہر وقت میں شوہر کی خدمت کرے، اسے راحت پہنچائے، اس کے دل کو خوش رکھے، یہاں تک کہ وہ دنیا سے خوش خوش احسان و خدمت کا اعتراف کرتے ہوئے رخصت ہو۔ بڑی ہلاکت کی بات ہے اگر وہ ایسی حالت میں رخصت ہو رہا ہو کہ خدمت کی شکایت ہو۔

شوہر کا حق ادا نہیں ہو سکتا:

”حضرت ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ کی خدمت میں ایک شخص اپنی بیٹی کو لے کر حاضر ہوا۔ اور کہا کہ یہ میری بیٹی ہے شادی سے انکار کرتی ہے۔ آپ ﷺ نے اس سے فرمایا اپنے والد کا کہا مان۔ اس نے کہا، اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے۔ میں اس وقت تک شادی نہ کروں گی جب تک کہ مجھے یہ نہ معلوم ہو جائے کہ بیوی پر شوہر کا کیا حق ہے۔ آپ نے فرمایا شوہر کا بیوی پر یہ حق ہے کہ اسے کوئی زخم ہو اور وہ اسے چاٹ لے۔ یا اس کی ناک سے پیپ یا خون بہے اور وہ اسے پی جائے تب بھی اس

نے اس کا حق ادا نہ کیا۔

یہ مبالغہ ہے غایت خدمت اور محبت سے، حقیقتاً پینا مراد نہیں کہ یہ ناپاک ہے، اس نے کہا قسم ہے اس ذات کی جس نے تمہیں حق کے ساتھ بھیجا ہے میں شادی نہ کروں گی۔ کہ مجھ سے حق ادا نہ ہو سکے گا، اس پر آپ ﷺ نے فرمایا بغیر عورتوں کی اجازت سے نکاح مت کرو۔

(بحوالہ ترغیب ج:۳)

فائدہ: اس روایت سے معلوم ہوا کہ عورت شوہر کا حق کما حقہ ادا نہیں کر سکتی۔ مطلب یہ ہے کہ یہ نہ سوچے میں نے فلاں خدمت کر دی حق ادا ہو گیا۔ بلکہ خدمت کرتی رہے۔ نیز کسی وجہ سے زوجیت کے لائق نہیں تو شادی نہ کرنے کا عورتوں کو اختیار ہے مجبور نہیں کیا جا سکتا۔

شوہر کا حق سب سے زیادہ ہے:

''حضرت عائشہ ؓ فرماتی ہیں کہ میں نے رسول پاک ﷺ سے پوچھا کہ عورتوں پر سب سے زیادہ حق کس کا ہے۔ آپ نے فرمایا اس کے شوہر کا۔ میں نے پوچھا کہ مرد پر سب سے زیادہ حق کس کا ہے۔ آپ نے فرمایا اس کی والدہ کا۔'' (بحوالہ ترغیب جلد۳)

فائدہ: یعنی جب تک عورت کی شادی نہ ہو والدین کی اطاعت اور ان کی خدمت کا حق ہے۔ اور جب شادی ہو جائے اور شوہر کے گھر آ جائے تو اب شوہر کا حق سب سے زیادہ ہو جاتا ہے۔ اور اس کی خدمت اور رعایت اس کے ذمہ عقد نکاح کی وجہ سے واجب ہو جاتی ہے۔ اور مرد کے ذمہ سب سے زیادہ خدمت اور حق والدہ کا ہے۔ کہ وہ اپنی ماں کی خدمت واطاعت کرے اور اس کی ناراضگی سے بچے۔ بیوی کی خوشی پر ماں کی خوشی کو فوقیت دے۔ بیوی کی وجہ سے ماں کی حق تلفی نہ کرے۔ ایسی صورت نکالے کہ اگر بیوی اور والدہ کے درمیان اختلاف ہو جاتے ہوں تو بیوی کی بھی رعایت کرے اور والدہ کی بھی رعایت اور خدمت واطاعت کرے۔ خیال رہے کہ رعایت اور خدمت الگ الگ چیز ہے۔ بیوی کی رعایت کرے اور ماں کی اطاعت وخدمت کرے۔ بیوی کے مقابلہ میں ماں کی رضا کو مقدم رکھے۔

شوہر کی اطاعت کی وجہ سے مغفرت:

''حضرت انس بن مالکؓ نبی پاک ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص گھر سے باہر جاتے ہوئے اپنی بیوی سے کہہ گیا کہ گھر سے نہ نکلنا اس کے والد گھر کے نچلے حصہ میں رہتے تھے۔ اور وہ گھر کے اوپر رہا کرتی تھی۔ والد بیمار ہوئے تو اس نے نبی پاک ﷺ کی خدمت میں بھیج کر عرض کیا اور معلوم کیا۔ آپ نے فرمایا اپنے شوہر کی بات مانو، چنانچہ اس کے والد کا انتقال ہو گیا پھر اس نے نبی پاک ﷺ کے پاس آدمی بھیج کر معلوم کیا آپ نے فرمایا شوہر کی اطاعت کرو۔ پھر نبی پاک ﷺ نے اس کے پاس یہ پیغام بھیجا کہ اللہ پاک نے تمہارے شوہر کی اطاعت کی وجہ سے تمہارے والد کی مغفرت کر دی۔ (بحوالہ مجمع الزوائد ج:۴)

فائدہ: حدیث بالا میں عورت کا اپنے والد کے پاس نہ جانا صرف شوہر کی اطاعت کی وجہ سے تھا۔ آپ ﷺ نے بھی اسی کی تاکید کی تھی کہ جب شوہر نے گھر سے نکلنے کی اجازت نہیں دی ہے تو مت نکلو اور اس کی بات کا لحاظ رکھو۔ یہاں تک کہ والد کی وفات ہو گئی۔ اللہ پاک نے اس اطاعت کی برکت سے اس کے والد کی مغفرت فرما دی۔ جب بیوی کی اطاعت سے اس کے والد کی مغفرت ہو گئی تو کیا خود عورت مغفرت کے لائق نہ ہو گی؟ یقیناً ہو گی۔

شوہر کی اطاعت اور اسکی اچھائیوں کا اعتراف جہاد کے برابر ہے:

''حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے ان سے کہا جن عورتوں سے تمہاری ملاقات ہو کہہ دو کہ شوہر کی اطاعت اور ان کے احسان کا اعتراف جہاد کے برابر ہے۔ مگر ایسی عورتیں تم میں بہت کم ہیں'' (بحوالہ مجمع الزوائد ج۴)

فائدہ: شوہر و بیوی کے درمیان حسن معاشرت اور خوشحال زندگی کے لئے یہ دو چیزیں بہت اہم ہیں۔ خدمت اور خوبیوں کے اعتراف اور احسان مندی سے ایک کا تعلق دوسرے سے بڑھتا رہے گا۔ ایک اور حدیث میں ہے کہ عورتوں نے پوچھا عورتوں کا غزوہ و جہاد کیا ہے؟۔ آپ نے فرمایا شوہر کی اطاعت اور اس کے احسان کا اعتراف ہے۔

(بحوالہ بیہقی ج:۶)

دیکھئے! عورتوں کے ساتھ خدائے پاک کا کتنا بڑا خصوصی فضل وکرم ہے۔ کس قدر معمولی کام اور وہ بھی جس میں ان کا دنیاوی نفع بھی ہے۔ کہ شوہر کی خدمت سے شوہر کی نگاہ میں محبوب رہیں گی تو شوہر ان کا دنیاوی خیال رکھیں گے۔ اور آخرت کا بھی عظیم ثواب ان کو ہوگا۔

''احسان کا اعتراف'' کا مطلب یہ ہے کہ جو کچھ بھی ان کی جانب سے ملے اسے خوشی سے قبول کرے اور اسے بہت سمجھے، کمی پر شکایت نہ کرے۔ ناشکری نہ کرے۔ بلکہ کہے آپ نے ہماری رعایت میں بہت کچھ کیا۔ آپ نے ہمارا بہت زیادہ خیال کیا۔ آپ نے ہمیشہ اپنے سے زیادہ مانا اور چاہا۔ ماں باپ سے زیادہ خیال کیا۔ ماں باپ سے زیادہ محبت کا برتاؤ کیا وغیرہ وغیرہ۔ اس سے شوہر کے دل میں اس کی جگہ بن جائے گی۔

اچھی بیوی شوہر کی فرمانبردار واطاعت گزار ہوتی ہے:

اچھی بیوی وہ ہوتی ہے جو خاوند کی فرمانبردار ہو، زندگی کے معاملات میں بیوی کے لیے ضروری ہے کہ وہ اپنے خاوند کا ہر جائز کہنا مانے، عورت نے گھریلو طور پر بے شمار امور سرانجام دینے ہوتے ہیں جن کا تعلق خاوند کی معاشی حیثیت سے ہوتا ہے اگر عورت اپنے خاوند کی فرمانبرداری نہیں کرے گی بلکہ اپنی ناجائز باتیں خاوند سے منوائے گی تو گھر کا نظام درہم برہم ہوتا رہے گا اس لیے شریعت نے بنیادی طور پر عورت کے فرائض میں جو بات شامل کی ہے وہ خاوند کی فرمانبرداری ہے اس کے بارے میں حضور اکرم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے۔

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا! عورت جب پانچوں نمازیں پڑھے، رمضان کے روزے رکھے اپنی شرمگاہ کی حفاظت کرے اور اپنے شوہر کا حکم مانے تو جنت کے جس دروازے سے چاہے اندر داخل ہو جائے۔ (ابونعیم، حلیۃ الاولیاء)

اس حدیث میں یہ بتایا گیا ہے کہ جو عورت پابندی سے پانچوں وقت کی نماز پڑھے رمضان المبارک کے روزے رکھے اور اپنے آپ کو برائیوں سے بچائے یعنی اپنے نفس کو محفوظ رکھے اور اپنے خاوند کی ان باتوں میں فرمانبرداری کرے جن کی فرمانبرداری شریعت نے اس کے اوپر لازم کی ہے تو جو عورت زندگی بھر ان چار باتوں پر عمل کرے گی اسے آخرت میں جنت حاصل ہوگی، احادیث کے مطابق جنت کے آٹھ دروازے ہیں ان میں سے بعض

دروازے مخصوص اعمال کے لیے نامزد ہیں مگر مندرجہ بالا نیک عمل کرنے والی عورت جس دروازے سے چاہے گی جنت میں داخل ہو جائے گی اس طرح جنت میں داخل ہونا فرمانبردار بیوی کے لیے بہت بڑا اعزاز ہوگا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں کو خاوند کی فرمانبرادری کے بارے میں بڑے پیارے انداز سے یوں بھی سمجھانے کی کوشش کی ہے۔

''حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مہاجرین وانصار کی ایک جماعت میں جلوہ افروز تھے تو ایک اونٹ نے حاضر بارگاہ ہو کر آپ ﷺ کو سجدہ کیا آپ ﷺ کے اصحاب نے عرض کی یا رسول اللہ! آپ کے لیے چوپائے اور درخت بھی سجدہ کرتے ہیں لہٰذا ہمارا زیادہ حق ہے کہ آپ کے لیے سجدہ کریں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو جو تمہارا رب ہے اور اپنے بھائی کی عزت کرو اگر میں کسی کو حکم دیتا کہ دوسرے کو سجدہ کرے تو عورت کو حکم دیتا کہ اپنے خاوند کو سجدہ کیا کرے۔ (بحوالہ مسند احمد)

ایک حدیث میں آیا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو عورت کم از کم سات شب وروز خلوص دل سے اپنے شوہر کی تابعداری نیک کاموں میں کرتی رہے اور اس کو خوش رکھے تو اس کے ہفت اندام (شرمگاہ) پر دوزخ کی آگ حرام ہو جاتی ہے اور سات سو برس کی عبادت کا ثواب اس کے نامہ اعمال میں لکھا جاتا ہے۔ (بحوالہ طبرانی)

حضرت معاذ بن جبلؓ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر میں کسی شخص کو حکم دیتا کہ وہ کسی کو سجدہ کرے تو عورت کو حکم دیتا کہ وہ اپنے شوہر کو سجدہ کرے کیونکہ شوہر کا مقام بہت عظیم ہے اور کوئی عورت اس وقت تک ایمان کی چاشنی نہیں پاسکتی جب تک وہ اپنے خاوند کا حق ادا نہ کرے اگر وہ سفر کے لیے جا رہی ہو اور اس کا خاوند اسے اپنی فطری ضرورت کے لیے بلائے تو سفر چھوڑ کر چلی آئے۔ (بحوالہ مجمع الزوائد)

ایک اور حدیث میں یہ بتایا گیا ہے کہ عورت کے لیے مرد کی رضامندی کو ہر دم اپنے اوپر واجب عمل رکھنا اس لیے ضروری ہے کہ اگر عورت سے سخت ترین کام بھی کرنے کے لیے کہا جائے تو اس کے لیے اس کی تعمیل واجب ہے حدیث پاک کے الفاظ یہ ہیں۔

''حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اگر میں

کسی کو سجدہ کرنے کا حکم دیتا تو عورت کو یہ حکم دیتا کہ وہ اپنے خاوند کو سجدہ کرے اگر مرد اس بات کا حکم دے کہ اس سرخ پہاڑ سے سیاہ پہاڑ تک اور سیاہ پہاڑ سے سرخ پہاڑ تک پتھر اٹھا کر لے جائے تو اس پر اس کی تعمیل واجب ہوگی۔ (بحوالہ سنن ابن ماجہ)

یہی بات ایک اور روایت میں یوں مذکور ہے:

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر میں کسی کو دوسرے کے لیے سجدہ کرنے کا حکم دیتا کہ وہ اپنے خاوند کو سجدہ کیا کرے۔ (بحوالہ ترمذی)

ان احادیث میں شوہر کے حقوق کی اہمیت ظاہر کرتے ہوئے ارشاد فرمایا گیا کہ اللہ کے علاوہ کسی کے لیے سجدہ کرنا حرام ہے اور شرک ہے اگر میں اللہ کے علاوہ کسی کے لیے سجدہ کرنے کا حکم دیتا تو عورت کو حکم دیتا کہ شوہر کو سجدہ کرے اس سے شوہر کے حقوق کا خصوصی دھیان رکھنے کی تاکید مقصود ہے۔

جنتی عورت اور شوہر کی تابعداری:

ایک بدصورت شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا اس کی بیوی نہایت خوبصورت تھی اس کے حسن و جمال پر دنیا تعجب کرتی تھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا تیری عورت تیرے ساتھ کیا برتاؤ کرتی ہے اور تجھے کس نظر سے دیکھتی ہے اس شخص نے عرض کیا کہ میری بہت قدر کرتی ہے اور میری بلا اجازت گھر سے باہر نہیں جاتی اور اسے اپنے حسن و جمال کا کوئی لحاظ نہیں بلکہ میری خدمت کی طرف دھیان ہے یہ سن کر آپ ﷺ نے فرمایا جا اس سے کہہ دے کہ وہ جنتی عورتوں میں سے ہے کیونکہ باوجود حسن جمال کے وہ اپنے شوہر کی تابعداری کرتی ہے اس کی بدصورتی پر نہیں جاتی۔ (بحوالہ طبرانی)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر عورت آخرت کی نجات چاہتی اور بہشت چاہتی ہے تو حق تعالیٰ کی خوشنودی طلب کرے اور خدا تعالیٰ کی خوشنودی نہیں حاصل ہوتی جب تک اس کا خاوند اس کے کام میں خوش نہ ہو۔ (بحوالہ طبرانی)

نیک بخت بیوی کا ملنا اللہ تعالیٰ کا ایک طرح کا انعام ہے لہٰذا اللہ تعالیٰ کا بندہ بننے کے لیے تقویٰ اختیار کرنے کے ساتھ جس چیز کا انسان انتخاب کرتا ہے وہ نیک بخت اور

خوبصورت بیوی ہے کیونکہ نیک بیوی کا انتخاب کرنے سے انسان کا دین اور دنیا مکمل ہوتے ہیں لہٰذا اللہ تعالیٰ کے حضور دعا گو ہونا چاہیے کہ جب شادی کا ذریعہ بنے تو جو عورت اسے حاصل ہو وہ نیک بخت ہونی چاہیے نیک بخت بیوی کی کچھ خصوصیات یہ ہیں۔

نیک بیوی کی خصوصیات:

حضرت ابوامامہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے مومن نے اللہ کے تقویٰ کے بعد نیک بیوی سے بہتر کوئی بھلائی حاصل نہیں کی اگر اسے حکم دے تو اطاعت کرتی ہے اس کی طرف دیکھے تو خوش کرتی ہے اگر اس پر قسم ڈالے تو پورا کرتی ہے اور اگر وہ غائب ہو تو جان و مال میں اس کی خیر خواہی کرتی ہے۔ (بحوالہ ابن ماجہ)

نیک بیوی کی پہلی خصوصیت یہ ہوتی ہے کہ وہ خاوند کی فرمانبردار ہوتی ہے اس کی دوسری خصوصیت یہ ہوتی ہے کہ وہ خوبصورت ہوتی ہے جب خاوند اس کی طرف دیکھتا ہے تو اس کے جذبات کو تسکین حاصل ہوتی ہے اور جب وہ اسے کسی بات پر قسم دیتا ہے تو وہ اسے پورا کرتی ہے اور جب خاوند موجود نہیں ہوتا تو وہ خاوند کے لیے اپنے نفس کی حفاظت کرتی ہے اور خاوند کے مال کی دیکھ بھال کرتی ہے اور اس میں خیانت نہیں کرتی غرضیکہ عورت کی یہ صفات ایسی ہیں کہ مرد کے لیے ایسی نیک بیوی کا ہونا دنیا میں جنت کی مثل ہے۔

پس ہر عورت کو چاہیے کہ شوہر کے گھر میں قدم رکھتے ہی اپنے اوپر لازم کر لے کہ ہر وقت اور ہر حال میں اپنے شوہر کا دل اپنے ہاتھ میں لیے رہے اور اس کے اشاروں پر چلتی رہے اگر شوہر حکم دے کہ دن بھر دھوپ میں کھڑی رہو یا رات بھر جاگتی ہوئی مجھے پنکھا جھلتی رہو تو عورت کے لیے دنیا و آخرت کی بھلائی اسی میں ہے کہ تھوڑی تکلیف اٹھا کر اور صبر کر کے اس حکم پر عمل کرے اور کسی وقت اور کسی حال میں بھی شوہر کے حکم کی نافرمانی نہ کرے اور اسے یہ بھی چاہیے کہ وہ اپنے شوہر کے مزاج کو پہچان لے اور بغور دیکھتی رہے کہ اس کے شوہر کیا کیا چیزیں اور کون کون سی باتوں سے ناراض ہوتا ہے اٹھنے بیٹھنے سونے جاگنے پہننے اوڑھنے اور بات چیت کرنے میں اس کا ذوق کیا اور کیسا ہے خوب اچھی طرح شوہر کا مزاج پہچان لینے کے بعد عورت کو لازم ہے کہ وہ ہر کام شوہر کے مزاج کے مطابق کرے ہرگز ہرگز

شوہر کے مزاج کے خلاف نہ کوئی بات کرے نہ کوئی کام۔

ایک سبق آموز واقعہ:

بنی اسرائیل کی ایک عورت بڑی عابدہ تھی اور ان کے بادشاہ کی لڑکی تھی ایک شہزادے نے ان سے منگنی کی درخواست کی، اس نے نکاح کرنے سے انکار کر دیا پھر اپنی ایک لونڈی سے کہا کہ میرے واسطے ایک عابد زاہد نیک آدمی کی تلاش کر جو فقیر ہو۔ لونڈی عابد اور زاہد آدمی کی تلاش میں نکلی اور ایک عابد زاہد کو شہزادی کی خدمت میں لے آئی شہزادی نے اس سے پوچھا کہ اگر تم مجھ سے نکاح کرنا چاہو تو میں تمہارے ساتھ قاضی کے پاس چلی چلوں، فقیر نے اس بات میں رضامندی کا اظہار کیا اور یہ دونوں قاضی کے پاس پہنچے اور نکاح ہو گیا شہزادی نے فقیر سے کہا کہ مجھے اپنے گھر لے چلو، فقیر نے کہا واللہ! اس کمبل کے سوا کوئی چیز میری ملک میں نہیں ہے اس کو رات کے وقت اوڑھتا ہوں اور یہی دن میں پہنتا ہوں اس نے کہا میں تیری اس حالت پر راضی ہوں چنانچہ فقیر شہزادی کو اپنے ساتھ لے گیا وہ دن بھر محنت کرتا تھا اور رات کو اتنا پیدا کر لاتا تھا جس سے افطار ہو جائے شہزادی دن کو روزہ رکھتی تھی اور شام کو افطار کر کے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتی تھی اور کہتی تھی اب میں عبادت کے واسطے فارغ ہوئی۔ ایک دن فقیر کو کوئی چیز نہ ملی جو شہزادی کے واسطے لے جائے اس سے انہیں شاق گزرا اور وہ بہت گھبرائے اور جی میں کہنے لگے کہ میری بی بی روزہ دار گھر میں بیٹھی انتظار کر رہی ہے کہ میں ان کے لیے کچھ لے آؤں گا اور سوچ کر وضو اور نماز پڑھ کر دعا مانگی اے اللہ! آپ جانتے ہیں کہ میں دنیا کے واسطے کچھ نہیں طلب کرتا، صرف اپنی نیک بیوی کی رضامندی کے لیے مانگتا ہوں اے اللہ! تو مجھے اپنے پاس سے رزق عطا فرما تو ہی سب سے اچھا رازق ہے اسی وقت آسمان سے ایک موتی گر پڑا فقیر موتی لے کر اپنی بی بی کے پاس گئے جب انہوں نے اسے دیکھا تو وہ ڈر گئیں اور کہا کہ یہ موتی تم کہاں سے لائے ہو ایسا قیمتی موتی تو میں نے اپنے باپ کے پاس بھی نہیں دیکھا، درویش نے کہا آج میں نے رزق کے واسطے محنت کی، لیکن کہیں سے کچھ نہ ملا تو میں نے سوچا میری نیک بیوی افطار کے لیے گھر میں میرا انتظار کر رہی ہوگی میں خالی ہاتھ کیسے جاؤں؟ میں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی تو

حق تعالیٰ نے یہ موتی عنایت فرمایا اور آسمان سے نازل فرمایا شہزادی نے کہا اسی جگہ جاؤ جہاں تم نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی تھی اور اس سے گریہ وزاری کے ساتھ دعا کرو اور کہو اے اللہ! اے میرے مالک، اے میرے مولا، اگر یہ موتی تو نے ہمیں دنیا میں روزی کے طور پر عنایت فرمایا ہے تو اس میں ہمیں برکت دے اور اگر ہمارے آخرت کے ذخیرے میں سے عطا فرمایا ہے تو اسے واپس لے لے درویش نے ایسا ہی کیا تو اللہ تعالیٰ نے موتی واپس لے لیا۔ فقیر نے واپس آکر اس کے واپس لینے کی حقیقت سے شہزادی کو آگاہ کر دیا تو شہزادی نے اللہ تعالیٰ کا شکریہ ادا کیا اور کہا اے اللہ تو بڑا رحیم اور کریم ہے۔ (بحوالہ قصص الاولیاء)

شوہر کی بات ماننے پر حضرت ام سلمہؓ کا سبق آموز واقعہ:

ام المومنین حضرت ام سلمہؓ فرماتی ہیں کہ میں نے ایک بار اپنے شوہر ابو سلمہؓ سے کہا کہ مجھے معلوم ہے کہ اگر کسی کے شوہر کو جنت نصیب ہو اور عورت اس کے بعد دوسرا نکاح نہ کرے تو اللہ تعالیٰ اس عورت کو بھی شوہر کے ساتھ جنت میں جگہ دیتا ہے، یہی صورت مرد کے لئے ہے تو ہم تم معاہدہ کرلیں کہ نہ تم میرے بعد نکاح کرنا نہ میں تمہارے بعد، حضرت ابو سلمہؓ نے جواب دیا، کیا تم میری اطاعت کروگی؟ ام سلمہؓ نے کہا، سوائے آپ کی اطاعت کے مجھے کس بات میں خوشی ہوسکتی ہے؟ ابو سلمہؓ نے دعا مانگی "یا اللہ! میرے بعد ام سلمہ کا نکاح مجھ سے بہتر سے کرنا، اور جب ابو سلمہؓ کا انتقال ہوگیا تو میں اپنے دل میں کہتی تھی، ابو سلمہ سے بہتر کون ہوگا؟ جب آپ ﷺ سے نکاح ہوگیا تو اب آپ ﷺ ساری کائنات سے بہتر ہیں۔ (بحوالہ طبقات/۶۱)

شوہر کی اطاعت و نافرمانی کا نتیجہ:

بیان کیا جاتا ہے کہ ایک نوجوان سخت بیمار ہوا جس پر اس کی والدہ نے نذر مانی کہ اللہ تعالیٰ میرے بیٹے کو شفاء عطا فرمادے تو میں سات دن کے لئے دنیا سے نکل جاؤں گی چنانچہ شافی مطلق نے مریض کو شفا عطا فرمادی مگر وہ عورت اپنی نذر پوری نہ کرسکی اس کے بعد اس عورت نے خواب دیکھا کہ کوئی بزرگ فرمارہے ہیں اے خدا کی بندی! تو اپنی

نذر پوری کرتا کہ خدا کی باز پرس سے محفوظ رہ سکے صبح ہوئی تو اس عورت نے اپنے لڑکے کو بلا کر تمام واقعہ بیان کیا اور اس سے کہا کہ قبرستان میں میرے لئے قبر کھود کر مجھے اس میں دفن کر دے چنانچہ لڑکے نے اپنی والدہ کے حکم کی تعمیل کی اور اسے زندہ ہی دفن کر دیا اور اس عورت نے قبر میں دعا کی کہ اے میرے پروردگار! میں نے اپنی وسعت کے مطابق اپنی نذر پوری کر دی اب تو مجھے قبر کی آفتوں سے محفوظ رکھ۔

اتنے میں کیا دیکھتی ہے کہ اس کے سر کی جانب ایک روشن دان ہے عورت نے اس روشندان میں جھانکا تو ایک باغ نظر آیا جس میں دو عورتیں موجود تھیں جنہوں نے اس عورت کو آواز دی کہ بی بی ہمارے پاس چلی آ خدا کی قدرت سے وہ روشن وان کشادہ ہو گیا اور جس سے نکل کر وہ عورت باغیچے میں ان دونوں عورتوں کے پاس جا پہنچی اور وہاں پہنچ کر اس نے دیکھا کہ باغ میں ایک پاکیزہ حوض ہے جس پر وہ دونوں عورتیں بیٹھی ہیں اس عورت نے ان دونوں کے پاس پہنچ کر اس دونوں کو سلام کیا لیکن ان میں سے کسی نے اس کے سلام کا جواب نہیں دیا اس عورت نے ان سے پوچھا کہ تم تو ابھی بات چیت کر رہی تھیں آخر میرے سلام کے جواب سے کیا مانع پیش آیا؟ اس کو ان دونوں عورتوں نے جواب دیا کہ سلام تو اطاعت و بندگی ہے اور ہم یہاں اس سے روک دیئے گئے ہیں۔ اتنے میں یہ عورت کیا دیکھتی ہے۔ کہ ان دونوں عورتوں میں سے ایک کے سر پر ایک پرندہ اپنے بازوؤں سے ہوا کر رہا ہے اور دوسری عورت کے سر پر ایک پرندہ اپنی چونچ مار رہا ہے، یہ دیکھ کر اس عورت نے پہلی عورت سے دریافت کیا کہ: تمہاری اس فضیلت کا سبب کیا ہے؟ اس نے جواب دیا کہ میں دنیا میں اپنے شوہر کی فرمانبردار بیوی تھی اور میرے دنیا سے رخصت ہوتے وقت میرا شوہر مجھ سے خوش تھا، بس اسی اطاعت گزاری کے صلے میں اللہ تعالیٰ نے مجھے اپنی اس نعمت سے نوازا ہے۔ پھر اس نے دوسری عورت سے معلوم کیا کہ: بی بی آخر تمہاری اس کلفت کا سبب کیا ہے؟ تو اس نے بتایا کہ میں تھی تو نیک بخت مگر شوہر کی فرمانبردار نہ تھی اور میرے دنیا سے رخصت ہوتے وقت میرا شوہر مجھ سے ناخوش تھا لہٰذا میری نیک بختی کا صلہ اللہ تعالیٰ نے مجھے یہ باغ عطا فرمایا لیکن شوہر کی نافرمانی اور ناراضگی کے باعث میں اس

عذاب میں مبتلا ہوں، لہٰذا میں تم سے درخواست کرتی ہوں کہ جب تم دنیا میں واپس جاؤ تو میرے شوہر سے میرے لئے سفارش کرنا، ممکن ہے کہ وہ مجھے معاف کر دے اور راضی ہو جائے۔ چنانچہ جب اس مدفونہ عورت پر سات دن گزر چکے تو ان دونوں عورتوں نے اس کو بتایا کہ دیکھو اب تم اپنی قبر میں چلی جاؤ، تمہارا لڑکا آیا ہوا ہے۔ اس بات کو سن کر اس عورت نے اپنی قبر میں آ کر دیکھا تو معلوم ہوا کہ اس کا لڑکا قبر کھود رہا ہے پھر جب وہ لڑکا اپنی والدہ کو لے کر گھر پہنچا تو خبر مشہور ہوگئی کہ فلاں عورت اپنی نذر پوری کر کے قبر سے نکل کر آئی ہے۔ اس خبر کو سن کر جوق در جوق لوگ اس کی ملاقات کو آنے لگے جن میں اس عورت کا شوہر بھی تھا جس نے اس عورت سے اپنی سفارش کی درخواست کی تھی اس عورت نے اس شخص سے اس کی بیوی کا تمام حال بیان کر کے اس کی سفارش کی جس پر اس شخص نے بیوی کا قصور معاف کر دیا تو اس عورت نے خواب میں دیکھا کہ اس کی بیوی اس سے کہہ رہی ہے کہ بی بی تیری وجہ سے اللہ نے مجھے عذاب سے نجات دے دی تیرے بھی اللہ گناہ معاف کرے اور تجھے اس کی بہتر جزا عطا فرمائے۔ (بحوالہ حکایتوں کا گلدستہ)

دیکھئے شوہر کی فرمانبرداری کا کتنا بڑا صلہ ہے اللہ تعالیٰ ہماری تمام بہنوں کو اطاعتِ شوہر کی توفیق عطا فرمائے اور ہر آن حقوق العباد کی فکر کرنے اور اسے پورا کرنے کی توفیق عطا فرمائے آمین یارب العٰلمین۔

ذمہ داری نمبر......۲

﴿شوہر کی دل سے خدمت کیجئے﴾

حضرت علیؓ نبی پاک ﷺ سے نقل فرماتے ہیں کہ آپ نے فرمایا اللہ پاک اس عورت کو محبوب رکھتے ہیں جو اپنے شوہر کے ساتھ محبت رکھنے والی خوش مزاج اور دوسرے مرد سے اپنی عزت و ناموس کی حفاظت کرنے والی ہو۔'' (بحوالہ کنز العمال ج ۱۶)

فائدہ: ایسی عورت خداوند قدوس کو محبوب اور پسند ہے جو اپنے شوہر سے محبت رکھنے والی اور اس سے دلی لگاؤ رکھنے والی ہو۔ صرف ضابطہ اور غرض کی محبت نہ ہو۔

ایسی محبت میں ایک دوسرے کو شکایت ہوتی ہے چونکہ محبت نہیں ہوتی ہے تو آدمی تکلیف اور مرضی کے خلاف چیزوں کو برداشت نہیں کر پاتا ہے۔ محبت نہیں ہوتی ہے تو آدمی تکلیف اور مرضی کے خلاف چیزوں کو برداشت نہیں کر پاتا ہے۔ محبت اور خالص تعلق اور قلبی و دلی لگاؤ ہو تو برائیوں اور تکلیفوں کا احساس بھی نہیں ہوتا۔ اگر ہوتا ہے تو خوشی سے برداشت کر لیتا ہے۔ اس لئے شوہر بیوی کے درمیان عشق و محبت ہونی چاہئے۔

دوسری صفت خدا کے محبوب ہونے کی یہ بیان کی گئی ہے کہ دوسرے اجنبی مرد سے اپنی حفاظت کرے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ شوہر کے علاوہ دوسرے اجنبی مرد سے دلچسپی نہ ہو۔ اس سے کسی قسم کا لگاؤ اور تعلق نہ ہو۔ آج کل کی اس نئی بگڑی ہوئی تہذیب میں شوہر کے علاوہ دوسرے اجنبی مردوں سے بے تکلف دل لگی، انس اور بے تکلفی سے ہنسی مذاق کرتی ہیں اور اسے خوش اخلاقی سمجھتی ہیں۔ سن لیجئے! عورتوں کے لئے اجنبی مردوں سے ہنسی مذاق اور انس کی باتیں جائز نہیں۔ یہ حکماً زنا ہے اور یہ سب گناہ اور گناہ کے اسباب ہیں، خدا اور رسول کے نزدیک ناپسندیدہ اعمال ہیں۔ اس سے سخت احتیاط کرنی چاہئے۔

شوہر کی خدمت صدقہ ہے:

حضرت ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا بیوی کا شوہر کی خدمت کرنا صدقہ ہے" (بحوالہ کنز العمال ج۱۶)

فائدہ: کتنی فضیلت ہے کہ جس طرح اہل مال کو خدا کے راستہ میں مال خرچ کرنے کا ثواب ملتا ہے اسی طرح عورت کو شوہروں کی خدمت میں ثواب ملتا ہے۔

معلوم ہونا چاہئے کہ خدمت کا مفہوم وسیع ہے۔ مثلاً ناشتہ اور کھانا ان کے وقت اور مزاج کی رعایت کر کے بنانا، ان کے نجی سامان کو حفاظت اور ڈھنگ سے رکھنا غسل اور وضو میں مدد کر دینا، جاڑا ہو اور گرم پانی سے وضو اور غسل کی عادت و ضرورت ہو تو ان کے بلا کہے انتظام کرنا اور پہلے سے تیار رکھنا۔ حسب ضرورت کپڑے دھو دینا، پھٹے ہوں تو سی دینا حسن ضرورت سر پیر دبا دینا، بیمار ہوں تو ان کی دوا اور پرہیزی کھانے کا اہتمام رکھنا۔ صبح اور دوپہر کو نماز فجر اور ظہر کے لئے جگا دینا۔ سونے سے پہلے تکیہ و بستر کا انتظام کر دینا۔ ان کے

احباب اور مہمانوں کی رعایت کرنا۔ ان کی منشاء و مرضی کے موافق چائے ناشتہ بطیب خاطر خوشی سے دینا۔ رات میں کچھ دیر ہو جائے تو انتظار کرنا۔ موسم کے موافق ٹھنڈا گرم کھانا دینا۔ غرضیکہ ہر وہ امر جس میں شوہر کو راحت اور سکون ملے اس کا اہتمام اور خیال کرنا خدمت ہے۔ جو صدقہ خیرات کا ثواب ہے۔ لہٰذا جو عورت مالی صدقہ کا ثواب حاصل نہیں کر سکتی وہ شوہر کی خدمت سے صدقہ کا ثواب حاصل کر سکتی ہے۔

شوہر کی خدمت پر شہادت کے قریب درجہ:

''حضرت میمونہؓ فرماتی ہیں کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا جو عورت اپنے شوہر کی اطاعت کرے اور اس کے حقوق کو ادا کرے، نیک باتوں کو یاد کرے، نفس اور مال کی خیانت سے پرہیز کرے تو ایسی عورت کا جنت میں شہیدوں سے ایک درجہ کم ہوگا۔ اگر شوہر بھی اس کا مومن اور بہتر اخلاق والا ہے تو یہ عورت اسے ملے گی۔ ورنہ ایسی عورت کی شادی اللہ تعالیٰ شہیدوں سے کر دے گا۔'' (بحوالہ کنز العمال ج۱۶ و طبرانی)

فائدہ: حدیث پاک میں شوہر کی خدمت اور نیکی پر شہداء کے قریب درجہ ملنا بتایا گیا ہے۔ کس قدر فضیلت کی بات ہے۔ صرف ایک ہی درجہ کا فرق رہ جاتا ہے۔

حدیث پاک میں دوسرا جزو یہ بیان کیا گیا ہے کہ اگر عورت نیک اور صالح ہو اور اس کا شوہر بھی نیک ہو تو جنت میں اسی طرح شوہر و بیوی بن کر رہیں گے۔ اور اگر شوہر نیک نہ ہو تو پھر شہداء کے ساتھ اس کی شادی کرا دی جائے گی۔ نیک عورت کے لئے کس قدر فضیلت کی بات ہے۔

بیوی اپنے شوہر کی خدمت کر کے اس کے دل پر حکومت کر سکتی ہے:

بیوی بننا کوئی معمولی اور آسان کام نہیں کہ جسے ہر نادان اور نااہل لڑکی بخوبی سمجھ سکے، بلکہ اس کے لئے سمجھداری، ذوق و سلیقہ اور ایک خاص دانشمندی اور ہوشیاری کی ضرورت ہوتی ہے۔ جو عورت اپنے شوہر کے دل پر حکومت کرنا چاہتی ہے اسے چاہیئے کہ اس کی خوشی و مرضی کے اسباب فراہم کرے۔ اس کے اخلاق و کردار اور طرزِ سلوک پر توجہ دے اور اچھے

کاموں کی ترغیب دلائے، اور برے کاموں سے روکے، اسکی صحت وسلامتی اور اس کے کھانے پینے کا خیال رکھے اور اسے ایک باعزت، محبوب اور مہربان شوہر بنانے کی کوشش کرے تاکہ وہ اس کے خاندان کا بہترین سرپرست اور اس کے بچوں کا بہترین باپ اور مربی ثابت ہو۔ خداوند عالم نے عورت کو ایک غیر معمولی قدرت وصلاحیت عطا فرمائی ہے۔ خاندان کی سعادت وخوش بختی اس کے ہاتھ میں ہوتی ہے اور خاندان کی بدبختی بھی اس کے ہاتھ میں ہوتی ہے۔

عورت چاہے تو اپنے گھر کو جنت کا نمونہ بنا سکتی ہے اور چاہے تو جہنم میں بھی تبدیل کر سکتی ہے۔ وہ اپنے شوہر کو ترقی کی بلندیوں پر بھی پہنچا سکتی ہے اور تنزلی کی طرف بھی لے جا سکتی ہے۔ عورت اگر ''شوہر داری'' کے فن سے بخوبی واقف ہو اور خدا نے اس کے لئے جو فرائض مقرر فرمائے ہیں انہیں پورا کرے تو ایک عام مرد کو بلکہ ایک نہایت معمولی اور نا اہل مرد کو ایک لائق اور باصلاحیت شوہر میں تبدیل کر سکتی ہے۔

ایک دانشور نے لکھا ہے کہ: ''عورت ایک عجیب وغریب طاقت کی مالک ہوتی ہے۔ وہ قضاء وقدر کی مانند ہے، وہ جو چاہے وہی بن سکتی ہے''

ایک دانا شخص کہتا ہے کہ: ''اگر کسی فقیر اور بے مایہ شخص کے گھر میں خوش اخلاق اور متقی ونیک عورت موجود ہو تو وہ اس گھر کو آسائش وفضیلت اور خوش نصیبی کی جگہ بنا دیتی ہے''

''اگر کسی قوم کی ترقی وتمدن کا اندازہ لگانا ہو تو اس قوم کی خواتین کو دیکھو''

ایک اور دانا شخص کہتا ہے کہ: ''نیک وپاک دامن عورت کے بغیر گھر ایک قبرستان کی مانند ہے''

اسلام میں بیوی کے فرائض کو اس قدر اہمیت دی گئی ہے کہ اس کو خدا کی راہ میں جہاد سے تعبیر کیا گیا ہے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ: ''عورت کا جہاد یہی ہے کہ وہ بحیثیت بیوی اپنے فرائض کو بخوبی انجام دے''

کیا آپ خاوند کی خدمت کرتی ہیں؟

اس بات کا خیال رکھنا چاہیئے کہ خاوند کو گھر کی چار دیواری میں اتنا سکھ اور آرام ملے جو

گھر سے باہر کہیں بھی کسی صورت نہ مل سکے۔ گھر کی اتنی کشش اس کے دل میں رہے کہ کام کاج سے فرصت پاتے ہی جلد از جلد گھر پہنچنے کا شوق رکھے۔ خاوند کو تمہارا سلوک تمہاری خدمت اور تمہارے پیار سے اس بات کا یقین ہو جانا چاہیئے کہ تمہارے دل و دماغ میں سوائے اپنے خاوند کے اور کسی کے لئے ذرا بھی گنجائش نہیں ہے۔ تم جان پر کھیل جاؤ گی۔ لیکن کسی کے بہکانے اور دنیا بھر کی سلطنت کے لالچ سے بھی خاوند سے بے وفائی نہیں کرو گی۔

خوش رکھو اور خوش رہو۔ یہ اصول خاوند اور بیوی دونوں پر یکساں حاوی ہے۔ ایک دوسرے کو خوش رکھنے کے لئے کچھ نہ کچھ قربانی ضرور دینی پڑتی ہے۔ خوشی آسمان سے نہیں ٹپک پڑتی۔ یہ فرائض کی ادائیگی میں پنہاں ہیں اور فرض کی ادائیگی کچھ محنت طلب کرتی ہے۔ ایسی محنت جس میں لطف کی چاشنی ہے۔

اس سلسلے میں ایک لاکھ روپیہ کی بات بیویوں سے کہنا چاہتا ہوں۔ بیویاں عام طور پر شادی کے بہت عرصے بعد تک خاوند سے اپنے دکھ سکھ کی اور کوئی دوسری بات بے تکلفی سے نہیں کر پاتیں۔ وہ یہ چاہتی ہیں کہ خاوند ان کی ضروریات کو سمجھے اور ان کے جذبات کی تہہ تک پہنچے۔ بہنو! یہ بہت مشکل کام ہے اور خاوند سے پہلی بجھوانے والی بات ہے کہ پہیلی میں خاوند دماغ تو لڑا سکتا ہے کہ فلاں پہیلی بوجھنی ہے لیکن بیوی کی خاموش پہیلی کا تو اکثر اوقات خاوند بیچارے کو خواب و خیال تک نہیں ہوتا۔ لیکن بیوی اپنے دل میں شکایات کے انبار لادے پھرتی ہے کہ یہ خاوند کتنا ظالم ہے۔ پھر کئی بار ایسا بھی ہوتا ہے کہ خاوند کسی معاملے میں آپ سے مشورہ لینا چاہتا ہے، اس کے متعلق آپ نے دل میں کوئی رائے بھی قائم کر لی ہوتی ہے۔ اس کے باوجود آپ کہہ دیتی ہیں کہ "جیسے آپ مناسب سمجھیں" یا اس کی ہاں میں ہاں ملا دی۔ جس کا کئی بار خاوند کو برا نتیجہ بھگتنا پڑتا ہے۔ اس وقت وہ آپ کی تابعداری کی ہر گز تعریف نہیں کرے گا بلکہ سخت ناراض ہو گا۔ بحیثیت وزیر بیوی کا فرض ہے کہ وہ اپنے بادشاہ کو بے تکلف مشورہ دے۔

اس سے اگلی بات اگر نہ لکھوں تو یہ سبق ادھورا رہ جائے گا۔ بے تکلفی کی بھی ایک حد ہے۔ اس بے تکلفی میں ان حدود کو پار نہیں کرنا چاہیئے چنانچہ بادشاہ اور وزیر کے درمیان یا

خاوند اور بیوی کے درمیان اخلاق، حیاء اور فرض نے حد مقرر کر رکھی ہے۔ اپنی کوئی بات منوانے کے لئے ہٹ دھرمی نہ کرو۔ روٹھنا تو اتنا برا ہے کہ کچھ کہا نہیں جا سکتا۔ آپ کی کوئی بات سولہ آنے مانی جاتی ہے یا نہیں اس کا غم آپ کو نہیں ہونا چاہیئے۔

''تمہارا کام دعا مانگنا ہے۔ سنی گئی یا نہ سنی گئی اس کی فکر مت کرو۔ لیکن اگر ہر بات آپ نے بہت سمجھ کر خاوند کو مشورہ دینے کی کوشش کی تو وہ دن دور نہیں جب آپ کے ایک ایک لفظ کی خاوند قدر کرے''

آپ کا خاوند کے گھر میں آنا اس کے اونچے اٹھنے کا باعث ہو۔ آپ دل سے پوچھیں۔ میرے ساتھ شادی کر کے کیا میرا خاوند پہلے کی نسبت زیادہ سکھی ہے۔

کیا رشتہ برادری میں سلوک کے لحاظ سے، کیا ملک وقوم کی خدمت کے لحاظ سے، کیا اپنے کاروبار میں اور دیگر فرائض منصبی کی ادائیگی میں زیادہ سے زیادہ توجہ دینے کے لحاظ سے، اور دل کی تسکین کے لحاظ سے۔

غرضیکہ ہر پہلو میں اپنے خاوند کو پہلے کی نسبت بہتر پاتی ہوں۔ اگر واقعی بہتر پائیں تو یہ آپ کی بڑی بھاری کامیابی ہے۔

ذمہ داری نمبر......۳

﴿شوہر کی ہمیشہ شکر گزار بنکر رہیئے﴾

نبی کریم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ: ''اگر کسی نے کسی شخص کے احسان کی قدر دانی نہیں کی تو اس نے گویا اللہ کا شکر بھی ادا نہیں کیا''

اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ نعمتوں میں سے دولت بھی بلاشبہ ایک نعمت ہے اور اس کو کمانے کے لئے بے شمار تکلیفیں اور پریشانیاں اٹھانا پڑتی ہیں۔ وہ اپنی حاجات کو پورا کرنے اور آرام و آسائش کی خاطر دولت کماتا ہے اور یہ بھی چاہتا ہے کہ اگر کسی پر احسان کرے اور اس پر اپنی دولت کا کچھ حصہ خرچ کرے تو جواباً وہ اس کا احسان مند ہو اور اس کی قدر کرے۔ اس حال میں اگر مناسب انداز سے شکریہ ادا کیا جائے تو اس کی طبیعت مزید احسان و التفات کی طرف مائل ہوتی ہے..... عین ممکن ہے کہ احسان کے جواب میں تشکر سے احسان کرنا اس کی عادتِ ثانیہ بن جائے اور اسے اس میں روحانی تسکین ملے۔ اور اگر معاملہ اس کے برعکس ہو کہ اس کے احسان پر اظہار تشکر نہ کیا جائے تو عین ممکن ہے کہ آئندہ کے لئے اس کی طبیعت احسان کی طرف مائل ہی نہ ہو اور وہ اس نیکی سے یکسر محروم ہو جائے۔

حق شناسی اور شکر گزاری پسندیدہ اور نیک اخلاق میں شمار ہوتی ہیں اور انسان کو احسان اور نیکی کی جانب مائل کرنے کا بڑا ذریعہ ہیں یہاں تک کہ رب العالمین نے جو کہ بے نیاز ذات ہے اپنی نعمتوں پر شکر ادا کرنے کو نعمتوں کے اضافہ کا سبب فرمایا ہے۔

''اگر تم شکر کرو تو میں اپنی نعمتوں میں مزید اضافہ کروں گا''

خاتون خانہ اگر آپ اس بات کا احساس کریں کہ شوہر کس قدر جانفشانی سے پیسہ کماتا ہے جو بیوی اور بچوں کی ضروریات پر خرچ ہوتا ہے۔ بیوی نے شکایت کی کہ سر درد ہو رہا ہے تو ڈاکٹر سے رجوع کرتا ہے۔ کسی بھی بیماری کی صورت میں وہ اپنے آرام کو چھوڑ کر وہ اہل خانہ کے آرام اور صحت کی فکر کرتا ہے۔ اگر اس کی ان قربانیوں پر بیوی اس کی شکر گزار نہیں ہوتی تو اسے یقیناً دکھ ہوگا۔ بلاشبہ اہل خانہ کے دکھوں اور تکالیف کا مداوا کرنا اس کے عائلی

اور اخلاقی فرائض میں شامل ہے لیکن پھر بھی اس کی ان کوششوں پر اس کو شکریہ ادا کیا جانا چاہیئے اور وہ ہے بھی کس قدر فراخ دل کہ محض شکریہ کے چند کلمات پر ہی خوش ہو جاتا ہے۔ سوچئے کہ اگر کوئی آپ کو کسی خوشی کی تقریب پر یا بیماری سے صحت یاب ہونے پر پھولوں کا ایک گلدستہ پیش کر دے تو آپ کی زبان اس کا شکریہ ادا کرتے نہیں تھکتی۔ لیکن شوہر کے احسانات اور ہمدردیوں پر اس قدر بخل کیوں؟ خاتون محترم سودا بہت سستا ہے۔ محض چند کلمات کے عوض محبت...... پُرخلوص محبت۔

شکر گذاری بہترین وصف ہے:

''حضرت عبداللہ بن عمروؓ نبی پاک ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ پاک اس عورت کی طرف نگاہ اٹھا کر نہیں دیکھتے جو اپنے شوہر کی ناشکری کرتی ہے اور اس سے بے نیاز نہیں رہ سکتی۔'' (بحوالہ مجمع الزوائد ج ۴)

فائدہ: شکر گذاری بہترین وصف ہے۔ اس سے تقویت میں اضافہ ہوتا ہے۔ اپنے محسن اور منعم کا شکر گذار ہونا نعمتوں اور نوازشوں کے اضافہ کا سبب ہوتا ہے۔ جو عورت شوہر کا شکر ادا نہیں کرتی اور ہمیشہ اس کی زبان پر ناشکری رہتی ہے اور یہ سمجھتی ہے کہ میرے ساتھ ظلم اور میری حق تلفی ہو رہی ہے، تو اس کے نتیجے میں شوہر سے اس کا نبھاؤ نہیں ہوتا۔ شوہر سے اسے محبت اور مودت نہیں رہتی جس سے دونوں کے درمیان تعلقات خوشگوار قائم نہیں رہتے، یوں اچھا خاصا گھر نعمتوں اور راحتوں کے اسباب کے باوجود جہنم کا نمونہ بن جاتا ہے۔ اس لئے شریعت نے ہر ایسی چیز سے منع کیا ہے جس سے آپس کے تعلقات پر اثر پڑے، محبت پر اثر پڑے۔ عورتوں کو چونکہ اسی گھر میں زندگی گزارنی ہے۔ لہٰذا ناشکری کے کلمات زبان سے نکالنے میں احتیاط کرنی چاہئے کہ یہ خدا کی نگاہوں میں گر جانے کا باعث ہے اگر کوئی پریشانی ہو تو برداشت کرنے کی کوشش کرو۔ کل اس برداشت کے صلہ میں جنت میں مزے کرو گی، انشاء اللہ۔ (بحوالہ جنتی عورت)

شوہر کی ضرورت کا پورا کرنا عورت کا اولین فریضہ ہے:

''حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا جب شوہر اپنی عورت کو

اپنے بستر پر بلائے اور عورت نہ جائے تو فرشتے اس عورت پر صبح ہونے تک لعنت کرتے رہتے ہیں'' (بحوالہ بخاری جلد۲)

''حضرت طلق بن علیؓ کی روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا مرد جب اپنی ضرورت سے عورت کو بلائے تو عورت فوراً آجائے چاہے وہ تنور پر کیوں نہ بیٹھی ہو۔ یعنی اگر چہ وہ چولہے پر روٹی ہی کیوں نہ پکارہی ہو اور جانے سے روٹی خراب ہونے اور آگ بجھنے کا نقصان ہی کیوں نہ ہو'' (بحوالہ ترمذی، وترغیب جلد۳)

''حضرت زید بن ارقمؓ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا عورت خدا کا حق ادا کرنے والی اس وقت تک نہیں ہوسکتی جب تک کہ شوہر کا پورا حق ادا نہ کرے۔ اگر شوہر اسے بلائے اور وہ اونٹ کی پالان پر ہو تب بھی وہ انکار نہیں کرسکتی۔''

فائدہ: شوہر عورت کا نگران اور عورت اس کے ماتحت ہے۔ شوہر جب بھی اسے کسی بھی ضرورت سے خاص کر انسانی ضرورت سے بلائے یا اشارہ کرے تو عورت کا انکار کرنا اور نہ جانا، اس کی ضرورت کا پورا نہ کرنا ناجائز، حرام اور لعنت خداوندی کا باعث ہے۔ عموماً عورت اس بات کی پرواہ نہیں کرتی اور شوہر کی انسانی ضرورت کا خیال نہیں کرتی جس کی وجہ سے شوہر کی محبت اور خوشگوار تعلقات میں رخنہ اور دراڑ پڑ جاتی ہے۔ ہاں مگر عورت ماہواری سے ہو یا بیماری میں صحت کے لئے نقصان دہ ہو تو خوش مزاجی سے معذرت کرے اور سمجھا دے۔ بسا اوقات شوہر اپنی ضرورت سے بلاتا رہتا ہے اور یہ ہوں ہوں کر کے ٹالتی رہتی ہے۔ حدیث پاک میں اس پر بھی لعنت ہے۔ ان امور کا خیال رکھے تا کہ تعلقات خراب نہ ہوں کہ شوہر و بیوی کے تعلقات بڑے نازک ہوتے ہیں۔

آپ ﷺ کے نزدیک کون مبغوض عورت:

''حضرت ام سلمہؓ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا۔ مجھے وہ عورت مبغوض ہے جو اپنے گھر سے بلا اجازت شوہر کی چادر کھینچتی ہوئی شوہر کی شکایت کرتے ہوئے نکلے''

فائدہ: خیال رہے کہ ہمیشہ ہر وقت ایک ساتھ رہنے سے ضرور کچھ نہ کچھ حق تلفی ہوتی

ہے۔مختلف عوارض اور شریعت کی رعایت وخوف خدا نہ ہونے کی وجہ سے ایک دوسرے کے حقوق کا ضائع ہونا ایک معمولی بات ہے۔ پھر جبکہ ہمیشہ ایک ساتھ رہنا ہے اور ہر ایک کا فائدہ دوسرے سے وابستہ ہے۔تو ایسی صورت میں آپس میں شکایت کی بات ہو جائے، کبھی کچھ معمولی تکلیف پہنچ جائے تو زبان پر حرف شکایت نہ لانی چاہئے کہ اس سے خوشگوار تعلق (جو بہت ہی ضروری ہے اور جس کے بے شمار فوائد ومنافع ہیں) اس میں رخنہ پڑتا ہے۔ شاکی ہو کر میکہ جانے سے معاملہ خراب ہی ہوتا ہے۔عموماً عورتیں شادی بیاہ کے بعد کچھ کمی و بیشی ہو جانے پر والدین سے شوہر اور خوشدامن وغیرہ کی شکایت کرتی ہیں جس سے ازراہ محبت والدین متاثر ہو جاتے ہیں۔ پھر وہ شکایت کے ازالہ کی کوشش کرتے ہیں جس سے بسا اوقات معاملہ اور مزید بگڑ جاتا ہے۔ اس لئے حتی الامکان جہاں تک ہو سکے برداشت کرے۔ پھر کبھی سنجیدگی اور محبت کے ساتھ خوشی کے موقعہ پر اپنی تکلیف ظاہر کردے تو انشاء اللہ، شریف اور سمجھدار شوہر اس کا دفاع کرے گا۔اور خدا سے دعا بھی کرتی رہے کہ ہر ایک کا دل اس کے قبضہ میں ہے۔ (بحوالہ جنتی عورت)

شوہر سے بھلائی کا انکار کرنے سے ثواب ضائع ہو جاتا ہے:

''حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا جب عورت شوہر کے بارے میں یہ کہے کہ میں نے تم سے کوئی بھلائی نہیں پائی، تو اس کے اعمال (کے ثواب) حبط ہو جاتے ہیں۔(یعنی برباد اور ضائع)'' (بحوالہ جامع صغیر)

فائدہ: خدا کی پناہ کیسی سخت وعید ہے۔ ذرا سی ناشکری کے جملے پر اعمال ہی اکارت۔اکثر و بیشتر عورتوں کو دیکھا گیا ہے کہ جہاں شوہر سے کوئی شکایت ہوئی کوئی لڑائی و جھگڑے کی نوبت آئی، کوئی امید پوری نہیں ہوئی، کوئی تکلیف ہوگئی، فوراً کہہ دیتی ہیں کہ اس سے مجھے آرام نہیں ملا۔اس گھر میں چین نہیں ملا۔کبھی اس نے میرا خیال نہیں کیا۔کبھی اس نے مجھے کچھ نہیں دیا۔ ہمیشہ نوکر کی طرح گھٹتی رہی مگر میرا کبھی لحاظ نہیں کیا گیا۔اس قسم کے جملے بہت برے ہیں ان سے اعمال کا ثواب برباد ہو جاتا ہے۔

اکارت ہونے کا مطلب یہ ہے کہ جو نیکیاں گذشتہ کی ہیں وہ بے اثر ہو جاتی ہیں۔صحیح

بخاری کی روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے جہنم میں عورتوں کو مردوں سے زیادہ دیکھا، پوچھا تو معلوم ہوا "تکفرن العشیر" "شوہر کی ناشکری کرنے کی وجہ سے" جس شوہر نے حسب ضرورت و وسعت وحیثیت ہمیشہ دیا، کبھی کسی وجہ سے شکایت ہوگئی، عموماً ایک گھر میں آپس میں ساتھ رہنے کی وجہ سے ہو جاتی ہے تو بلا جھجک کہہ دیتی ہیں، اس سے ہم کو کبھی آرام نہیں ملا ۔ ہرگز ایسا جملہ نہ بولے۔ کوئی شکایت کی بات ہو جائے تو سنجیدگی سے حل کرے۔ اور حل نہ نکل سکے تو برداشت کرے۔ مردوں کو بھی چاہئے کہ ایسے اسباب سے احتیاط کریں تاکہ عورت کی زبان سے ایسی بات نہ نکلے۔

بلا اجازتِ شوہر نفلی روزے کی اجازت نہیں:

"حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کسی عورت کے لئے درست نہیں کہ وہ شوہر کی موجودگی میں روزے رکھے ہاں مگر اس کی اجازت سے۔ ایک روایت میں ہے کہ اس نے اگر بلا اجازت روزہ رکھا تو بھوکی پیاسی رہی اور قبول نہ کیا جائے گا۔

(بحوالہ مجمع الزوائد ج ۴)

فائدہ: عورت کو شوہر کی خدمت و رعایت کے پیش نظر نفلی روزہ رکھنے کی اجازت نہیں۔ ہوسکتا ہے کہ شوہر کو کسی وقت ضرورت پیش آجائے جو کہ اس کا حق ہے۔ البتہ وہ خود اجازت دے تو پھر روزہ رکھنا درست ہے۔ ہاں اگر شوہر گھر میں موجود نہ ہو، سفر پر ہو تو بھی اجازت ہے۔

خیال رہے کہ یہ حکم نفلی روزے کے متعلق ہے۔ رمضان کے روزے کے متعلق یہ بات نہیں۔ اگر شوہر رمضان کے روزہ کو منع کرے تب بھی چھوڑنا جائز نہیں۔ چونکہ "خدا کی نافرمانی ہو تو مخلوق کی اطاعت جائز نہیں۔" اسی وجہ سے ایک حدیث میں ہے کہ:

"عورت سوائے رمضان کے روزہ نہ رکھے جب کہ اس کا شوہر موجود ہو۔" دیکھا شریعت نے عورتوں کو کتنی تاکید کی ہے کہ وہ شوہروں کی رعایت کریں۔ اسی رعایت کی وجہ سے تو دونوں کے درمیان خوشگوار تعلقات قائم رہیں گے۔ (بحوالہ جنتی عورت)

شکریہ ادا کرنا سیکھیے:

محترمہ آپ کے شوہر آپ کے لئے یا بچوں کے لیے کیا لائے ہیں؟ اس کی قیمت کتنی ہے؟ رواج کے مطابق ہے یا نہیں؟ یہ وہ سولات ہیں جو آپ کو ناشکر گزاری پر آمادہ کر رہے ہیں، جو ملے شکریہ ادا کرنا نہ بھولئے! ممکن ہے آپ کی مرضی اور مطلوبہ چیز آئی ہو یا زیادہ قیمت والی چیز لے آئے ہوں تو کسی موقعہ پر اس کا اظہار کر دیجئے، لیکن پہلی فرصت میں تو خوشی سے شکریہ ہی ادا کیجئے۔

ہمارے نبی ﷺ کا فرمان ہے:

"من لم یشکر الناس لم یشکر اللّٰہ" (بحوالہ ترمذی شریف)

"جو لوگوں کا شکریہ ادا نہ کرے وہ اللہ کا شکر گزار بندہ بھی نہیں بن سکتا"

عموماً عورتیں دینے والے کی تعریف نہیں کر پاتیں یا اسے اچھے کلمات سے یاد نہیں کرتیں، چھپا دیتی ہیں، الٹا کہتی ہیں کہ کیا دیا ہم کو کسی نے کچھ نہیں دیا، یہ ناشکری کی بات ہے، خدا اور رسول کو پسند نہیں، جو بھی دے اس کا احسان ماننا چاہیے اور اس کا زبان سے بھی شکریہ ادا کرنا چاہیے۔

شکریہ کا مسنون طریقہ:

حضرت اسامہؓ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا جس نے کسی کو کچھ دیا اور اس نے جزاک اللہ خیراً کہہ دیا تو گویا اس نے اس کی خوب تعریف کر دی۔ (بحوالہ مشکوٰۃ شریف)

ایک روایت میں ہے کہ جس نے (کسی کے) احسان کا ذکر کیا اس نے شکر کیا۔

ایک روایت میں ہے کہ جو بندہ کا شکر گزار نہیں ہوتا وہ اللہ کا شکر گزار بھی نہیں ہوتا۔

(بحوالہ ترغیب ج ۲)

اکثر و بیشتر عورتوں کے ماحول میں دیکھا گیا ہے کہ اگر کسی سے کوئی بھلائی پہنچے یا کوئی چیز ملے تو لے کر رکھ لیتی ہیں، اس کی تعریف اور اس کا ذکر خیر تک نہیں کرتیں، اولاً اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا چاہیے اور بھلائی کرنے والے کو جزاک اللہ خیراً (خدا تم کو اچھا بدلہ دے) کہنا

چاہیے کہ یہ اس کے حق میں دعائے خیر ہے، مسنون الفاظ یہ ہیں۔

"جزاک اللہ خیراً و احسن الجزاءِ"

شکریہ ایک میٹھا بول:

خاتون محترم! یاد رکھئے آپ گھر پر رہتی ہیں آپ کو کیا معلوم پیسہ کمانا آسان کام نہیں، ہزاروں زحمتیں اور پریشانیاں اٹھانی پڑتی ہیں، انسان اپنے آرام و آسائش کی خاطر مال و دولت جمع کرتا ہے اور ذاتی طور پر اس بات سے دلچسپی رکھتا ہے، وہ اگر کسی پر احسان کرتا ہے یا کسی پر اپنی دولت خرچ کرتا ہے تو اس بات کا متمنی ہوتا ہے کہ اس کی قدردانی کی جائے اور اس سلسلے میں اظہار تشکر اس کی ترغیت و ہمت افزائی کا سبب بنتا ہے اور اسے مزید احسان اور نیکی کرنے کی جانب مائل کرتا ہے، لیکن اگر اس کی قدردانی نہ کی جائے اور اس کے احسان کو نظر انداز کر دیا جائے تو نیک کام انجام دینے میں اسے کوئی دلچسپی محسوس نہ ہوگی وہ اپنے دل میں سوچے گا کہ میں نے ایسے احسان فراموش کے ساتھ بیکار ہی یہ معاملہ کیا اور بے سبب مال و دولت اس پر خرچ کر دیا۔

حق شناسی اور شکر گزاری، پسندیدہ اور نیک اخلاق شمار ہوتے ہیں، اور انسان کو احسن اور نیکی کی جانب مائل کرنے کا ایک بہت بڑا وسیلہ ہیں، حتیٰ کہ خداوند عالم بھی جو کہ بے نیاز ہے اپنی نعمتوں پر شکر ادا کرنے والوں پر اپنی نعمتوں کو جاری رہنے کی شرط عائد کرتے ہوئے فرماتا ہے۔

"لئن شکر تم لا زید نکم" (القرآن)

"اگر شکر ادا کرو گے تو اپنی نعمتوں میں مزید اضافہ کروں گا"

خاتون محترم! آپ کے شوہر بھی ایک انسان ہیں اسے بھی قدردانی اچھی لگتی ہے، وہ زندگی کے اخراجات پورے کرتا ہے محبت سے کماتا ہے اور اس عمل کو اپنا ایک اخلاقی اور شرعی فریضہ سمجھتا ہے اور اس کو انجام دے کر لذت محسوس کرتا ہے لیکن آپ سے اس بات کا متمنی ہے کہ اس کے وجود کو غنیمت سمجھ کر اس کے کاموں کی قدردانی کی جائے، جب بھی وہ ضروریات زندگی کی چیزیں خرید کر گھر لائے تو خوشی اور مسرت کا اظہار کیا جائے۔

اگر آپ بیمار پڑ گئیں اور اس نے آپ کے علاج کے لیے کوشش کی تو صحت یاب ہونے کے بعد اس کی کوششوں کا شکریہ ادا کیجئے، اگر آپ کو تفریح کے لیے لے گیا یا سفر پر لے گیا، تو اس کا شکریہ ادا کیجئے، اگر آپ کو پیسے دیے ہیں تو اس کی قدردانی کیجئے، اس امر کا خیال رکھئے! کہ اس کے کاموں کو حقیر اور معمولی نہ سمجھئے! اس کی طرف سے بے اعتنائی نہ برتیئے، مذمت نہ کیجئے، اگر آپ اس کے کاموں کو سراہیں گی اور اس سے اظہار تشکر کریں گی، تو یہ چیز اسے اپنی شخصیت کا احساس دلانے کا باعث بنے گی اور اس کی زندگی میں جوش و خروش پیدا کرنے اور مزید خرچ کرنے کے لیے اس کی ہمت بندھانے کا سبب بنے گی، وہ زیادہ کوشش کرے گا کہ آپ کے دل کو اپنے ہاتھ میں لے لے، مرد تو صرف چند تعریفی جملوں اور مفت کے خالی تشکر کے اظہار سے ہی خوش ہو جاتا ہے اور آپ اس سے بھی دریغ کرتی ہیں، ایسا نہ کیجئے! بلکہ ''شکریہ کے الفاظ'' جزاک اللہ خیراً'' کی عادت بنا لیجئے آپ کا کوئی عزیز یا خیر خواہ کوئی معمولی سا تحفہ یا پھلوں کا ایک گلدستہ آپ کو پیش کرتا ہے تو اس کا کئی بار شکریہ ادا کرتی ہیں اور دوسروں کے سامنے تکرار بھی کرتی ہیں لیکن اپنے شوہر کے دائمی احسانوں کے عوض آپ کے منہ سے اظہار تشکر کے معمولی سے الفاظ بھی نہیں نکلتے۔

شوہر داری کے یہ طور طریقے نہیں ہیں دراصل آپ نے اپنے ذاتی مفادات کی تشخیص نہیں کی ہے، غرور اور خود پسندی بڑی بری بلا ہے، آپ سوچتی ہیں کہ شکریے کا اظہار کر کے آپ چھوٹی ہو جائیں گی، حالانکہ اس کے برعکس آپ کی محبوبیت میں اضافہ ہوگا اور آپ حق شناس اور مہذب سمجھی جائیں گی۔

قرآن کریم کے پانچویں پارے میں ارشاد الٰہی ہے:

"الرجال قوامون علی النسآء"

''مرد عورتوں پر حاکم ہیں''

ایک اللہ تعالیٰ کا نظام ہے جس کے بغیر کوئی بھی کام ناممکن ہے۔

کہ جس طرح ہر ادارے، تنظیم، کارخانے، دفتر بلکہ ہر سماجی تنظیم کو ایک ذمہ دار سرپرست کی ضرورت ہوتی ہے، خواہ اس ادارے کے افراد کے درمیان تعاون اور ہم آہنگی

بھی پائی جاتی ہو، لیکن ذمہ دار کے بغیر ادارے کا انتظام بخوبی انجام نہیں پا سکتا، ایک گھر کے نظام کو چلانا یقیناً کسی بھی ادارے سے زیادہ دشوار اور قابل توجہ ہے اور اس کے لیے ایک سرپرست کی زیادہ ضرورت ہے۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ ایک خاندان کے افراد کے درمیان آپس میں مکمل مفاہمت، تعاون اور ہم آہنگی پائی جانی چاہیے، لیکن ایک مدبر اور عاقل سرپرست کا وجود بھی اس کے لیے ضروری ہے، جس گھر میں ایک مدبر اور بااثر سرپرست نہیں ہوتا، یقینی طور پر اس گھر میں نظم وضبط کا فقدان ہوتا ہے، گھر کی سرپرستی یا تو مرد کے سپرد ہو اور عورت اس کی اطاعت کرے یا پھر عورت سرپرست ہو اور مرد اس کی فرمانبراری کرے لیکن چونکہ یہ کام مرد زیادہ بہتر طریقے سے انجام دے سکتے ہیں اس لیے ان کے جذبات پر ان کی عقل غالب نہیں آتی اس لیے خداوند حکیم ودانا نے یہ بڑی ذمہ داری مرد کے کندھوں پہ ڈالی ہے، قرآن مجید میں خداوند عالم کا ارشاد ہے:

> ''مرد عورتوں کے سرپرست ہیں، کیوں کہ خدا نے بعض افراد (مرد) کو بعض افراد (عورت) پر برتری عطا کی ہے اور چونکہ (مردوں نے عورتوں پر) اپنا خرچ کیا ہے پس نیک عورتیں اپنے شوہروں کی فرمانبرداری ہوتی ہیں۔'' (سورہ نساء)

اس بناء پر خاندان کی فلاح و بہود اسی میں ہے کہ مرد کو خاندان کے سرپرست اور بزرگ کا درجہ دیا جائے اور اس کی رائے اور مشورہ کے مطابق کام کریں لیکن اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ عورت کے مقام وعزت میں کمی آجائے گی، بلکہ گھر کے نظم وضبط اور تربیت و انتظام کے لیے یہ چیز لازم وملزوم ہے، اگر خواتین اپنے بے جا تعصب اور خام خیالات سے قطعِ تعلق کر کے غور کریں، تو ان کا ضمیر بھی، اس بات کو قبول کرے گا۔

بے موقعہ شکوہ وشکایت:

کوئی انسان ایسا نہیں جسے پریشانیوں، الجھنوں اور دشواریوں کا سامنا نہ کرنا پڑے، ہر شخص کی یہ خواہش ہوتی ہے کہ اس کا کوئی غمخوار اور محرم راز ہو جس سے وہ اپنی پریشانیوں کو

بیان کرے اور وہ اس سے اظہار ہمدردی کرے اور اس کا غم غلط کرے، لیکن ہر بات کا ایک موقع و محل ہوتا ہے، دردِ دل بیان کرنے کے لیے بھی مناسب موقع کا لحاظ رکھنا چاہیے، ہر جگہ اور ہر حالت میں شکایتیں شروع نہیں کر دینی چاہئیں، وہ عورتیں جو نادان اور خود غرض ہوتی ہیں اور شوہر داری کے آداب اور معاشرت کے رموز سے ناواقف ہوتی ہیں ان میں اتنا بھی صبر وضبط نہیں ہوتا کہ وہ اپنی پریشانیوں کو برداشت کریں اور دردِ دل کو مناسب وقت کے لئے اٹھا رکھیں، جیسے ہی بے چارہ شوہر تھکا ماندہ گھر میں داخل ہوتا ہے، ذرا دم بھی نہیں لینے پاتا کہ اسی وقت اس کی نادان بیوی شکایتوں کے دفتر کھول دیتی ہے جو گھر سے بیزار بنا دینے کے لیے کافی ہے۔

آپ انہیں بے چینیوں سے نکالیے، سکون پہنچایئے، صرف اس غرض سے کہ وہ آپ کے شوہر ہیں، انہیں راحت پہنچا کر آپ نے دنیا و آخرت کی بھلائیاں اپنے رب سے لینی ہیں، آیئے! ارشاد حبیب ﷺ سے راہنمائی حاصل کریں۔

”آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا! جو شخص اپنے کسی بھائی کے کام میں لگا ہو اللہ تعالیٰ اس کے کام میں لگ جاتے ہیں، اور جو شخص کسی مسلمان کی بے چینی دور کرے اللہ تعالیٰ اس کے صلے میں اسے قیامت کی بے چینیوں میں سے کوئی بے چینی دور فرما دیتے ہیں۔ (رواہ ابوداؤد)

خاتون محترم! شوہر داری، کا یہ طریقہ نہیں ہے، خدا کی خوشنودی اور اپنے شوہر اور خاندان کی خاطر اس قسم کی بے جا شکایتوں اور ہنگاموں سے پرہیز کیجئے، عقل مندی اور ہوشیاری سے کام کیجئے، موقع شناسی کا ہنر سیکھئے، اگر آپ کو واقعی کوئی پریشانی لاحق ہے تو صبر کیجئے، تاکہ آپ کا شوہر آرام کر لے، اس کی تھکن دور ہو جائے اس کے بعد موقع کی مناسبت سے ضروری باتیں اس سے بیان کیجئے، لیکن اعتراض کی شکل میں نہیں بلکہ اس طرح گویا آپ اس سے مشورہ لے رہی ہیں اور اس کو حل کرنے کی فکر کیجئے، اگر آپ کو شوہر سے اور اپنے خاندان سے شدید لگاؤ ہے تو چھوٹی چھوٹی باتوں اور غیر ضروری واقعات کو اس سے بیان نہ کریں اور ہر وقت کی چپقلش سے اپنے شوہر کے اعصاب کو خستہ نہ کیجئے، اس کو اس کے حال پر چھوڑ دیجئے اس کو اور بھی پریشانیاں لاحق رہتی ہیں۔

رسول خدا ﷺ فرماتے ہیں: ''جو عورت اپنی زبان سے اپنے شوہر کو تکلیف پہنچاتی ہے، اس کی نمازیں اور دوسرے اعمال قبول نہیں ہوتے خواہ ہر روز روزہ رکھے اور راتوں کو عبادت اور تہجد کے لیے اٹھے، غلاموں کو آزاد کرے، اپنی دولت اللہ کی راہ میں خرچ کرے، ایسی عورت جو بدزبان ہو اور اپنی بدزبانی سے اپنے شوہر کو رنج پہنچائے وہ سب سے پہلے دوزخ میں داخل کی جائے گی''

رسول خدا ﷺ ایک اور موقعہ پر فرماتے ہیں: ''جو عورت اپنے شوہر کو تکلیف پہنچاتی ہے'' حوریں اس سے کہتی ہیں تجھ پر خدا کی مار اپنے شوہر کو اذیت نہ پہنچا، یہ مرد تیرے لیے نہیں تو اس کے لائق نہیں وہ جلد ہی تجھ سے جدا ہو کر ہماری طرف آجائے گا۔''

(بحوالہ مشکوٰۃ، ترمذی، ابن ماجہ)

خاتون عزیز! اگر آپ کو اپنے شوہر اور زندگی سے محبت ہے تو اس غیر عاقلانہ اور غلط روش کو چھوڑ دیئے، کیا اس بات کا احتمال نہیں کہ آپ کی بے جا شکایتیں قتل و غارت گری کا باعث بن جائیں یا آپ کی خاندانی زندگی کا شیرازہ بکھر جائے۔

(بحوالہ چیدہ چیدہ از تحفہ برائے دلہن)

اپنے شوہر کی شکر گزاری کیجیے:

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

''هل جزاء الاحسان الا الاحسان'' (سورۃ الرحمٰن)

''اچھائی کا بدلہ اچھائی ہی ہوتا ہے''

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً اور موقوفاً دونوں طرح سے یہ روایت منقول ہے کہ ''اللہ تعالیٰ ایسی عورت کی طرف نظر کرم نہیں فرماتے جو شوہر کی شکر گزار نہ ہو حالانکہ وہ اس سے مستغنی نہیں ہے۔'' (بحوالہ النسائی، الحاکم)

معلوم ہوا کہ نیک بیوی وہ ہوتی ہے جو اپنے شوہر کے احسانات کا شکریہ ادا کرتی ہو جس نے پاکدامن بنانے میں اس کی مدد کی ہے، اس کی وجہ سے وہ اولاد جیسی نعمت سے بہرہ یاب ہوئی ہے اور ماں بنی ہے۔

اے میری مسلمان بہن! غیر اسلامی ممالک جیسے جاپان، اس کا معاشرتی نظام ایسا ہے کہ وہاں عورت اپنے خاوند سے بے لوث محبت کرتی ہے، خاوند کی رضا وخوشی کو اپنا نصب العین سمجھتی ہے، گھر کے اندر بھی اور باہر بھی اپنے شوہر کی رضائی جوئی کو پیش نظر رکھتی ہے، ان کے ہاں شادی کی اصل بنیاد شوہر کی اطاعت وفرمانبرداری ہے۔ بیوی اپنے خاوند کی ایک زائد اطاعت کرتی ہے، وہ اس طرح کہ وہ خاوند سے نہیں پوچھتی کہ اس نے ایسا کیوں کیا ہے؟ یا کیوں نہیں کیا ہے؟ وہ خاوند کے کسی کام میں اس کی مخالفت نہیں کرتی خواہ وہ کام اس کی خواہش کے مطابق ہو یا نہ ہو، حتیٰ کہ وہ اپنے خاوند کے سامنے بھی نہیں بیٹھتی، نہ اس کے برابر بیٹھتی ہے جب تک کہ خاوند اس کو اجازت نہ دے، عورت پر لازم ہوتا ہے کہ وہ خاوند کے سامنے ادب وآداب کو ملحوظ رکھے اور اس سے اپنی محبت کا اظہار کرے خواہ محبت حقیقی ہو یا مصنوعی۔ جب خاوند کام کاج کے لئے گھر سے نکلتا ہے تو بیوی گھر کے دروازے تک اس کے ساتھ چلتی ہے اور گرم جوشی سے اس کو الوداع کرتی ہے اور جب واپس آتا ہے تو انتہائی مسرت وخوشی سے اس کا استقبال کرتی ہے اور راحت وسکون کے تمام اسباب مہیا کرتی ہے، اور اس کے باوجود وہ اپنی اس ذمہ داری کو اپنے لئے لطف وراحت کا باعث سمجھتی ہے، اس کو اپنے لئے ذلت وغارت کا سبب نہیں سمجھتی، اس لئے کہ یہ تمام صفات اس نے اپنے باپ دادا سے وراثت میں پائی ہیں۔

یہ حال ہے اس عورت کا جو جاپان جیسے غیر اسلامی ملک میں رہتی ہے جہاں کے لوگ شریعت کی نظر میں اہل کتاب بھی نہیں ہیں، لیکن اس کے باوجود انہوں نے مادی اور معنوی اعتبار سے ایسی ترقی کی ہے کہ کوئی اور ملک اس تک نہیں پہنچ سکا، سوائے ان مسلمانوں کے جنہوں نے اپنے سابقہ دور میں بے مثال کارنامے انجام دیئے۔ (مرآۃ النساء)

جاپان کی شادی شدہ عورت کا یہ طرزِ عمل، نیک بیوی کے لئے اس کے خاوند کے احسانات کا شکریہ ادا کرنے میں ایک اچھا نمونہ ہے۔

نیک بیوی اپنے شوہر کی کیسے شکر گزار ہوتی ہے؟

اس کے متعلق ابن القریۃ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: ''مسلمان زوجہ، پاکدامن،

خوبصورت، نظیف ولطیف اور مطیع وفرماں بردار ہوتی ہے کہ اگر اس کا شوہر اس کے پاس کوئی چیز امانت کے طور پر رکھواتا ہے تو اس کو امانت دار پاتا ہے، اگر اس پر تنگی کرتا ہے تو قناعت اختیار کرتی ہے، اگر کہیں چلا جاتا ہے تو وہ اس کی محافظ ہوتی ہے۔ اپنے شوہر کو ہمیشہ خوش و خرم رکھتی ہے، اس کے پڑوسی آرام میں ہوتے ہیں، غلام وملازم محفوظ ہوتے ہیں اور اس کے بال بچے پاک صاف ہوتے ہیں، اس کی بردباری اس کی نادانی کو چھپاتی ہے اور اس کا دین اس کی عقل کو آراستہ کرتا ہے، پس وہ اس پھول کی مانند ہوتی ہے جس کے توڑنے سے اجتناب کیا جاتا ہے اور اس موتی کی طرح ہوتی ہے جو چھیدا نہ گیا ہو اور اس مشک کی مانند ہوتی ہے جو تیز نہ ہو، وہ شب بیدار، روزے دار، ہنس مکھ اور بشاشت والی ہوتی ہے، خوش حالی میں شکرادا کرتی ہے اور تنگ حالی میں صبر وقناعت سے کام لیتی ہے، پس جس کو اللہ تعالیٰ ایسی عورت عطا فرمادے وہ سعادت وفلاح سے بہرور ہو گیا۔

(بحوالہ المحاسن والاضداد)

''نیک بیوی'' وہ ہے جو اپنے شوہر کی شکر گزار ہوتی ہے، یعنی اپنے شوہر کے تمام کام خوش دلی سے کرتی ہے، کسی اکتاہٹ یا تھکاوٹ کا اظہار نہیں کرتی، ''نیک بیوی'' وہ ہے جو مصائب ومشکلات میں اپنے شوہر کا ساتھ دے کر شکرادا کرتی ہے۔ ''نیک بیوی'' وہ ہے جو اپنے شوہر کے ہر قول وفعل پر خوشی کا اظہار کر کے اس کا شکرادا کرتی ہے۔

اے میری مسلمان بہن! شکر گزاری کی اس صفت کو مدنظر رکھتے ہوئے غور کریں اور اپنے آپ سے سوال کریں کہ آیا یہ صفت آپ کے اندر پائی جاتی ہے؟ اور کیا آپ نے اس صفت کو اپنایا ہے یا نہیں؟

اگر یہ صفت آپ میں پائی جاتی ہے تو اللہ تعالیٰ کا شکرادا کریں کہ اس نے آپ کو اس کی توفیق عطا فرمائی، اور اگر بات دوسری (یعنی آپ میں یہ صفت نہیں پائی جاتی) تو یاددہانی کے لئے عرض کر دیا ہے اور مسلمان عورتوں کو نصیحت فائدہ دیتی ہے۔

بے جا شکایات سے بچیے:

زندگی مرکب ہے آسائشوں اور فرمائشوں سے، جہاں سکھ ہے وہاں دکھ بھی ہے۔

آئے دن ہمیں اپنی زندگی میں ایسی صورتوں سے واسطہ پڑتا ہے۔ کوئی انسان ایسا نہیں ہے جسے پریشانیوں اور الجھنوں کا سامنا نہ کرنا پڑے۔ ایسی صورتِ حال میں ہر شخص چاہتا ہے کہ کوئی اس کا مونس وغم خوار ہو۔ کوئی اس کا محرم راز ہو جس سے وہ اپنے دکھوں اور پریشانیوں کا اظہار کر سکے اور جواباً اس سے ہمدردی کا اظہار کرے۔ اگر مرد ایسا چاہتا ہے تو ہر عورت بھی یہی چاہتی ہے۔ مگر دانشمندی کا تقاضا یہ ہے کہ ایسی باتوں کے اظہار کے لئے مناسب وقت کا انتخاب کیا جائے۔ اگر عورت شوہر داری کے آداب سے واقف نہیں ہے تو وہ کسی مناسب وقت کا انتظار نہیں کرتی بلکہ وہ تو اس انتظار میں ہوتی ہے کہ کب شوہر گھر میں داخل ہو اور وہ شکایات کا دفتر کھولے۔ مثلاً آج آپ کے لاڈلے بچوں نے میرا ناک میں دم کئے رکھا۔ فلاں گلاس توڑ دیا اور سیٹ کا ستیاناس ہو گیا۔ کتنے پیار سے میری ماں نے لے کر دیا تھا۔ فلاں بچے نے نئے اسکول یونیفارم پر سیاہی انڈیل دی۔ فلاں بچے کو آج نزلہ ہو گیا۔ فلاں بچے کی رپورٹ اسکول سے آئی ہے کمبخت تین مضمونوں میں فیل ہے۔ سارا دن کام کر کے پاگل ہو گئی ہوں۔ اور ہاں وہ تمہاری لاڈلی بہن ''شموں بی بی'' کا فون آیا تھا کہہ رہی تھی بھائی جان آئیں تو انہیں کہیں کہ ہماری طرف چکر لگا لیں۔ کرنی ہو گی کوئی فرمائش اور یا پھر میری شکایتیں اور تمہاری بڑی بہن تو خود ہی آ دھمکی تھیں۔ مجھے تو ایسے گھور گھور کر دیکھ رہی تھی کہ کچا چبا جائے گی۔ میں نے اسے بتایا کہ ہم ایک دو روز میں قسطوں پر نئی فرج لے رہے ہیں تو جل بھن کر کوئلہ ہو گئی۔ آئی بڑی خیر خواہ ہماری۔

جی ہاں! بعض بیویاں ایسا کرتی ہیں۔ اپنے ماں باپ، بہن بھائیوں، عزیز واقارب اور رشتے داروں کی تعریفیں اور خاوند اور اس کے خاندان اور گھر کے عیب اور برائیاں! کیا آپ نے کبھی سوچا ہے کہ بے چارہ خاوند جو دن بھر اہل خانہ کی ضروریات زندگی کو پورا کرنے کے لئے محنت کرتا ہے کیا اس کے گھر آتے ہی ایسی اعصاب شکن گفتگو کرنا دانائی کا تقاضا ہے؟ وہ کام کاج سے واپس لوٹا ہے اسے آرام کرنے دیجئے۔ اسے تازہ دم ہونے دیجئے۔ وہ تمام باتیں جن کا ذکر اوپر کیا گیا ہے انہیں بہتر طریقے سے بھی کیا جا سکتا ہے۔ ان باتوں کے لئے مناسب موقع ومحل تلاش کیجئے اور پھر بات کرنے سے پہلے اسے اپنے

اخلاص اور اپنی محبت کا یقین دلایئے تا کہ وہ آپ کی باتوں کو سن کر اس کی صداقت اور اسکی معقولیت کو جانچ سکے۔ بصورت دیگر اسے یقیناً آپ کی بات سن کر دکھ ہوگا۔

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ: ''جو عورت اپنی زبان سے اپنے شوہر کو تکلیف پہنچاتی ہے اسکی نمازیں اور دوسرے اعمال قبول نہیں ہوتے خواہ ہر روز روزہ رکھے اور راتوں کو عبادت اور تہجد کے لئے اٹھے، غلاموں کو آزاد کرے اور اپنی دولت راہِ خدا میں خرچ کرے۔ ایسی عورت جو بدزبان ہو اور اپنی بدزبانی سے اپنے شوہر کو رنج پہنچائے وہ سب سے پہلے دوزخ میں داخل کی جائے گی''

نبی کریم ﷺ کا ایک اور ارشاد پاک ہے کہ: ''جو عورت اپنے شوہر کو تکلیف پہنچاتی ہے حوریں اس سے کہتی ہیں، تجھ پر خدا کی مار، اپنے شوہر کو اذیت نہ دے، یہ مرد تیرے لئے نہیں ہے۔ تو اس کے لائق نہیں، وہ جلدی ہی تجھ سے جدا ہو کر ہماری طرف آجائے گا''

ذمہ داری نمبر......۴

﴿شوہر کو ہمیشہ خوش رکھنے کی کوشش کیجئے﴾

''حضرت ام سلمہؓ سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا جس عورت کا انتقال اس حالت میں ہو کہ اس کا شوہر اس سے خوش ہو تو وہ عورت جنت میں جائے گی۔''

(بحوالہ بیہقی فی الشعب ج۶ و ترمذی شریف)

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ شوہر کی رضا اور خوشنودی جنت میں جانے کا باعث ہے۔ لہٰذا شوہر کو ناراض رکھنا، بات بات پر اختلاف اور جھگڑا کرنا، ان سے شاکی رہنا، مال یا اور دیگر سلسلے میں اسے پریشان کرنا ان کی خوشی اور ناخوشی کی پرواہ نہ کرنا، یہ سب اچھی بات نہیں اور جنتی عورت کا یہ مزاج اور شیوہ نہیں۔

بہت سی عورتوں کو دیکھا گیا ہے کہ شوہر بوڑھے اور ضعیف اور بیمار ہو جاتے ہیں تو ان کی پرواہ نہیں کرتیں۔ ان کی ضعیفانہ خدمت کی کوئی پرواہ نہیں کرتیں۔

ضعیف اور بیماری کی وجہ سے ان کو خدمت اور کھانے پینے میں وقت کے لحاظ کی

ضرورت ہوتی ہے تو عورت ایسی خدمت سے ہاتھ کھینچ لیتی ہے۔ جوانی میں حظ نفس کی وجہ سے تو موافقت کی، اب جب زمانہ خدمت کا آیا تو اس سے بچتی ہے۔ بیٹے اور بیٹی میں پڑ جاتی ہے۔ شوہر اس دنیا سے نالاں اور رنجیدہ رخصت ہوتا ہے۔ ایسی عورت جنت میں جانے کی مستحق نہیں۔ یہی حال بعض مردوں کا بھی ہوتا ہے جوانی میں تو اسے اچھی طرح رکھا اور بڑھاپے میں اسے کنارے کر دیا، اور اس سے بے پرواہی برتنے لگا یہ بدخلقی اور حق تلفی ہے۔ ایسا غرض پرست انسان جنت کے لائق نہیں۔

شوہر کو خوش رکھنے کا حکم:

"حضرت علیؓ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا اے عورتوں کی جماعت خدا سے خوف کرو اور اپنے شوہر کی خوشیوں کو پیش نظر رکھو۔ اگر عورت جان لے کہ اس کے شوہر کا کیا حق ہے تو صبح و شام کا کھانا لے کر کھڑی رہے۔" (بحوالہ کنز العمال ج ۱۶)

فائدہ: مطلب یہ ہے کہ جن باتوں سے شوہر خوش ہوتا ہے یا جو اس کی مرضی اور مزاج کے موافق ہوں۔ جس میں اسے راحت معلوم ہوتی ہو، جس کو وہ پسند کرے اور اس میں گناہ نہ ہو ان کو معلوم کرتی رہے اور انہیں کو اختیار کرے۔ مثلاً اسے پسند ہے کہ گرم کھانا ہو، گرم روٹی ہو، تو تازہ اور گرم کھانے کی رعایت رکھے۔ اسے پسند ہو کہ ناشتہ صبح جلدی مل جائے تو صبح جلد اٹھ کر اس کا انتظام کر دے۔ اسی طرح شوہر گھر میں زینت اختیار کرنے کے لئے عمدہ لباس پہننے کو کہے۔ بال چہرہ و غیرہ کو بہتر بنائے رکھنے کو کہے، تو اس میں ہرگز مخالفت نہ کرے کہ یہ اس کا حق ہے۔ یہ تو عورت بغیر کہے ہی انجام دے کہ اس میں اسی کا ہی فائدہ ہے۔ کمی ہوگی تو وہ خود پورا کریں گے۔ ہاں مگر بے پردگی کی اجازت نہیں۔

کھڑے رہنے کا مطلب یہ ہے کہ اس کے کہنے اور بولنے کا انتظار نہ کرے۔ وقت سے پہلے ہی تیار رکھے۔ بلا تقاضا حسب عادت پیش کر دے۔ یا تقاضہ پر تاخیر نہ ہو کہ ابھی کر رہی ہوں ابھی دے رہی ہوں اور شوہر انتظار کی زحمت میں پریشان رہے۔

شوہر کو خوش رکھنے کا ثواب:

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو عورت

اپنے خاوند کی آراستگی اور بھلائی کے لیے کوئی چیز اٹھاتی یا رکھتی ہے اسے اس کے عوض میں ایک نیکی کا ثواب ملتا ہے، اور ایک گناہ معاف کر دیا جاتا ہے اور ایک درجہ بلند کیا جاتا ہے اور جو عورت اپنے شوہر کو خوش رکھتی ہے اور حاملہ ہوتی ہے اسے اتنا اجر دیا جاتا ہے، جتنا رات کو عبادت کرنے والے اور دن کو روزہ رکھنے والے اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنے والے کو ملتا ہے اور جب اسے دردِ زہ لاحق ہوتا ہے تو ہر درد کے بدلے میں ایک غلام آزاد کرنے کا ثواب ملتا ہے اور جب بچہ ماں کے پستان چوستا ہے تو ہر دفعہ کے عوض میں بھی عورت کو ایک غلام آزاد کرنے کا ثواب ملتا ہے۔ (بحوالہ غنیۃ الطالبین)

خاوند کے ادب واحترام کا واقعہ

ایک بدصورت شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا اس کی بیوی نہایت خوبصورت تھی اس کے حسن جمال پر دنیا تعجب کرتی تھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا تیری عورت تیرے ساتھ کیا برتاؤ کرتی ہے اور تجھے کس نظر سے دیکھتی ہے؟ اس نے عرض کیا میری بہت قدر کرتی ہے اور میری بلا اجازت گھر سے باہر نہیں جاتی اور اسے اپنے حسن و جمال کا کوئی لحاظ نہیں بلکہ میری خدمت کی طرف دھیان ہے یہ سن کر آپ ﷺ نے فرمایا جا اس سے کہہ دے کہ وہ جنتی عورتوں میں سے ہے کیونکہ باوجود حسن جمال کے اپنے شوہر کی تابعداری کرتی ہے اس کی بدصورتی پر نہیں جاتی۔ (بحوالہ طبرانی)

بیوی پر شوہر کے حق کی مثال:

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں ایک حسین دوشیزہ حاضر ہوئی اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں جوان ہوں، لوگ مجھے شادی کے پیغامات بھیجتے ہیں لیکن مجھے شادی پسند نہیں ہے اب آپ یہ بتا دیجئے کہ میں شادی کروں یا نہیں؟ فرمایا ضرور کرو، شادی کرنے ہی میں تمہاری خیر ہے اس کے بعد دوشیزہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ مجھے یہ بتلا دیجئے کہ عورت پر شوہر کا کیا حق ہے؟ فرمایا شوہر کے حقوق تو بہت سے ہیں اس کے حقوق کا اندازہ تم اس طرح سمجھ لو کہ اگر شوہر کا جسم

سرتا بہ قدم پیپ سے سڑ رہا ہو اور بیوی اپنی زبان سے اسے چاٹے تب بھی اس کا حق ادا نہیں ہوسکتا۔ (بحوالہ احیاء العلوم)

شوہر کی خوشی کو اپنی خوشی سمجھئے:

ازدواجی زندگی بڑی اہمیت کی حامل ہے۔ ہر چیز کی طرح اس کے بھی دو پہلو ہیں، ایک مثبت اور دوسرا منفی۔ اگر مثبت پہلو کو مدنظر رکھا جائے تو شادی شدہ زندگی بہتر سے بہترین ہو جاتی ہے اور اگر اس کے منفی پہلوؤں کو مدنظر رکھا جائے تو یہ بدتر سے بدترین ہو جاتی ہے۔ اس لئے میاں بیوی دونوں کو چاہئے کہ وہ شادی کے بعد کی زندگی کو بہتر سے بہترین بنانے کے لئے ہمیشہ مثبت پہلو کو مدنظر رکھیں۔ اور یہ بات یاد رکھیں کہ غربت اور مفلسی کی خوشحال زندگی امارت کی چپقلشوں بھری زندگی سے ہزار ہا درجہ بہتر ہے۔

نئی شادی شدہ لڑکیوں کو یہ بات ذہن میں رکھنی چاہئے کہ شادی کا مقصد محض عشق اور عیاشی نہیں بلکہ یہ زندگی حقائق پر مبنی ہے، اور میاں بیوی کے لئے ضروری ہے کہ زیادہ سے زیادہ ان حقائق کے پہلوؤں پر غور کریں، تا کہ زندگی کامیاب سے کامیاب تر ہو سکے۔ اور جو صرف عشق اور عیاشی مثلاً سینما بینی اور زندگی کی دوسری رنگینیوں کی تلاش میں رہتے ہیں، ان کی زندگی آنے والے دنوں میں ناکام ہو جاتی ہے۔

آج کل کی نئی شادی شدہ لڑکیاں شادی کے بعد کی گرما گرمی کو محبت سمجھ لیتی ہیں جو کہ حقیقت میں محبت نہیں بلکہ جذبات کا ایک طوفان ہوتا ہے جو وقت کے ساتھ ساتھ کم ہوتا رہتا ہے۔ پھر اس کی شکایت کرتی ہیں کہ شوہر کو ان سے پہلے جیسی محبت نہیں رہی۔ اصل میں یہ جوانی کا جوش اور جنسی خواہشات ہوتی ہیں جب یہ خواہشات سکون پذیر ہوتی ہیں تو یہ شبہ پیدا ہوتا ہے، مگر یہ کوئی نئی بات نہیں بلکہ ہمیشہ سے ایسا ہی ہوتا چلا آ رہا ہے۔ جبکہ لڑکیاں حقیقت میں یہ بات نہیں جانتی کہ اصل ازدواجی زندگی اس وقت شروع ہوتی ہے جب نفسانی خواہشات کم ہو جائیں، اور اس وقت میاں بیوی کی باطنی خوبیوں کی وجہ سے ان کے باہمی تعلقات خوشگوار ہوتے چلے جاتے ہیں لیکن اگر دونوں میں سے ایک بھی ان خوبیوں سے محروم ہو تو آنے والی زندگی اجیرن ہو جاتی ہے۔

عورت کے ظاہری حسن اور خوبصورتی کی وجہ سے مردوں کے دل میں ان کے لئے کوئی اہمیت پیدا نہیں ہوسکتی ہاں صرف کمزور مردوں کے جذبات کو ابھار سکتے ہیں۔ اس لئے آج کل کی فیشن زدہ عورتیں جتنی کوشش وہ ظاہری حسن کو نکھارنے کے لئے کرتی ہیں اگر اس سے نصف کوشش وہ باطنی حسن پیدا کرنے کی کریں تو نہ صرف شوہروں کی نظر میں بلکہ خاندان اور معاشرے میں عزت وعظمت حاصل کرسکتی ہیں۔

جوان عورتوں کے لئے آرائش اور زیبائش منع نہیں مگر ان کی نمائش منع ہے، کیونکہ یہ شرفاء کا کام نہیں ہے، اس لئے جتنا ممکن ہو اس سے احتراز کیا جائے۔

عورت شوہر کی خوشی کو اپنی خوشی سمجھے اور اس کی خدمت اور تابعداری کرنے میں خوشی محسوس کرے۔ کیونکہ اگر عورت شوہر کی خدمت گزار ہوگی تو اسی میں اس کی بہتری ہے۔ اس لئے عورت شوہر کے گھر میں داخل ہوتے وقت خندہ پیشانی سے اس کا استقبال کرے، کیونکہ عورت کی ایک مسکراہٹ شوہر کے سارے دن کی تھکاوٹ اور پریشانی کو ختم کردیتی ہے۔

دنیا میں مرد کی ترقی کا راز کامیاب اور خوشگوار گھریلو زندگی میں ہے:

بیوی شوہر کی لائی ہوئی چیز میں عیب جوئی نہ کرے بلکہ دیکھتے ہی ان کی تعریف اور خوشی کا اظہار کرے ورنہ دوسری صورت میں شوہر رنجیدہ ہوگا۔

میٹھی زبان ایسا جادو ہے جو ہر عورت کے پاس ہونا چاہئے۔ عورت کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ وہ خاوند کے رشتہ داروں کی عزت کرے اور ان سے تواضع سے پیش آئے۔

دنیا میں مرد کی ترقی کا راز کامیاب اور خوشگوار گھریلو زندگی میں ہے۔ کیونکہ خوشگوار گھریلو زندگی دنیا کی سب سے بڑی نعمت ہے۔ اور عورتوں کی پرلطف زندگی کا انحصار اپنے شوہروں کے ساتھ اچھے تعلقات پر مبنی ہے۔ اس لئے حقیقت یہ ہے کہ جن میاں بیوی کے تعلقات آپس میں خوشگوار ہوں ان کو دنیا میں ہی جنت کا لطف حاصل ہوتا ہے۔

ازدواجی زندگی عورت کی خوبصورتی اور مرد کی دولت وعظمت کی وجہ سے خوشگوار نہیں ہوتی بلکہ اس کے لئے ان کے باہمی تعلقات کا خوشگوار ہونا اور ایک دوسرے کا مزاج آشنا ہونا ضروری ہے۔ آج کل کی لڑکیاں اپنی خوبصورتی کی وجہ سے چند دن تک اپنے شوہروں کو

اپنا گرویدہ بنالیتی ہیں لیکن جیسے ہی جنسی جذبات سرد ہوتے ہیں تو شوہر کی محبت بیوی کے لئے کم ہو جاتی ہے۔ اس کے برعکس وہ عورتیں جو خود کو اپنے شوہروں کے مزاج کے موافق ڈھال لیتی ہیں، ان کے لئے ساری زندگی ان کے شوہر کی محبت کم نہیں ہوتی۔

چنانچہ ہر شادی شدہ عورت کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنے شوہر کے مزاج کو سمجھے اسی طرح مردوں کے لئے بھی ضروری ہے کہ وہ اپنی بیویوں کے مزاج اور طبیعت کو سمجھیں۔ جن میاں بیوی میں ایک دوسرے کے مزاج سمجھنے اور اپنے فرائض بخوبی نبھانے کی صلاحیت موجود ہو، دن بدن ان کے تعلقات بہتر ہوتے جاتے ہیں اور ان کی مشترکہ محبت والفت کی وجہ سے گھر جنت نظیر بن جاتا ہے۔

شادی شدہ زندگی کو خوشحال بنانے کے لئے عورت کا تحمل سے کام لینا اور آپس کی غلطیوں کو نظر انداز کرنا بہت ضروری ہے۔ کیونکہ غلطیوں پر نکتہ چینی کی وجہ سے حالات خراب ہو جاتے ہیں۔

عورتوں کا مزاج فطرتاً شکی ہوتا ہے، وہ اپنے شوہر کی اضافی مصروفیت یا کسی اور وجہ سے شک کرتی ہیں کہ ان کا شوہر اس کی بجائے کسی اور سے محبت کرتا ہے۔ اسی شک کی وجہ سے عورتوں کی زندگی بے مزہ اور خوشحال گھریلو زندگی متاثر ہو جاتی ہے۔

ناشکرا پن بھی خوشحال گھریلو زندگی کو ناخوشگوار بنانے کا باعث بنتا ہے۔ میاں بیوی کو شادی کے ذریعے جو راحتیں اور سہولتیں ملتیں ہیں وہ ان کو نظر انداز کر دیتے ہیں۔ شادی کے بعد مرد کو اگر گھریلو زندگی میں راحت اور آرام حاصل ہوا ہے تو عورت کی زندگی بھی آسائشوں سے پر ہوتی ہے۔ سب سے بڑی سہولت عورت کو ایک قسم کی خودمختاری کا حاصل ہو جانا ہے۔ مگر وہ دونوں ہی ان کو نظر انداز کر دیتے ہیں جو رشتہ ازدواج میں بندھنے کے بعد حاصل ہوتے ہیں۔ لیکن وہ شکایتوں پر اتر آتے ہیں، جو خوشحال شادی شدہ زندگی میں الجھنیں پیدا کرتی ہیں۔

بہترین عورت کی ایک صفت یہ ہے کہ جب شوہر کی اس پر نظر پڑے تو وہ اس کو خوش کر دے

رسول اللہ ﷺ نے بہترین عورت کی ایک صفت یہ بیان فرمائی کہ جب شوہر کی اس پر نظر پڑے تو وہ اس کو خوش کر دے، یہ ایسی خوبی ہے جس کے ذریعہ ایک ایمان دار پرہیز گار عورت خوش حال اور خوشگوار ازدواجی زندگی حاصل کر سکتی ہے اور اپنے شوہر کی محبّ اور محبوب بن سکتی ہے۔

قابل احترام مسلمان بہن! ہر عقل مند انسان، خواہ وہ مرد ہو یا عورت، یہ تمنا اور خواہش رکھتا ہے کہ اسے اخلاق میں کمال اور برتری حاصل ہو، اسلام آیا ہی اس لئے ہے تاکہ انسان روحانی، عقلی، جسمانی اور اخلاقی ہر اعتبار سے درجۂ کمال کو حاصل کرے، بناء بریں آپ کو بھی چاہئے کہ ہر ایسی چیز تلاش کریں جو آپ کے مظہر کی تکمیل کا سبب ہو اور اس کو حدود خداوندی میں رہتے ہوئے استعمال کریں، جیسے مہندی لگانا، سرمہ لگانا، سونے چاندی کے زیورات پہننا، عمدہ لباس زیب تن کرنا وغیرہ، جس کی اللہ تعالیٰ نے اجازت دی ہے۔ بس نیک بیوی وہی ہے جو شوہر کی نظر پڑتے ہی اس کو خوش کر دے اور اس کے دل کو باغ و بہار کر دے۔

غور کیجئے! مرد دنیا کے کام کاج کے لئے گھر سے نکلتا ہے، اپنے جسم اور ذہن کو تعب اور مشقت میں ڈالتا ہے، اس سلسلہ میں اس کو طرح طرح کی پریشانیاں اٹھانا پڑتی ہیں، اور بے چینی سے منتظر ہوتا ہے کہ کب گھر واپس آکر سکھ کا سانس لے اور آرام کرے، پھر جب وہ ان مشقتوں کو جھیلنے کے بعد گھر آئے اور گھر آکر اپنی بیوی کی طرف سے کوئی خوش کن بات نہ دیکھے تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ وہ تعلق زوجیت کے پہلے مرحلہ ہی میں ناکام ہو گئیں۔ اب ذہن میں یہ سوال ابھرتا ہے کہ اس ناکامی کا آخر سبب کیا ہے؟ حقیقت امر یہ ہے کہ خاوند بسا اوقات کسی پریشانی کا شکار ہوتا ہے، وہ اپنے قول یا عمل سے

کوئی نہ کوئی طریقہ ڈھونڈتا ہے کہ اس پر غضبناک ہو، لیکن جب وہ گھر واپس آتا ہے اور اپنی بیوی کی طرف سے کوئی ایسی بات پاتا ہے جس سے اس کو فرحت وسُرور اور شرح صدر (دل کو سکون) حاصل ہو تو وہ بہت جلد اپنی ذہنی پریشانی اور جسمانی تھکان کو بھول جاتا ہے۔

معلوم ہوا کہ خاوند کے دل میں بیوی کی محبت کا قوی ترین سبب یہ ہے کہ بیوی خاوند کی نظر پڑتے ہی اس کو خوش کر دے، محبوب کو اچھی اور عمدہ ہیئت وشکل میں دیکھنا دل میں محبت کے جم جانے کا قوی سبب ہے۔ لہٰذا ایک مسلمان عورت کے لائق یہ ہے کہ وہ اس بات کی بھرپور احتیاط کرے کہ کہیں شوہر کی نظر ایسی چیز پر نہ پڑے جس کو وہ ناپسند کرتا ہو، خواہ وہ نفرت آمیز منظر ہو یا قابلِ کراہت کوئی اور چیز ہو۔ اس سلسلہ میں اسلاف کے عمل سے رہنمائی لینی چاہئے۔ چنانچہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: میں اپنی بیوی کے لئے اسی طرح آراستہ ہوتا ہوں جس طرح وہ میرے لئے آراستہ ہوتی ہے اور میں یہ پسند نہیں کرتا کہ اپنے تمام حقوق اپنی بیوی سے وصول کروں کیونکہ پھر وہ بھی اس بات کی مستحق ہوگی کہ مجھ سے اپنے تمام حقوق وصول کرے، اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

"ولهن مثل الذی علیهن بالمعروف" (سورۃ البقرہ: ۲۲۸)

"یعنی عورتوں کے لئے بھی حقوق ہیں جو کہ مثل ان ہی حقوق کے ہے
جو ان عورتوں پر ہیں قاعدہ (شرعی) کے موافق۔"

آپؓ کی مراد ایسی زینت وزیبائش ہے جو گناہ سے خالی ہو۔

(بحوالہ تعلیق القرطبی فی تفسیرہ)

مؤرخین نے ایک واقعہ ذکر کیا ہے کہ ایک مرتبہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کی عدالت میں ایک عورت نے اپنے شوہر کے خلاف مقدمہ کر دیا، جب عدالتِ فاروقی میں وہ اپنے شوہر کے ساتھ حاضر ہوئی تو شوہر کی ظاہری حالت اچھی نہ تھی، پراگندہ بال، غبار آلود چہرہ، ہیئت وشکل نفرت آمیز۔ عورت نے کہا: اے امیر المؤمنین! میں اس کے ساتھ نہیں رہنا چاہتی، میں اس کی بیوی نہیں، یہ میرا شوہر نہیں۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اس کی گفتگو سے بھانپ گئے کہ عورت کو اپنے شوہر کی ظاہری شکل وصورت سے کراہت ہے، آپؓ نے

اس کے خاوند کو حکم دیا کہ جاؤ! خوب صاف ستھرا ہو کر اور آراستہ و پیراستہ ہو کر آؤ، چنانچہ وہ گیا، اس نے سر کے بال درست کیے، ناخن تراشے، اپنی ہیئت وصورت کو اچھا بنایا، پھر آپؓ کی خدمت میں حاضر ہو گیا، حضرت عمرؓ نے اس کو اپنی بیوی کے پاس جانے کا حکم دیا، وہ گیا تو عورت نے اس کو اجنبی سمجھا اور اس سے پہلو تہی کرنے لگی، پھر جب پہچان ہوئی تو اس کو قبول کر لیا اور اپنے دعویٰ سے رجوع کر لیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''تم بھی ان عورتوں کے لئے زینت اختیار کرو، کیونکہ خدا کی قسم! وہ بھی چاہتی ہیں کہ تم ان کی خاطر زیبائش کرو، جس طرح تم چاہتے ہو کہ وہ تمہارے لئے زینت وآرائش اختیار کریں''

معلوم ہوا کہ زیب وزینت شوہر اور بیوی دونوں کے لئے ضروری ہے۔

اے میری مسلمان بہن! شوہر کے آنے سے پہلے اپنے کپڑوں کو دیکھ لیا کرو، اپنے آپ سے یہ سوال کیا کرو کہ میرا شوہر جب مجھے اس ہیئت وشکل میں دیکھے گا تو خوش ہوگا؟

اس میں کوئی شک نہیں کہ ہر عورت اس کا جواب یقینی طور پر جانتی ہے۔ ہر خوبصورت چیز کی محبت ہر مرد کی فطرت اور سرشت میں رکھی گئی ہے۔ ہاں! جس کی فطرت ہی بدل چکی ہو اور ہر قبیح چیز کے پیچھے دوڑتا ہو، وہ مستثنیٰ ہے۔

جس وقت مرد اپنے گھر میں داخل ہوتا ہے اور اپنی بیوی کو شاندار اور دل کش صورت میں دیکھتا ہے تو عورت کو اس کی محبت ومیلان کا احساس ہو جاتا ہے اور وہ اس کی تھکان کا اندازہ کر لیتی ہے۔ بعض عورتیں اس سلسلہ میں گھر کے کام کاج کا عذر کرتی ہیں کہ کھانا پکانا ہوتا ہے، کپڑے دھونے ہوتے ہیں اور کئی کام سر پر سوار ہوتے ہیں، لہٰذا ہم کیسے اپنے شوہروں کا استقبال کریں اور ان کو خوش آمدید کہیں؟

ایسی عورتوں کو چاہئے کہ اپنے تمام کام شوہر کے آنے سے پہلے نمٹا دیا کریں، اگرچہ اس کے لئے مشقت اٹھانا پڑے، کیونکہ اس کا جو ثمرہ حاصل ہوتا ہے وہ اس مشقت سے عظیم تر ہے، اس میں قیاس آرائی کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔

لیکن جب وہ گھر میں پہنچ کر ایسی کوئی بات، جس سے اس کا دل شاد وآباد ہو، نہیں پاتا تو بڑی تیزی سے پریشان کن شیطانی وساوس اور خیالات اس کو گھیر لیتے ہیں، فوراً اس کی نگاہ

دوسری آوارہ عورتوں کی طرف اٹھنے لگتی ہے اور ان میں حسن و جمال کو تلاش کرتی ہے، اور بیوی اس کی نظر میں اچھی نہیں رہتی۔

مسکراہٹ کی یاد مرد کے ذہن میں ہمیشہ باقی رہتی ہے:

اے میری مسلمان بہن! تیرے لبوں پر مسکراہٹ ہمیشہ کھیلتی رہے، جب بھی تیرا شوہر تجھے دیکھے تو مسکرا رہی ہو۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ مسکراہٹ کی یاد مرد کے ذہن میں ہمیشہ باقی رہتی ہے۔ یہ مسکراہٹ ایسی عجیب چیز ہے کہ بسا اوقات سارے گھر میں سعادت و خوشیوں کے پھول بکھیر دیتی ہے، یہ ایسی خوبصورت چیز ہے کہ سارے دن کی تھکان اور مشقت کے بعد مرد اسے اپنی بیوی میں دیکھنا چاہتا ہے۔

اے میری مسلمان بہن! یاد رکھیئے! چہرے کے اچھے یا برے آثار و نقوش کو لباس اور زیورات سے بھی زیادہ اہمیت حاصل ہے، خاوند جب اپنی بیوی کے چہرے پر خوشی کے آثار دیکھتا ہے تو زبان سے زیادہ اس کا گہرا اثر پڑتا ہے، اس کے ذہن میں فوراً یہ خیال آتا ہے کہ اس کی بیوی اس پُر خلوص مسکراہٹ کے ذریعہ مجھے کہتی ہے کہ میں آپ کے آنے پر بے حد خوشی محسوس کر رہی ہوں، آپ کے دیدار سے مجھے مسرت و فرحت حاصل ہو رہی ہے، بلکہ عین ممکن ہے کہ یہ اظہارِ تبسم آخرت میں بھی نیکی کا ذریعہ بنے، اس لئے کہ تبسم (مسکرانا) کو بھی صدقات میں شمار کیا گیا ہے جس کا ثواب تمہارے نامۂ اعمال میں لکھا جائے گا۔

رسول اللہ ﷺ کا فرمان عالی شان ہے، آپ ﷺ نے فرمایا:

”تبسمک فی وجه اخیک لک صدقة“

(بحوالہ بخاری شریف)

”یعنی آپ کا اپنے بھائی کے سامنے مسکرانا بھی آپ کے لئے صدقہ ہے“

حکماء نے بھی یہی لکھا ہے کہ عورت اسی پُر خلوص اور صاف ستھری اور سچی مسکراہٹ کے ذریعہ ہر دل عزیز بن سکتی ہے۔

حضرت عروۃ بن الزبیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ”مجھے معلوم ہوا ہے کہ حکمت کی باتوں میں سے یہ بھی مرقوم ہے“ کہ ”اے میرے بیٹے! ہر ایک کے ساتھ خندہ پیشانی سے

پیش آؤ اور لوگوں سے اچھی باتیں کرو، لوگوں کی نظر میں سب سے زیادہ محبوب ہو جاؤ گے اور یہ اس سے بہتر ہے کہ تم ان کو کوئی عطیہ و ہدیہ دو۔"

حبیب بن ابی ثابت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"آدمی کے حسن اخلاق میں سے ہے کہ وہ اپنے صاحب سے مسکراتا ہوا بات کرے"

اے میری مسلمان بہن! تیری زندگی بشاشت سے معمور ہو، تیری خندہ روئی تیرے خاوند کے دل کو مسرور کر دے اور گھر کے اندر فرحت وسُرور کا سامان پیدا کر دے۔

خوب جان لے کہ اس ابتسام اور بشاشت کا سب سے زیادہ حق دار تیرا شوہر ہے۔

ذمہ داری نمبر......۵

﴿شوہر کے مزاج کو سمجھنے کی کوشش کیجئے﴾

شادی شدہ زندگی کی خوشگواری دنیا میں بہت بڑی چیز ہے، کیونکہ دنیا میں وہی مرد ترقی کی منزلیں طے کرتے ہیں۔ جن کی گھریلو زندگی خوشگوار ہوتی ہے اور وہی عورتیں زندگی کا لطف حاصل کرتی ہیں، جن کے شوہروں کے ساتھ تعلقات اچھے ہوتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ اُن میاں بیوی کو دنیا میں ہی جنت کا لطف حاصل ہوتا ہے، جن کے آپس میں تعلقات خوشگوار ہوتے ہیں۔

ازدواجی زندگی کو نہ تو عورت کی خوبصورتی خوشگوار بنا سکتی ہے اور نہ ہی مرد کی دولت اور عظمت، بلکہ ان عورتوں اور مردوں کے گرہستی تعلقات خوشگوار بناتے ہیں جو ایک دوسرے کے مزاج اور طبیعت کو سمجھنے کی سوجھ بوجھ رکھتے ہوں۔ حقیقت یہ ہے کہ جس سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ آج کل کی نئی شادی شدہ لڑکیوں کی خوبصورتی صرف چندروز ان کے شوہروں کو ان کا گرویدہ بنائے رکھتی ہے۔ لیکن جوں ہی جنسی جذبات کا طوفان سرد ہوتا جاتا ہے تو شوہر کے لئے بیوی میں پہلی جیسی کشش باقی نہیں رہتی۔ لیکن وہ عورتیں جو شوہروں کے مزاج اور طبیعت کو سمجھ کر اپنے آپ کو شوہروں کے مزاج کے مطابق سانچے میں ڈھال لیتی ہیں اور شوہروں کی طبیعت کو سمجھ جاتی ہیں۔ وہ ہمیشہ ہی اپنے شوہروں کے لئے کشش کا باعث بنی رہتی ہیں۔

ہر شادی شدہ عورت اپنے شوہر کی مزاج دان بنے:

ہر شادی شدہ عورت کو چاہیئے کہ وہ مزاج دان بنے، اسی طرح مردوں کو بھی چاہیئے کہ وہ اپنی بیویوں کی طبیعت کی افتاد کو سمجھیں۔ طبیعت شناسی بھی بہت ضروری ہے۔ جن میاں بیوی میں مزاج دانی کی صلاحیت اور مندرجہ ذیل فرائض کو بخوبی نبھانے کی صلاحیت ہوتی ہے۔ ان کے تعلقات دن بدن بہتر ہی ہوتے چلے جاتے ہیں اور دونوں کی مشترکہ محبت و

الفت سے گھر بہشت کا نمونہ بن جاتا ہے۔

☆ شادی شدہ زندگی کو خوشگوار بنانے کے لئے عورت کو تحمل سے کام لینا چاہیئے اور ایک دوسرے کی غلطیوں کو نظر انداز کر دینا چاہیئے۔ کیونکہ غلطیوں پر نقطہ چینی کی وجہ سے حالات بد سے بدتر ہوتے چلے جاتے ہیں۔

☆ عورتیں فطرتاً شکی مزاج ہوتی ہیں۔ وہ اپنے شوہروں کی غیر معمولی مصروفیت یا کسی اور وجہ سے یہ سمجھ بیٹھتی ہیں کہ اُن کا شوہر کسی اور سے محبت کرنے لگا ہے۔ یہ شک وشبہ عورتوں کی زندگی کو بے مزہ کر دیتا ہے اور خوشگوار زندگی میں ناگواری کی فضا پیدا ہو جاتی ہے۔

☆ عورت ومرد کی زندگی کو ناخوشگوار بنانے والی ایک چیز ناشکرا پن بھی ہے۔ دونوں کو ایک دوسرے کے ذریعے سے جو راحتیں حاصل ہوتی ہیں۔ وہ ایک ساتھ رہتے ہوئے اُن کو بھول جاتے ہیں۔ مرد کو اگر شادی کے بعد گھریلو زندگی کا آرام حاصل ہوتا ہے تو عورت کو راحت کے جملہ سامان میسر آجاتے ہیں۔ اسے ایک قسم کی خود مختاری سی حاصل ہو جاتی ہے۔ لیکن دونوں ہی ساتھ رہتے رہتے ان سکھوں کو بھول جاتے ہیں جو شادی شدہ زندگی سے حاصل ہوئے ہیں۔ بلکہ شکایتوں پر اتر آتے ہیں۔ جس سے شادی شدہ زندگی میں الجھنیں پیدا ہو جاتی ہیں۔

☆ ازدواجی زندگی بڑی ہی نازک چیز ہے۔ اگر تاریک پہلوؤں پر نظر رکھی جائے تو زندگی خراب ہوتی چلی جائے گی اور روشن پہلوؤں پر غور کیا جائے تو ازدواجی زندگی بھی روشن اور درخشاں بن جائے گی۔ اس لئے ضروری ہے کہ میاں بیوی دونوں ہی ازدواجی زندگی کو خوشگوار بنانے کی کوشش کریں۔ یہ بات بھی نہیں بھولنی چاہیئے کہ غریبی کی خوشگوار زندگی امارت کی چپقلشوں سے بھری ہوئی زندگی سے ہزار درجہ بہتر ہے۔

☆ نئی شادی شدہ لڑکیوں کو یہ بات ہمیشہ پیش نظر رکھنی چاہیئے کہ شادی زندگی کی عشق بازی یا رنگین زندگی کا نام نہیں ہے۔ بلکہ شادی شدہ زندگی حقائق پر مبنی ہے۔ جو

میاں بیوی جتنے زیادہ حقائق کے پہلوؤں پر غور کرتے ہیں۔ان کی زندگیاں اتنی ہی کامیاب ثابت ہوتی ہیں اور جو میاں بیوی سینما فلم جیسی رنگین زندگیوں کی تلاش میں رہتے ہیں۔ان کی زندگی آگے چل کرنا کام ہو جاتی ہے۔

☆ نئی شادی شدہ لڑکیوں کا یہ کہنا بھی درست ہے کہ شادی کے ابتدائی دنوں میں ان کے شوہر جس گرما گرمی کا اظہار کرتے ہیں۔وہ بعد میں باقی نہیں رہتی۔یہ کوئی نئی اور اہم بات نہیں ہے۔ہمیشہ سے یہی ہوتا آیا ہے۔جب جوانی کا جوش کم ہو جاتا ہے اور جنسی خواہشات سکون پا جاتی ہیں،اصل میں ابتدائی زمانہ کی گرما گرمی کو محبت سمجھ لیا جاتا ہے۔حالانکہ یہ محبت نہیں ہے۔بلکہ جذبات کا ایک طوفان ہوتا ہے۔ان کو معلوم ہونا چاہیئے کہ صحیح معنوں میں شادی شدہ زندگی اس وقت سے شروع ہوتی ہے،جب نفسانی خواہشات کا طوفان گھٹ جاتا ہے۔اس وقت میاں بیوی میں باطنی جوہر ہوتے ہیں۔جو ان کے آپس کے تعلقات دن بدن خوشگوار ہوتے چلے جاتے ہیں۔لیکن اگر ان میں کوئی ایک بھی باطنی خوبیوں سے محروم ہے تو آگے چل کر زندگی بے مزہ ہو جاتی ہے۔

☆ عورت کی ظاہری خوبصورتی اور بناؤ سنگھار مردوں کے کمزور جذبات کو تو ابھار سکتا ہے۔لیکن مردوں کے دلوں میں یہ چیز کوئی وقعت پیدا نہیں کر سکتی۔اس لئے آج کل کی فیشن زدہ عورتوں کا کہنا ہے کہ جتنی ظاہری حسن کو نکھارنے کی وہ کوشش کرتی ہیں،اتنی ان کی حوصلہ افزائی نہیں ہوتی۔اگر اس سے نصف کوشش وہ باطنی خوبیاں پیدا کرنے کے لئے کریں تو ان کو نہ صرف شوہروں کی نظر میں بلکہ سارے خاندان میں بڑی عزت اور عظمت حاصل ہو سکتی ہے۔

☆ جوان عورتیں اور لڑکیاں آرائش کریں لیکن سر بازار حسن کی نمائش نہ کریں۔سرِ بازار بن سنور کر جانا شریف عورتوں کا کام نہیں ہے۔ہر شریف لڑکی اور عورت کو حتی المقدور اس چیز سے بچنا چاہیئے۔

☆ عورت کو خاوند کی خدمت اور تابعداری میں مسرت محسوس کرنی ہوگی۔خاوند کی

خوشی کو اپنی خوشی سمجھنا ہوگا۔ اگر عورت خادم بنے گی تو یقیناً وہ اپنے شوہر کو بھی خادم بنا سکے گی۔ شوہر کے گھر میں داخل ہونے پر اس کا خندہ پیشانی کے ساتھ استقبال کرنا چاہیئے۔ عورت کی مسکراہٹ شوہر کے تمام دن کی محنت و مشقت کی تھکاوٹ اور پریشانی کو چند منٹوں میں دور کردے گی۔

☆ شوہر اگر گھر میں کوئی چیز لائے مثلاً پھل، مٹھائی، کپڑا وغیرہ تو دیکھتے ہی خوشی کا اظہار کرنا چاہیئے۔ اس کی قدر کرنی چاہیئے۔ بعض عورتیں ان چیزوں میں ہزار عیب نکالتی ہیں۔ ایسی باتیں شوہر کو رنج پہنچانے کے سوا کچھ فائدہ نہیں پہنچا سکتی۔

☆ شیریں زبان ایک ایسی طاقت ہے۔ جس سے ہر عورت کو مسلح ہونا چاہیئے۔ تابعداری تسخیر کا دوسرا ہتھیار ہے۔ شوہر کو قابو میں کرنے کے لئے سب سے بڑا راز اس کی رضا جوئی ہے۔ پس جو عورت خاوند سے کڑوی بات نہیں کرتی۔ اس کی تابعداری کرتی اور اس کی ہر خوشی کو اپنی خوشی سمجھتی ہے۔ وہ آہستہ آہستہ وحشی سے وحشی شوہر کو بھی رام کرنے میں کامیاب ہو جاتی ہے۔ جس گھر میں بات بات پر لڑائی ہوتی ہے۔ وہاں اگر اس نسخہ کو استعمال کیا جائے تو حیرت انگیز تبدیلی نظر آئے گی۔

☆ مرد سے ہر خواہش کا منظور کرا لینا اور اپنی بات منوا لینا، یہ عورت کی عقلمندی اور معاملہ فہمی پر منحصر ہے۔ وقت اور موقع دیکھ کر طریقہ سے بات چھیڑی جانی چاہیئے۔ نیز عورت کو اپنے شوہر کے رشتہ داروں اور عزیزوں کی مناسب عزت کرنا اور تواضع کرنا عورت کا فرض ہے۔

بیوی اپنے آپ کو شوہر کے مزاج پر ڈھال دے:

ایک عورت کیسی ہی خوبصورت اور نیک سیرت کیوں نہ ہو لیکن اس کی یہ خوبیاں بالکل بے کار ہیں، اگر وہ شوہر کی مزاجداں نہیں ہے۔ جب تک بیوی کو یہ معلوم نہ ہو کہ اس کا شوہر کن چیزوں اور کن باتوں کو ناپسند کرتا ہے، اس وقت تک وہ اسے کس طرح خوش کر سکتی ہے، جس عورت کو یہ خبر نہ ہو کہ اس وقت شوہر خفا ہے یا خوش، افسردہ ہے یا شگفتہ وہ کیوں کر

اس کے دل پر قابض ہوسکتی ہے، جو عورت یہ نہیں جانتی کہ شوہر سے کس وقت بات چیت کرنی چاہیے، کس وقت اسے خاموش چھوڑ دینا چاہیے، کب اس سے کس چیز کی فرمائش کرنی چاہیے، کب اپنی شکایات اس سے بیان کرنی چاہئیں تو وہ اپنی زندگی کیوں کر آرام سے گزار سکتی ہے۔قدرت نے ہر شخص کو تھوڑی بہت فراست اور قیافہ شناسی کی مناسبت عطا کی ہے بعض لوگ تو ایسے تیز فہم ہوتے ہیں کہ راہ چلتے آدمیوں کا چہرہ دیکھ کر ان کے دلی خیالات معلوم کر لیتے ہیں، ممکن ہے کہ ایک عورت ایسی زود فہم اور تیز طبع نہ ہو، لیکن پھر بھی وہ اس شخص کے متعلق بہت کچھ معلوم کرسکتی ہے جو ہر وقت اس کے پیش نظر رہتا ہے، اور جس کے متعلق وہ بار بار معلوم کر چکی ہے کہ غصہ کے وقت اسکے چہرہ کا رنگ، آنکھوں کی گردش، لب ولہجہ کا اندازہ کیا ہوتا ہے، اور خوشی کے وقت کیا، افسردگی کے وقت وہ کیسا خاموش وسرنگوں نظر آتا ہے۔اور شگفتگی کے وقت وہ کس طرح بے ضرورت باتیں کرتا ہے، اور ہنس مکھ بن جاتا ہے، بھوک کے وقت وہ کس عالم میں ہوتا ہے، بھوک نہ ہو تو اس کی بے پروائی کا اندازہ کیا ہوتا ہے، اگر کوئی بات اس کے دل کو ناگوار ہوتی ہے تو اخفائے حال کے باوجود اس کے انداز گفتگو اور شیریں آواز میں تغیر محسوس ہوتا ہے۔

ان تمام باتوں پر اور شوہر کی دیگر تمام کیفیات پر غور کرتے رہنے سے میاں بیوی کا ایک دوسرے کے متعلق ایسا زبردست ملکہ پیدا ہوسکتا ہے کہ ایک بات کہے بغیر دوسرا اس کا مطلب سمجھ سکتا ہے، مزاجداں بیوی کی زندگی ہمیشہ کامیاب اور مسرتوں سے لبریز رہتی ہے، وہ شوہر کو ناراض ہونے کا موقع ہی نہیں دیتی، اور وہ جو کچھ چاہتی ہے شوہر اس کی تعمیل کے لئے مجبور ہوتا ہے۔پس نہایت ضروری ہے کہ بیویاں سب سے پہلے شوہر کی قیافہ شناسی اور مزاجدانی میں مہارت پیدا کریں۔شادی ہونے کے بعد بیویوں کو غور کرنا چاہئے کہ شوہر کی عام عادات کیا ہیں، مثلاً وہ کھانے کے مسئلہ پر غور کرے اور دیکھے کہ کون کون سی غذائیں مرغوب ہیں اور کس قسم کے پکے ہوئے کھانے کو وہ زیادہ پسند کرتا ہے آب ونمک کے متعلق اس کا مزاج کیا ہے اور اس کا یہاں تک اہتمام کرے کہ کسی دوسرے کی نگرانی میں پکا ہوا شائد اسے پسند نہ آئے، اس طرح اس کے ہاتھ منہ دھونے، ناشتہ کرنے، کھانا

کھانے، وغیرہ کے اوقات کو اچھی طرح ذہن نشین کرلے اوران اوقات کا پورا لحاظ رکھے۔

ان ظاہری عادات و معلومات سے پوری واقفیت بہم پہنچانے کے ساتھ ہی جذبات کیفیات، احساسات اور خیالات کے متعلق بھی کافی معلومات حاصل کرے اس بات پر نظر رکھے کہ خود اس ذات کے متعلق وہ کس انداز کو پسند کرتا ہے، اور کس کیفیت سے زیادہ متاثر ہوتا ہے۔ کس رنگ اور کس وضع کا لباس اس کے جذبات کو زیادہ برانگیختہ کرتا ہے، کس طرح گفتگو کرتا ہے، کس طرح کی گفتگو، کون سی نشست کن الفاظ کے ساتھ مخاطب ہونا اس کے دل کو شوق و محبت سے لبریز کردیتا ہے، اور پھر اس معلومات کے متعلق طریق عمل اختیار کرے، مثلاً ممکن ہے کہ تبسم اس کے لئے باعث دلچسپی ہو، آنکھ اٹھا کر کسی خاص انداز سے دیکھنا اسے بے صبر کردیتا ہو، انگڑایاں لینا ہتھیلی پر رخسار رکھ کر بیٹھنا، دانتوں کو ہونٹوں سے دبا لینا، یا دوپٹہ کا آنچل کسی خاص طریقے سے سر پر ڈالنا اسے مرغوب ہو، غور وخوض کے بعد یہ معما بخوبی حل ہوسکتا ہے اور اس کے بعد شوہر کی گرویدگی کچھ دشوار نہیں۔

اس طرح جذبات اور کیفیات کے مطالعہ کی بھی پوری کوشش کرنی چاہئے، رنج، غصہ، خوشی، فکر، بھوک، پیاس، تھکان، اور علالت وغیرہ ایسی کیفیات ہیں جو چھپ نہیں سکتیں، اور اگر بیوی کو دس یا پانچ مرتبہ ان کیفیات و آثار دیکھ کر مشق ہوجائے تو آسانی کے ساتھ آئندہ فیصلہ کرسکتی ہے کہ اس وقت شوہر پر کون سی کیفیت طاری ہے، مثلاً رنج میں اداسی، خاموشی، سرد آہیں، سرنگوں ہونا، لذات سے اجتناب، ہنسی مزاق کی باتوں سے تنفر، اور چہرہ کی تیرگی لازم ہے، غصہ کی حالت میں بے سبب جھنجھلاہٹ، سخت گیری، لہجہ کی درشتی، چہرے کی سرخی وغیرہ ممکن ہے، فکر کی صورت میں خاموشی، پلکوں کی جنبشوں میں کمی، کسی ایک رخ پر نظر کا جم جانا، کبھی پیشانی کا پُرشکن ہونا، استغراق وغیرہ کا پایا جانا قرین قیاس ہے، بھوک کی حالت میں اضمحلال سستی، آواز کی پستی وغیرہ نمایاں علامات ہیں، تھکان اور آمد علالت میں اضمحلال، انگڑایاں اور جمایاں، خلاف معمول لینا، ہاتھ پاؤں پھیلانا، اور سمیٹنا وغیرہ ہوتا ہے۔

جب بیوی ان باتوں سے آگاہ ہوجائے تو شوہر کے کہے بغیر ان کو رفع کرنے کی

کوشش کرے، مثلاً شوہر رنجیدہ ہو تو یاد کر کے ایسی باتیں گفتگو میں شامل کرے جو اس کا غم رفع کر سکتی ہوں اور اس کے رنج کو خوشی سے بدل سکتی ہوں، اگر وہ غضبناک ہو تو غصہ کا بہترین علاج خاموشی ہے، اگر جواب دینے پر مجبوری ہو تو نہایت نرم، مظلومانہ اور سنجیدہ لہجہ اختیار کیا جائے ایسی کوئی بات نہ کہی جائے جو غصہ کو اور زیادہ مشتعل کر دے، خوشی کی حالت میں اپنے غم کو فراموش کر کے اس کی خوشی میں پورا حصہ لیا جائے اور ایسی کوئی بات نہ کہی جائے جو اس کی خوشی کو زائل کر دے، فکر کی حالت میں ایسی گفتگو کی جائے جو توجہ کو بدلنے والی ہو، اور ایسی باتیں اختیار کی جائیں جو فکر کو اطمینان سے مبدل کر دیں، اگر کسی کو مایوسیوں کا غم ہو تو اس غم کو امیدوں سے کم کیا جا سکتا ہے، تھکان کی حالت میں ایک شریف اور خدمت گزار بیوی کا فرض ہے کہ وہ ہر ممکن راحت رسانی کے لئے آمادہ ہو جائے۔

جب تمہیں شوہر سے کوئی فرمائش کرنی ہو یا کوئی غیر معمولی بات کہنی ہو تو سوچے سمجھے بغیر گفتگو شروع نہ کرو، پہلے اپنے دل میں سوال و جواب کا سلسلہ قائم کرو، مثلاً غور کرو کہ اگر تم یہ بات کہو گی تو شوہر اس کا کیا جواب دیگا، پس پہلے سے ایسی مدلل اور موثر تقریر سوچ رکھو کہ تم اپنے مقصد میں کامیاب ہو سکو، اگر بیوی مرد کی فطرت اور عادت سے پوری واقفیت رکھتی ہو تو سوال سے پہلے شوہر کا صحیح جواب اس کے ذہن میں آ سکتا ہے، اور پھر اس کا جواب الجواب وہ سوچ سکتی ہے۔

ایک تیز فہم بیوی بخوبی فیصلہ کر سکتی ہے کہ جب وہ کوئی بات اپنے شوہر سے کہے گی تو جواب میں وہ انکار کرے گا یا اقرار، اگر انکار کرے تو وہ کیونکر اسے اقرار پر مجبور کر سکتی ہے۔ اگر شوہر کچھ عرصہ کے لئے بیوی سے علیحدہ رہا یا اگر شوہر کچھ عرصہ کے بعد باہر سے آئے تو ایک سلیقہ مند بیوی کو چاہئے کہ کوئی رنج یا خوشی کا معاملہ یا ہنسی یا دل لگی کی کوئی بات یا کسی کام کی فرمائش فوراً نہ چھیڑ دے، بلکہ پہلے قیافہ شناسی اور مزاجدانی سے کام لے کر یہ معلوم کر لے کہ اس وقت وہ کس کیفیت میں ہے اسے کیا خبر کہ گھر کے باہر کیا واقعات پیش آئے ہیں اور آیا وہ اس وقت رنجیدہ ہے یا خوش، مطمئن ہے یا متفکر، بیوقوف عورتیں ان باتوں کی پروانہ کرنے سے نہ صرف شوہر کی نظر میں سبک ہو جاتی ہے بلکہ ان کی زندگی بھی

بے لطف رہتی ہے۔ اگر میاں بیوی میں باہم کسی بات پر کشمکش پیدا ہو جاتی ہے تو جب تک اس کا اثر باقی رہتا ہے انہیں کسی بات میں لطف نہیں آتا، شوہر کی نسبت بیوی کو ان واقعات سے زیادہ متاثر ہونا پڑتا ہے۔

پس نہایت ضروری ہے کہ میاں بیوی ایک دوسرے کے مزاجداں بنیں، کیونکہ اس کے بغیر نہ وہ ایک دوسرے کو کما حقہ راحت پہنچا سکتے ہیں، اور نہ اپنی زندگی کو خوشگوار بنا سکتے ہیں، خاص کر بیوی تو اپنے فرائض کی ادائیگی اور اپنے حقوق کے حصول میں بالکل ناکام رہے گی، اگر وہ شوہر کے چہرے اور حرکات وسکنات سے اس کی دلی کیفیات اور خیالات معلوم کرنے کی مشق بہم نہ پہنچائے گی۔

ذمہ داری نمبر......۶

﴿شوہر کا ہمیشہ کا احترام کیجئے﴾

معاشرے میں رہتے ہوئے ہر شخص کے لئے ضروری ہے کہ وہ ایسے رویے کو اپنائے جس سے دوسروں کے لئے احترام کا اظہار ہوتا ہو۔ تاکہ جوابی طور پر اسے بھی احترام مل سکے۔ ہر شخص اپنی شخصیت سے پیار کرتا ہے اور اپنی ذات کو عزیز رکھتا ہے اور چاہتا ہے کہ دوسرے بھی اس کا احترام کریں۔ احترام کرنے والوں کو وہ عزیز جانتا ہے اور توہین کرنے والوں سے نفرت کرتا ہے۔ ہر مرد اور عورت کے دل میں ایسی ہی خواہش ہوتی ہے کیونکہ یہ ایک فطری جذبہ ہے۔ اس لئے عورت کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنے خاوند کے دل میں گھر کرنے کے لئے اس کا بھرپور احترام کرے تاکہ اسے بھی جواب میں ویسا ہی احترام مل سکے۔

مرد کو گھر سے باہر بے شمار لوگوں سے واسطہ پڑتا ہے ضروری نہیں کہ معاشرے میں سب لوگ جو اسے ملیں وہ اس کا احترام کریں۔ اسے بے شمار بدتمیز لوگوں سے بھی واسطہ پڑتا ہوگا جو اس کی شخصیت کو مجروح کرتے ہونگے۔ جب وہ شام کو یا رات کو گھر لوٹتا ہے تو دن بھر کے اچھے اور برے رویوں کے اثرات اس کی طبیعت پر ہوتے ہیں۔

بیوی چونکہ اس کی شریکِ حیات اور ایک اچھی اور مخلص ساتھی ہوتی ہے اور ہونی بھی

چاہیئے اس لئے اس کی یہ خواہش بے جا نہیں کہ اس کی بیوی اپنے حسن سلوک اور خوش اخلاقی سے اس کے ساتھ دن بھر کے پیش آمدہ منفی رویوں کی تلافی کر دے اور گھر میں اسے بھرپور احترام دے۔ اگر دن بھر میں اسکی شخصیت مجروح ہوتی ہے تو اسے سہارا ملے۔ ایسا کرنے سے بیوی کی حیثیت اور اس کے وقار میں کمی نہیں ہوگی بلکہ خاوند کے دل میں اس کی قدر و قیمت اور بھی بڑھ جائے گی۔ خندہ پیشانی سے پیش آنے کے سبب اسکے دل کی کلی کھل اٹھے گی۔

شوہر کے احترام کا فائدہ:

خاتون مکرم!!...... آپ کے شوہر مرتبے میں آپ سے بڑے ہیں ان کا احترام کیجئے، حدیث نبوی ﷺ ہے۔

"قال علیہ السلام لیس منا من لم یرحم صغیرنا ویعرف حق کبیرنا" (بحوالہ ترمذی، مستدرک حاکم)

آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: "جو ہمارے چھوٹوں پر رحم نہ کرے اور ہمارے بڑوں کا حق نہ پہچانے وہ ہم میں سے نہیں"

ہر انسان کو اپنی شخصیت سے پیار ہوتا ہے، وہ اپنے آپ کو عزیز رکھتا ہے، اس کا دل چاہتا ہے کہ دوسرے بھی اس کی شخصیت کا احترام کریں اور جو اس کی شخصیت کا احترام کرتا ہے، وہ اس کا محبوب ہو جاتا ہے اور توہین کرنے والوں سے اس کا دل متنفر ہو جاتا ہے۔

خاتون محترم! اپنی ذات سے محبت اور احترام کی خواہش ایک فطری جذبہ ہے، لیکن ہر شخص آپ کے شوہر کے دلی جذبات کا احترام کرنے اور ان کی عزت کرنے کے لیے تیار نہیں، گھر سے باہر سینکڑوں افراد اور طرح طرح کے بدتمیز لوگوں سے اس کا سابقہ پڑتا رہتا ہے جو اکثر اوقات اس کی توہین کر دیتے ہیں، اس کی شخصیت کو مجروح کر دیتے ہیں، چونکہ آپ اس کی شریکِ زندگی اور مونس و غمخوار ہیں اس لیے وہ آپ سے اس بات کی توقع رکھتا ہے کہ کم سے کم گھر میں آپ اس کا احترام کریں اور اس کی مجروح شخصیت کو سہارا دیں، اس کی عزت افزائی کر کے آپ چھوٹی نہیں ہو جائیں گی بلکہ اس کو طاقت و توانائی اور حوصلہ عطا کریں گی آپ کے چند حوصلہ افزا جملے اس میں سرگرم عمل رہنے کے لیے ایک نئی روح

پھونک دیں گے۔ وہ جب گھر آئیں تو سلام کے ذریعہ ان کا استقبال کیجئے!

اسلامی آداب واحترام میں سب سے پہلے سلام ہے، حضور ﷺ فرماتے ہیں۔

السلام قبل الکلام

''سلام بات سے پہلے''

خاتون محترم! اپنے شوہر کو سلام کیجئے، ہمیشہ اس کو آپ کہہ کر مخاطب کیجئے۔

گفتگو کے دوران اس کے کلام کو منقطع نہ کیجئے۔

اس کا احترام کیجئے اس سے ادب سے بات کیجئے۔

اس کے اوپر چلایئے نہیں۔

اگر کسی محفل میں ساتھ جا رہی ہیں تو اس کو آگے رکھئے۔

اس کو نام لے کر نہ پکاریئے بلکہ فیملی نام یا لقب سے مخاطب کیجئے۔

دوسروں کے سامنے اس کی تعریف وتحسین کیجئے۔

اپنے بچوں کو نصیحت کیجئے کہ وہ اپنے باپ کی عزت کریں۔

اگر بے ادبی کریں تو ان کی سرزنش کیجئے۔

مہمانوں کے سامنے بھی اس کا احترام کیجئے، ایسے نہیں کہ برابر بلکہ ان سے زیادہ ان کی خاطر کیجئے۔

کہیں ایسا نہ ہو کہ مہمانوں کی بزم میں آپ اپنے شوہر کے وجود کو نظر انداز کر دیں اور آپ کی تمام تر توجہ مہمانوں پر مرکوز رہے۔

جب دروازہ کھٹکھٹائیں تو کوشش کیجئے ''کہ آپ خود دروازہ کھولیں اور کشادہ پیشانی اور مسکراہٹ کے ساتھ ان کا استقبال کیجئے!! کیا آپ جانتی ہیں کہ آپ کا یہ چھوٹا سا فعل آپ کے شوہر کے دل پر کتنا اچھا اثر ڈالے گا؟

شاید گھر کے باہر اسے گونا گوں مشکلات کا سامنا کرنا پڑا ہو اور وہ شکستہ دل اور پریشان گھر آیا ہو، آپ کا مسکراتے لبوں سے استقبال کرنا اس کے تھکے ماندے جسم میں ایک تازہ روح پھونک دے گا اور اس کے دل کو سکون واطمینان عطا کر دے گا، (ممکن ہے خواتین ان

باتوں پر تعجب کریں اور کہیں یہ کیسی عجیب وغریب تجویز ہے، بیوی شوہر کے خیر مقدم کے لیے جائے اور اسے خوش آمدید کہے! وہ کوئی غیر اور اجنبی تو ہے نہیں کہ اسے اس بات کی احتیاج ہو کہ اس کا خیر مقدم کیا جائے اور خوش آمدید کہا جائے۔

پہلے آنحضرت ﷺ کی بات سن لیجئے! فرمایا:

اگر کسی کو اللہ کے علاوہ سجدہ جائز ہوتا

"لامرت المراة ان تسجد لزوجها!!"

"تو میں عورت کو حکم دیتا کہ وہ اپنے خاوند کو سجدہ کرے"

(بحوالہ ترمذی شریف)

کوئی مہمان آپ کے گھر آتا ہے آپ اس کا خیر مقدم کرتی ہیں، اسے خوش آمدید کہتی ہیں، اس کا احترام کرتی ہیں، اس کی خاطر مدارت کرتی ہیں، اس عمل کو آپ ایک عاقلانہ روش اور آداب زندگی شمار کرتی ہیں، یہ بالکل صحیح ہے، مہمان کا احترام کرنا چاہیے۔

لیکن ذرا انصاف سے کہیے!" ایک شخص جو صبح سے شام تک آپ کے آرام و آسائش اور ضروریات زندگی مہیا کرنے کی فکر میں لگا ہوا ہے، تو اس کے لیے سینکڑوں طرح کی پریشانیوں اور دشواریوں کا سامنا کرتا ہے اور جب خلوص کے خو میں اپنی محبت کی کمائی سجا کر گھر کے دروازے پر دستک دیتا ہے تو کیا وہ اس قابل بھی نہیں کہ۔

اس کی خوشی کے لیے آپ گھر کے دروازے پر آنے کی زحمت گوارا کریں۔

اور لبوں پر مسکراہٹ لا کر ایک خیر مقدمی جملے سے اس کا دل شاد کریں؟؟

آتے ہی کوئی غمزدہ پیغام یا فون نہ بتائیے! ان کے آرام اور سکون کے بعد بچوں کی شکایت یا کوئی اور بات کیجئے! آپ پر احترام لازم ہے۔

یہ نہ کہیے کہ ہم آپس میں ایک دوسرے سے مانوس ہیں اس لیے وہ احترام کی توقع نہیں رکھتا، بلکہ دوسروں سے زیادہ وہ آپ سے احترام کا خواہاں ہے، اگر آپ اس کا احترام نہیں کرتیں اور وہ خاموش رہتا ہے تو یہ اس بات کی دلیل نہیں ہے کہ وہ آپ سے احترام کی توقع نہیں رکھتا" بلکہ آپ کا لحاظ کر کے اپنی دلی خواہش کو دبا دیتا ہے۔

ادب اور احترام کو ملحوظ رکھئے:

بیوی کے لیے لازم ہے کہ گھریلو ماحول میں بات چیت میں رہن سہن میں خاوند کے ساتھ ازدواجی تعلقات میں خاوند کے ادب اور احترام کو ملحوظ خاطر رکھے اور گھر میں اس کے آرام کا خیال رکھے کمائی کے سلسلے میں مرد کا تھک جانا جسم کا فطری تقاضا ہے اس لیے دن کے کاروبار سے خاوند جب گھر واپس آئے تو عورت کو چاہیے کہ اپنی ہر طرح کی مصروفیت ترک کر کے اس کی طرف متوجہ ہو اور اس کی دلجوئی کرے، گھر میں جس چیز کی اسے ضرورت ہو وہ فوراً مہیا کرے اگر کھانے کی اسے ضرورت ہو تو اس کے آنے کے وقت کھانا تیار کر کے رکھے یعنی ہر طرح سے اس کے سکون کا انتظام کرے، ایسی بیوی انتہائی نیک ہوگی اور اللہ کی بارگاہ میں بیحد مقبول ہوگی اس کے بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان یہ ہے: حضرت ام سلمہؓ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو عورت اس حالت میں فوت ہو کہ اس کا خاوند اس سے راضی ہو تو وہ جنت میں داخل ہوگی۔ (بحوالہ ابن ماجہ)

اس حدیث میں بتایا گیا ہے کہ عورت اپنے خاوند کو راضی رکھے تا کہ اس کا دین اور دنیا سنور جائے جس عورت نے تمام عمر اپنے خاوند کو خوش رکھا تو جب وہ اس دنیا سے جائے گی تو اس کا بدلہ جنت ہوگا، لہٰذا مرد کا راضی ہونا عورت کے لیے بڑی چیز ہے کیونکہ عورت مرد کے لیے بنائی گئی ہے عورت جہاں دوسرے نیک کام کرتی ہے اس کے ساتھ اسے مرد کی خوشنودی کو بھی شامل کر لینا چاہیے، مرد کی فرمانبرداری کا تقاضہ یہی ہے کہ شریعت کی حدود میں رہ کر اس کا کہا مانا جائے، اگر عورت کی سوچ شریعت کے بنیادی اصول کے خلاف ہوگی یعنی وہ ہر وقت یہی توقع کرے کہ خاوند ہی اس کے لیے کچھ کرے اور حقوق کی آڑ میں خاوند کو زیر رکھے تو اس سے اللہ اور اس کا رسول ناراض ہوگا، اور آخرت میں اس کا ٹھکانہ جہنم ہوگا، کیونکہ قیامت کے دن جہنم میں عورتوں کی تعداد زیادہ ہوگی اس کی وجہ یہی ہوگی کہ زندگی میں وہ اپنے خاوند کو تنگ کرتی ہوں گی اور ان کا ادب واحترام نہ کرتی ہوں گی، اللہ تعالیٰ عورت کو مرد کے ساتھ اور مرد کو اپنی بیوی کے ساتھ ادب واحترام سے رہنے کی سوچ عطا فرمائے، آمین۔

اصمعی کہتے ہیں کہ میں ایک گاؤں میں گیا مجھے یہ دیکھ کر بڑی حیرت ہوئی کہ ایک حسین ترین عورت ایک ایسے مرد کی شریک زندگی تھی جو انتہائی بدصورت اور تنگدست تھا، میں نے اس عورت کے سامنے بھی اظہار حیرت کیا اور پوچھا کہ کیا تم اس جیسے شخص کی بیوی بننے پر خوش ہو؟ اس نیک عورت نے مجھے ڈانٹ کر خاموش کر دیا اور کہنے لگی تم غلطی پر ہو، میں تو یہ سمجھتی ہوں کہ اس شخص نے کوئی نیک کام کیا تھا جس کے صلہ میں مجھے اللہ تعالیٰ نے اس کی بیوی ہونے کی توفیق دی، اور اللہ نے مجھ پر یہ بہت بڑا کرم فرمایا اور یہ کہ ہماری رفاقت میں اللہ کی مرضی شامل ہے بھلا جو چیز اللہ نے میرے لیے پسند فرمائی ہے میں اس پر راضی کیوں نہ ہوں۔ (بحوالہ احیاء العلوم)

شوہر کی عزت کیجئے اور عزت کرائیے:

خاتون عزیز! اگر آپ اپنے شوہر کی عزت کریں گی تو وہ بھی آپ کا احترام کرے گا، آپ کے درمیان رشتہ الفت ومحبت استوار اور پیمانِ ازدواج پائیدار ہو جائے گا، گھر، زندگی اور اپنے کام میں اس کی دلچسپی بڑھ جائے گی اور یقیناً یہ چیز آپ کے مفاد میں ہوگی۔

اس بات کا خیال رکھئے'' کہ آپ اپنے شوہر کی توہین اور بے عزتی نہ کریں، اسے برا بھلا نہ کہیں، گالی نہ دیں، اس کی طرف سے بے اعتنائی نہ برتیں، اس پر چیخیں چلائیں نہیں۔ دوسروں کے سامنے اس سے تیز آواز میں کلام نہ کریں، بلکہ مسکراہٹ سے صرف برداشت کریں، اس کو برے ناموں سے نہ پکاریں، اگر آپ اس کی توہین کریں گی'' تو ممکن ہے وہ بھی آپ کی توہین کرے، وہ رنجیدہ ہو جائے، آپ کی طرف سے اس کے دل میں کہنہ بیٹھ جائے، آپ کے درمیان انس ومحبت کا خاتمہ ہو جائے جس کے نتیجے میں آپ کی زندگی میں ہمیشہ کشمکش رہے گی، اگر ساتھ زندگی گزارے گا تو یقیناً آپ کی زندگی خوشگوار نہیں ہوگی'' ذہنی تناؤ، کہنہ، اور نفسیاتی الجھنیں، ممکن ہے، آپ کے لیے خطرہ پیدا کر دیں اور آپ کی زندگی کو تنہائی اور عذاب کے تاریک غاروں کی طرف لے جائیں۔

آپ کا شوہر ایک مومن ہے وہ آپ سے خیر خواہی چاہتا ہے۔

حدیث شریفہ کی معتبر کتاب ''بیہقی'' میں فرمان رسالت ﷺ ہے۔

''حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ایک مسلمان کے دوسرے مسلمان پر چھ حقوق ہیں۔

جب تجھ سے ملاقات ہو تو سلام کر۔ (پہلے سلام کرنے کا ثوات زیادہ ہے)

جب تجھے مدعو کرے تو اس کی دعوت قبول کرے۔ (بشرطیکہ دعوت میں گناہ نہ ہو)

جب تجھ سے خیر خواہی کا طالب ہو تو اس کی خیر خواہی کرے۔

جب اسے چھینک آئے اور اس پر الحمد اللہ کہے تو اس کا جواب دے۔ (یرحمک اللّٰہ) جب بیمار ہو جائے تو اس کی عیادت کرے۔ (فرشتوں کی دعائیں ملتی ہیں) جب فوت ہو جائے تو اس کے جنازے میں شرکت کرے۔ (بحوالہ بیہقی)

خاتون مکرم!! کیا آپ کا شوہر ایک مسلمان ہونے کے ناطے ان اعزازات کا مستحق نہیں ہے؟؟

شوہر کی رائے کا احترام کیجئے:

رسول خدا ﷺ کے ارشادات گرامی ہیں: ''اچھی عورت اپنے شوہر کی بات پر توجہ دیتی ہے اور اس کے کہنے کے مطابق عمل کرتی ہے۔''

ایک عورت نے رسول خدا ﷺ سے پوچھا کہ بیوی پر شوہر کے کیا فرائض عائد ہوتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا'' اس کی اطاعت کرے اور اس کے حکم کی خلاف ورزی نہ کرے۔'' رسول خدا ﷺ کا یہ بھی ارشاد گرامی ہے کہ۔'' بدترین عورتیں ضدی اور ہٹیلی عورتیں ہیں۔'' (خواتین کا انسائیکلو پیڈیا)

شوہر کی رائے اور تجویز کو رد نہیں کرنا چاہیئے:

خدا کی پناہ!! آپ ہانڈی روٹی میں بھی دخل دینے لگے...... دخل کی کیا بات ہے، ذرا نمک کی بات ہی کی ہے ناں!......

خاتون خانہ رائے کا احترام چاہتی تو بڑھتے بڑھتے یہ بات عدالت تک نہ پہنچتی۔ البتہ مرد کے روز مرہ کے مشاغل اور زندگی کی فکریں عموماً اسے اجازت نہیں دیتیں کہ گھر کے تمام

امور میں دخل دے، کبھی بے جا بھی کہدیں تو سننے میں کیا حرج ہے؟ درحقیقت کہا جاسکتا ہے کہ کاموں کا ایک حصہ عملی طور پر خاتون خانہ کے سپرد ہوتا ہے اور زیادہ تر کام اس کے ہی ارادے اور مرضی کے مطابق انجام پاتے ہیں، لیکن ہر حال میں مرد کے حق حاکمیت اور سرپرستی کا احترام کرنا چاہیئے، اگر کسی بات میں وہ اپنی رائے ظاہر کرے اور دخل اندازی کرے خواہ گھر داری کے جزوی مسائل ہی کیوں نہ ہوں تو اس کی رائے اور تجویز کو رد نہیں کرنا چاہیئے۔

کیونکہ یہ چیز اس کے حق حاکمیت سے انکار کے مترادف ہوگی اور چونکہ اس بات سے اس کی شخصیت مجروح ہوگی اس لیے اپنے آپ کو شکست خوردہ اور اپنی بیوی کو بے ادب، ناحق شناس اور ضدی خیال کرے گا، زندگی سے اس کی دلچسپی کم ہو جائے گی اور اپنی بیوی کی جانب سے اس کے دل میں لاتعلقی پیدا ہو جائے گی، چونکہ اس کی شخصیت مجروح ہوئی ہے ممکن ہے وہ اس کی تلافی اور انتقام کی فکر میں رہے، حتی کہ اپنی بیوی کے معقول اور مناسب مطالبات کے لیے بھی وہ سختی سے کام لے۔

بلاشبہ ہر مشکل کے ساتھ آسانی ہے:

میری بہن! آپ نے ضرور سنا ہوگا جس جگہ تیل نکلتا ہے، تو پہلے زمین پر کچھ اثرات نظر آجاتے ہیں، اسی طرح جہاں سختیاں ہوں وہاں صبر کے بعد آسان معاملات بھی جلد نظر آتے ہیں کیونکہ قرآن کریم "سورہ الم نشرح" میں ہمارے خالق و مالک فرماتے ہیں۔

"ان مع العسر یسراً"

"بلاشبہ ہر مشکل کے ساتھ آسانی ہے"

اس لیے میری بہن! آپ کو ساس، سسر، دیور وغیرہ کی طرف سے یا کسی اور رشتہ دار کی طرف سے کوئی مشکل نظر آرہی ہے تو صبر کیجئے، اخلاق کا دامن نہ چھوڑیئے جیت آپ کی ہے، بہت جلد سہولتیں آپ کے نزدیک پہنچ کر سختیوں کو مار دیں گی۔

قابل احترام بہن! اگر گردش روزگار سے آپ کے شوہر تہی دست ہو جائیں تو ایسا ہرگز نہ کریں کہ خود رنجیدہ ہو کر ان کے غموں میں اضافہ کریں اور اعتراض اور شکایتیں کرنے لگیں، اگر بیماری میں مبتلا ہو کر ایک مدت تک گھر بیٹھ جائیں یا اسپتال میں داخل ہوں، تو

دلداری اور انسانیت کا تقاضا یہ ہے کہ پہلے ہی کی طرح بلکہ پہلے سے زیادہ اس سے محبت کا اظہار کریں اور نہایت صدق دل سے اس کی تیمارداری کریں، ایسے موقع پر تیمارداری اور روپیہ خرچ کرنے سے دریغ نہ کریں۔

اگر آپ کے شوہر کے پاس بیماری کے علاج کے لیے پیسہ نہیں ہے اور آپ کے پاس ہے، تو اپنے مال میں سے اس کے علاج کے لیے خرچ کیجئے، اگر آپ بیمار پڑ جاتی ہیں تو وہ امکان بھر اپنے مال کو آپ کے علاج معالجہ پر صرف کرتا ہے، اب وفاداری اور خلوص کا تقاضا ہے کہ اپنے مال ومتاع کو اس کے لیے خرچ کیجئے! اگر اس حساس موقع پر آپ نے ذرا بھی کوتاہی کی تو وہ آپ کو خودغرض سمجھے گا کہ یہ عورت دنیا کے مال کو اپنے شوہر کے وجود پر ترجیح دیتی ہے، ایسی صورت میں اس کے دل میں آپ کی محبت والفت کم ہو جائے گی، ممکن ہے اس قدر بیزار ہو جائے کہ آپ کو شریک حیات اور بیوی بنائے رکھنے کے لائق ہی نہ سمجھے۔

ذمہ داری نمبر......۷:

﴿شوہر کے ساتھ ہمیشہ محبت سے پیش آیئے﴾

ہر شخص پیار ومحبت کا بھوکا ہوتا ہے۔ چاہتا ہے کہ دوسرے اس کے ساتھ محبت کے ساتھ پیش آئیں۔ خاوند کو اپنے والدین بھائیوں کی طرف سے بھرپور محبت مل چکی ہوتی ہے۔ شادی کے بعد جب بیوی گھر میں آتی ہے تو وہ چاہتا ہے کہ اس کی بیوی اسی گرمجوشی کے ساتھ محبت کا اظہار کرے۔ وہ آپ کی ضروریات زندگی کو پورا کرنے کی بھرپور کوشش کرتا ہے اور اس کے لئے دن ورات محنت ومشقت کرتا ہے۔ وہ آپ کا حقیقی معنوں میں مونس وغم خوار ہے۔ یہاں تک کہ بعض معاملات میں وہ آپ کے والدین سے بڑھ کر آپ کا خیال رکھتا ہے۔ اس کی والہانہ محبت جو اس کے دل میں ہے ایسا نہ ہو کہ وہ آپ کے رویے سے بدل جائے اور یہ نظر عنایت والتفات بے توجہی اور عدم التفات میں تبدیل ہو جائے۔ اس لئے اس کی محبت اور پیار کو دوام بخشنے کے لئے ضروری ہے کہ آپ کی طرف سے بھی دائمی محبت واحترام کے رویے کا اظہار ہوتا رہے۔ اور اگر آپ کے رویئے سے اس پر یہ ظاہر ہو گیا

کہ آپ اس سے محبت نہیں کرتیں تو وہ بھی آپ کے ساتھ سرد مہری کا سلوک کرے گا۔ اور عین ممکن ہے کہ آپ کے اور بچوں کے علاوہ کام کاج سے بھی اسکی دلچسپی کم ہو جائے گی جس سے مالی اور معاشی مسائل کا سامنا کرنا پڑے۔ اس کے علاوہ اگر اس کے دماغ میں آپ کی طرف سے گرہ پڑگئی تو عین ممکن ہے کہ وہ ذہنی مریض بن جائے اور پھر ذہنی سکون کی تلاش میں ایسی جگہوں کی طرف جا نکلے جنہیں معاشرہ اچھی نظروں سے نہیں دیکھتا۔ یا وہ دماغی سکون کی تلاش میں سکون آور اور نشہ آور ادویات و مشروبات کی طرف جا نکلے اور معاشرتی، مالی اور عائلی زندگی کے متاثر ہونے کے ساتھ ساتھ نہ صرف معاشرے میں اپنے وقار اور عزت سے ہاتھ دھو بیٹھے بلکہ خاندان بھر کے لئے باعثِ ننگ ثابت ہو۔ اس لئے اگر آپ تھوڑی سی ہوش مندی اور قربانی سے کام لیں تو آپ اور آپ کے خاندان کو کبھی تکلیف دہ حالات کا سامنا نہیں کرنا پڑیگا۔

یہ بھی ممکن ہے کہ بحیثیت بیوی کے آپ کے دل میں شوہر کا بڑا احترام ہو مگر آپ اس کا اظہار کرنے میں ناکام رہتی ہیں۔ یہ بات بھی آپ کے لئے نقصان کا باعث بن سکتی ہے ، خاوند چاہتا ہے کہ اس سے محبت کا اظہار کیا جائے اس لئے ضروری ہے کہ اپنے محبت کے جذبے کو اگر آپ الفاظ میں بیان نہیں کرسکتیں تو الفاظ کو اشاروں، کنایوں کی زبان دیں مثلاً اپنے خاوند کی خوشیوں کو یاد رکھیئے۔ ایسے موقعوں پر اسے سرپرائز دیں اور اس کی خدمت میں کوئی محبت بھرا تحفہ پیش کریں۔ یا وہ سفر سے واپس آیا ہے تو اسے باور کرائیں کہ اس کے بغیر آپ نے جدائی کے لمحوں کو بڑی مشکل سے گزارا ہے۔ اگر وہ کسی فرض منصبی کو ادا کرنے یا کاروباری سلسلے میں کہیں گیا ہے اور وہاں فون وغیرہ کی صورت میں رابطہ ممکن ہے تو رابطہ کر کے خیریت معلوم کریں اگر عزیز و اقارب، دوست یا سہیلیاں دوران گفتگو پوچھیں یا بلا پوچھیں ہی اُن کے سامنے اپنے خاوند کی محبت کا اظہار کریں اور اس کے حسن سلوک کی تعریف کریں۔

سبق آموز واقعہ:

اس بات کی مزید وضاحت کے لئے ہم ایک واقعہ آپ کی خدمت میں پیش کرتے ہیں۔ ایک عرب دیہاتی جو قبیلہ بنی عذرۃ کا تھا اس کا کسی حسین لڑکی سے نکاح ہوا، جب اس

دیہاتی کے پاس پیسہ نہ رہا تو لڑکی کے باپ نے زبردستی گھر بٹھالیا، شوہر مروان کے پاس پہنچا، مروان نے لڑکی اور اس کے والد کو بلایا، مروان کو یہ لڑکی اتنی پسند آئی کہ زبردستی طلاق دلوا کر عدت کے بعد لڑکی کے والد کو خوش کر کے اس لڑکی سے خود نکاح کرلیا۔

شوہر چونکہ اس کی محبت میں فریفتہ تھا لہٰذا شوہر امیر کے پاس شام پہنچا قاضی نے لڑکی کو بلوایا اور مروان کو خوب ڈانٹا مروان نے معذرت چاہی کہ لڑکی ایسی تھی کہ میں بے بس ہوگیا۔ امیر نے اس کے پرانے شوہر کے سامنے لڑکی کو بلوایا اور فیصلہ کروانا چاہا۔

امیر کی نگاہ جب اس لڑکی پر پڑی تو امیر کو لڑکی پسند آگئی اور اس نے اپنے نکاح کے لئے منوانے کی کوشش کی امیر نے پہلے اس کے شوہر سے پوچھا تمہارا کیا خیال ہے اگر میں نکاح کرلوں؟

شوہر نے بالکل انکار کیا اور دو شعروں میں خدمت گزار بیوی کی محبت کو اس طرح ذکر کیا:

واللہ، والله لا انسی محبتها حتی اغیب فی قبری واحجاری
کیف اسلو وقد هام الفوادبها فان فعلت فانی غیر کفار

ترجمہ: ''اللہ کی قسم! میں اس عورت کی محبت کو بھول نہیں سکتا'' یہاں تک کہ میں قبر میں چلا جاؤں اور میرا جسم مٹی ہوجائے''

'' کیسے میں اس بیوی کو چھوڑ کر اپنے آپ کو تسلی دے سکتا ہوں حالانکہ میرے دل کا ہر گوشہ اس کی محبت میں فریفتہ ہو چکا ہے، اگر میں نے ایسا کر بھی لیا تو اس بیوی نے مجھے جو محبت اور اطاعت دی ہے اس کا شکریہ میں ادا نہیں کرسکوں گا بلکہ میں اس کے احسان کی ناقدری کرنے والا بنوں گا۔''

پھر بیوی سے پوچھا کہ تمہارا کیا خیال ہے؟

''یا سعدی اینا احب الیک امیر المومنین فی عزه وشرفه وقصوره ؟ام مروان بن الحکم فی غصبه واعتدآء ام الا عرابی فی جوعه واطماره''

(زهرات من الروض للمراة المسلمة صفحہ ۴۷)

’’تم مجھ سے نکاح کرنا چاہتی ہو تا کہ عزت وشرافت کے ساتھ محلات اور سونے چاندی میں رہو یا مروان کے پاس جانا چاہتی ہو، جس نے تمہارے پرانے شوہر پر تمہارے والد کی ملی بھگت سے تم پر ظلم کیا یا اس (پرانے) دیہاتی شوہر کے پاس جانا چاہتی ہو فقر وفاقہ وجھونپڑی میں (اور پریشانی میں دوبارہ لوٹ کر جانا چاہتی ہو تو کیا چاہتی ہو؟) اس عورت نے عربی اشعار میں جواب دیا (کاش! آج مسلمان لڑکیوں کو عربی زبان آتی تو کیا ہی اچھا ہوتا، ہم ان اشعار کا ترجمہ پیش کرتے ہیں لیکن اس کا حقیقی مفہوم کسی زبان میں بھی نہیں سمجھایا جا سکتا اس کا حقیقی مفہوم تو وہی سمجھ سکتی ہے جس کو عربی آتی ہو۔)

هذا وان كان فر جوع واطمار اعز عندی من اهلی ومن جائی وصاحب التاج اور مرو ان عامله وكل ذی درهم منهم و دينار . (ثمرات من الروض للمراۃ المسلمۃ صفحہ ۷۵)

(مجھے تو) یہ دیہاتی (ہی پسند ہے) اگر چہ یہ بھوک وجھونپڑی میں ہے (لیکن اس نے مجھے اتنی محبت دی ہے میرے ساتھ اچھا سلوک کیا ہے) میری نگاہ میں میرے گھر والوں اور رشتہ داروں کے مقابلہ میں اب سب سے زیادہ معزز ومحبوب شخص یہی ہے جہاں تک امیر یا اس کے عامل مروان کا تعلق تو کوئی ان میں درہم والا ہے کوئی دینار والا۔ یعنی کوئی سونا دے گا ،کوئی چاندی دے گا لیکن محبت والفت تو اسی دیہاتی سے ملے گی۔ اگر آپ مجھے اس شوہر کے پاس جانے دیں تو یہ آپ کا کرم ہوگا۔ اللہ کرے کہ تمام میاں بیوی میں ایسی ہی محبت ہو، ایسی ہی الفت ہو، ایک دوسرے کے لئے بھلائی چاہنے والے ایک دوسرے کے لئے دعا کرنے والے، ایک دوسرے کو دین پر ابھارنے اور تہجد میں ایک دوسرے کو اٹھانے والے، اللہ کے راستے میں دین کو پھیلانے کے لئے پھرنے والے بنیں۔ آمین یارب العالمین۔

ہر انسان محبت ودوستی کا بھوکا ہوتا ہے:

جانور بھی محبت کا اظہار کرتے ہوئے لوگوں کا دل موہ لیتے ہیں، ہر انسان محبت و دوستی کا بھوکا ہوتا ہے، اس کی خواہش ہوتی ہے کہ دوسرے اس سے محبت کریں، انسانوں کا دل محبت کی طاقت سے زندہ ہے، اگر کسی کو یہ معلوم ہو جائے کہ اسے کوئی محبوب

نہیں رکھتا تو ایسا انسان خود کو تنہا اور بے کس محسوس کرتا ہے، ہمیشہ غمگین پژمردہ رہتا ہے۔

محبوب کائنات ﷺ ہمارے سب سے بڑے خیر خواہ کا فرمان ہے:

"المؤ من مالف ولا خیر فیمن لا یالف ولا یولف"

(بحوالہ مشکوۃ شریف)

''مومن محبت کی جگہ ہے جو محبت نہیں کرتا اور نہ اس سے محبت کی جائے وہ خیر سے خالی ہے۔''

خاتون محترم! آپ کے شوہر کا دل بھی اسی خواہش کے احساس سے خالی نہیں ہے وہ بھی عشق و محبت کا بھوکا ہے، پہلے وہ اپنے ماں باپ کی محبت سے بہرہ ور تھا لیکن جب سے اس نے آپ سے پیمانِ وفا باندھا ہے، اب وہ آپ سے بھی توقع رکھتا ہے، کہ اسے آپ دل کی گہرائیوں سے چاہیں، اس نے تمام تعلقات کی موجودگی کے باوجود آپ سے رشتہ محبت و دوستی استوار کیا ہے اور چاہتا ہے کہ آپ اپنا بھرپور پیار اس پر نچھاور کریں، وہ شب و روز آپ کے آرام و آسائش کے لیے زحمت اٹھاتا ہے اور اپنی محبت و مشقت کے مال کو اخلاص سے ساتھ آپ کے اوپر نچھاور کر دیتا ہے۔

آپ ہی اس کی شریک زندگی اور حقیقی غمخوار ہیں، حتیٰ کہ آپ کے ماں باپ سے بھی زیادہ اس کو آپ کی خوشی و سعادت کا خیال رہتا ہے، اس کی قدر پہچانیے اور صمیم قلب سے اس سے محبت کیجئے۔

اگر آپ اس کو عزیز رکھیں گی تو وہ بھی آپ پر اپنی محبت نچھاور کرے گا کیونکہ محبت دو طرفہ ہوتی ہے اور ''دل کو دل سے راہ ہوتی ہے۔''

اس غرور میں نہ رہیے کہ میرے شوہر نے مجھ پر محبت کی نگاہ کی ہے اور اس کا عشق ہمیشہ قائم رہے گا کیونکہ ایسا عشق جو ایک نگاہ سے پیدا ہوتا ہے، دوامی اور پائیدار نہیں ہوتا، اگر آپ چاہتی ہیں کہ اس کا عشق ہمیشہ قائم رہے، تو دائمی مہر و محبت کے رشتہ کی حفاظت کیجئے۔

اگر آپ اپنے شوہر سے محبت کریں، تو اس کا دل ہمیشہ خوش و خرم اور شاداب رہے گا اپنے کام کاج میں پوری دل جمعی کے ساتھ لگا رہے گا، اور وہ ''زندگی'' میں بھرپور دلچسپی لے

گا اور ہر کام میں کامیابی حاصل کرے گا۔

اگر اسے یہ معلوم ہو کہ اسے اپنی شریک زندگی کی بھرپور محبت حاصل ہے تو وہ اپنے خاندان کی فلاح و بہبود اور خوشی کے لیے اپنی فداکاری کی حد تک کوشش کرنے کے لیے تیار رہے گا۔

جس مرد کو محبت کی کمی محسوس نہیں ہوتی وہ بہت کم دماغی امراض اور اعصابی کمزوریوں کا شکار ہوتا ہے۔اس کا دل گھر میں اٹکا رہتا ہے۔

خاتون عزیز! اگر آپ کے شوہر کو یہ معلوم ہو جائے کہ آپ اس سے محبت نہیں کرتیں تو وہ آپ سے سرد مہری سے کام لے گا، زندگی اور اپنے کام کاج سے اس کی دلچسپی کم ہو جائے گی پریشانیوں اور دماغی امراض میں مبتلا ہو جائے گا، زندگی اور خاندان سے فرار اختیار کرے گا اور زندگی کے میدان میں سرگرداں اور پریشان رہے گا ممکن ہے، مجبور ہو کر شراب خانوں، قمار خانوں اور تباہی و بربادی کے مراکز میں پناہ تلاش کرے۔ (یہ مفروضہ نہیں مجرب واقعات ہیں جو روزمرہ ہماری زندگی میں اردگرد نظر آتے رہتے ہیں)

اپنے دل میں سوچے گا کہ میں ایسے لوگوں کے لیے کیوں تکلیف اٹھاؤں جو مجھے دوست نہیں رکھتے، بہتر ہے عیاشی اور آزادی کی زندگی گزاروں اور اپنے لیے دوسرے دوست پیدا کروں۔

محترمہ بہن! اپنے شوہر کی گردن میں رشتہ محبت ڈال دیجئے! اور اس کے ذریعے اس کی توجہ کو اپنے گھر اور خاندان کی طرف مرکوز و مبذول کرائیے! ممکن ہے آپ دل سے اپنے شوہر کو بہت چاہتی ہوں مگر اظہار نہ کرتی ہوں لیکن اتنا کافی نہیں بلکہ اس کا اظہار بھی ضروری ہے، آپ اپنی رفتار و گفتار اور حرکات و سکنات کے ذریعے اپنے دلی جذبات کا اظہار کیجئے، اس اظہار کو ہرگز معیوب نہ سمجھئے۔

شوہر کی محبت حاصل کرنے کا طریقہ:

شوہر کی محبت حاصل کرنے کا ایک طریقہ یہ ہے کہ بیوی ہنسی خوشی بولے، مزاق کرے، طبیعت میں ظرافت ہو، ہنس مکھ عادت سب پسند کرتے ہیں۔ پھر شوہر کے لئے تو یہ انداز و عادت ضرور بنانی چاہیے۔

کیوں کہ بیوی کی خوش مزاجی، ہنس مکھ طبیعت سے گھر میں رونق رہتی ہے۔ ہلکی پھلکی باتیں اور شوہر کے لئے نت نئے انداز اپنائے جائیں۔ ان چیزوں سے میاں بیوی کی زندگی خوشگوار گزرتی ہے۔

حضرت علی ؓ ایک بار اپنی زوجہ محترمہ فاطمہؓ کے پاس آئے۔ وہ مسواک کر رہی تھیں۔ مسواک منہ میں تھی۔ حضرت علی ؓ اپنی زوجہ محترمہ سے ہنسی مزاق کرنے لگے۔ انہیں خوشیاں دینے لگے۔

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ حضور اقدس ﷺ جب گھر میں دوسری طرف تشریف لاتے تو آپ ﷺ کے چہرہ انور پر تبسم اور مسکراہٹ ہوتی چنانچہ آپ ﷺ نے میاں بیوی میں آپس کی ہنسی مزاق کو بھی پسند فرمایا ہے۔

اسی طرح حضرت نعمان ؒ کا قول ہے عاقل شخص کو چاہئے کہ وہ اپنی بیوی کے ساتھ مزاق کرے۔ مگر مزاق کی حد بھی ہے۔ اتنا مزاق نہ کرے کہ اپنی بیوی کی نظر میں اس کی اہمیت کچھ بھی نہ رہے، غرض اپنی بیوی کے ساتھ ہمیشہ میانہ روی کا سلوک اختیار کرے۔

اس کے ذیل میں ایک واقعہ پیش خدمت ہے جسے پڑھ کر یقیناً آپ کو بہت سا فائدہ حاصل ہوگا۔ ایک نوجوان اپنی آپ بیتی سناتے ہوئے کہتا ہے کہ!

ایک اور سبق آموز واقعہ:

میری عمر ۲۷ سال ہے، سات سال ہوئے میں نے شادی کی تھی، اس عرصہ میں میں اپنی بیوی سے کبھی کھل کر نہیں ہنسا میں نے کسی کتاب میں پڑھا تھا گربہ کشتن روز اول۔ بیوی پر پہلے ہی رعب جماؤ۔ چنانچہ میں نے ابتدا ہی سے اس کے ساتھ سنجیدہ اور متین چہرے کے ساتھ زندگی بسر کرنا شروع کی جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ میری زندگی سے شعریت اور رمانیت ختم ہوگئی ایک ماہر نفسیات سے ملاقات کے بعد گھر آتے ہی میں نے اس کے مشورے پر عمل کرنا شروع کر دیا۔ چنانچہ جب میں گھر گیا تو میں اپنی بیوی کے لئے پھولوں کا ایک ہار لے گیا۔ وہ پھولوں کو بہت پسند کرتی تھی۔ وہ بہت خوش ہوئی لیکن ساتھ ہی متعجب بھی ہوئی کیونکہ اس کی سات سالہ شادی شدہ زندگی میں یہ پہلا موقع تھا کہ میں نے اس کی مسرت

اور خوشنودی کی خاطر چند پیسوں کا ایک ہار اس کی نذر کیا تھا۔ اور اس سے بھی زیادہ تعجب خیز بات اسے یہ معلوم ہوئی کہ اتنے طویل عرصے کی ازدواجی زندگی میں پہلی مرتبہ میں اس سے ہنس کر ہم کلام ہوا تھا۔ اس کی مسرتوں کا کوئی ٹھکانہ نہ رہا۔ ادھر مجھے اس روز اس تبدیلی سے بیوی میں پہلے کی نسبت زیادہ کشش، تسکین اور طمانیت جھلکتی ہوئی نظر آنے لگی۔ چند ہی دنوں میں بچوں اور گھریلو ملازموں پر بھی میری اس خوش مزاجی اور اطمینان بخش مسرت نے اثر دکھایا۔

''میری اس رویے کی تبدیلی سے قبل جہاں ملازم، بچے اور بیوی وغیرہ سہمے سہمے سے رہتے تھے اور میری صورت دیکھنے پر کسی خاص خوشی کا اظہار نہ کیا کرتے تھے اب مطمئن اور خوش دکھائی دیتے ہیں۔ بیوی پہلے کی نسبت زیادہ گرمجوشی اور کوشش کے ساتھ میری محبت کا جواب محبت سے دینے لگی۔ اسے میرے آرام کا بھی نسبتاً زیادہ خیال رہنے لگ گیا۔ اُدھر ملازموں نے بھی اپنے فرائض کو پہلے کی نسبت زیادہ خوش اسلوبی سے انجام دینا شروع کیا۔ بچوں کا تو کچھ نہ پوچھئے، چنچل بلبلوں کی طرح ہر وقت اپنی رنگپاش مسرتوں کو گھر بھر میں بکھیرنے لگیں ہیں۔

جیب سے ایک پائی خرچ کیے بغیر جب میں نے مسکراہٹ کے ان گراں بہا فوائد کو گھر کی چار دیواری کے اندر محسوس کیا تو میں نے یہ اصول وضع کر لیا کہ گھر سے لے کر اپنے دفتر تک راستے میں جتنے آدمیوں سے بھی ملوں ان سے ہنس کر بات چیت کروں۔ جو لوگ شکایت لے کر آئیں ان سے بھی ہنس کر پیش آؤں۔ اور ان کے گلوں اور شکایتوں کو توجہ سے سنوں۔ چنانچہ مسکرانے کی اس عادت کے باعث میں نے گھر اور باہر کے معاملات پر نقطہ چینی کرنا بند کر دی ہے جس کا نتیجہ یہ نکلا ہے کہ گھر کے باہر برائے راست میرے دوستوں کی تعداد میں کئی گناہ اضافہ ہو گیا ہے۔ اور بالواسطہ طور پر میری آمدنی میں بھی متعدبہ اضافہ ہو گیا ہے لیکن اس سے بھی زیادہ قابل قدر چیز جو مجھے حاصل ہوئی ہے وہ ہے بیوی کی بے پایاں محبت اور گھر کا لامتناہی سکھ''

یاد رکھو! کہ دنیا میں ہر چیز مل جاتی ہے لیکن نہیں ملتی تو خوشی نہیں ملتی۔ دنیا کا ہر آدمی خوشی

کی جستجو میں ہے۔اس لئے مسکرانے کی عادت ڈالو۔دوستوں سے ملاقات ہوتو ہنس کر بولو اور خندہ پیشانی سے ہاتھ ملا کر اپنے فعل وکردار سے ظاہر کرو کہ انہیں مل کر تمھیں بہت خوشی ہوئی ہے۔جب بیوی سے آمنا سامنا ہوتو مسکرا کر خوشی کا اظہار کرو بچے کو گود میں لوتو ہنس کر اسے پیار کرو۔اگر کوئی کام نوکر کے سپرد کروتو اُسے خوش ہوکر کہو، کہ یہ کام اس لئے سپرد کیا ہے کہ وہ اس کو پوری دیانت داری کے ساتھ سرانجام دینے کی اہلیت رکھتا ہے۔

ایک مصنف نے لکھا ہے کہ: ''غم وغصہ کے ذریعے چہرے کی ہیت کو بار بار بدلنے سے انسان بدصورت بن جاتا ہے۔خدوخال میں تغیر واقع ہو جاتا ہے تمہارے حریف کی آنکھ تمہارے چہرے کی کھلی ہوئی کتاب سے تمہارے دلی ارادوں اور قلبی کیفیتوں کا حال بخوبی پڑھ لیتی ہے لہٰذا جو آدمی ہنستا رہتا ہے وہ خوش خور اور خوش اطوار بن جاتا ہے اور جو ہر وقت غم وغصہ میں رہتا ہے وہ اپنی مسرتوں کو فنا کر بیٹھتا ہے۔تمہاری اپنی دنیا اور تمہارے تعلق میں آنے والوں کی دنیا میں تمہاری شکل وصورت کی تبدیلی کے ساتھ ساتھ تغیر وتبدل واقع ہوتا رہتا ہے''

محبت کا عملی ثبوت پیش کیجئے:

فرمان رسول مکرم ﷺ ہے کہ: ''جب تک بندہ اپنے بھائی کی ضرورت پوری کرنے میں لگا رہتا ہے اس وقت تک اللہ اس کی ضرورت کے پورا کرنے پر رہتا ہے''

(بحوالہ مشکوٰۃ شریف)

مصیبت اور بیماری کے وقت انسان کو تیمارداری اور غمخواری کی ضرورت ہوتی ہے، اس کا دل چاہتا ہے کہ کوئی اس سے ہمدردی کرے، نوازش ودلجوئی کر کے اس کو تسکین دے، تسلی وتشفی کے ذریعے اس کے اعصاب کو سکون پہنچائے، دراصل مرد ہی سابق بچہ ہوتا ہے جو بڑا تو ہو گیا ہے مگر وہ ابھی ماں کی نوازش ومحبت کا بھوکا ہوتا ہے، مرد جب کسی عورت سے رشتہ ازدواج میں منسلک ہوتا ہے تو اس سے توقع رکھتا ہے کہ وہ پریشانی اور بیماری کے موقع پر ٹھیک ایک مہربان ماں کی طرح اس کی تیمارداری اور دلجوئی کرے۔

عزیز بہن! اگر آپ کے شوہر بیمار پڑ گئے ہیں تو ان کے ساتھ پہلے سے زیادہ مہربانی

کا برتاؤ کیجئے! ان سے اظہار ہمدردی کیجئے اور افسوس کا اظہار کیجئے، ان کی علالت پر شدید رنج وغم کو ظاہر کیجئے، ان کو تسلی دیجئے، ان کے آرام کا خیال رکھئے، اگر ڈاکٹر یا دوا کی ضرورت ہو تو مہیا کیجئے! جس غذا سے انہیں رغبت ہو اور ان کے لیے مناسب ہو فوراً تیار کیجئے، بار بار ان کی احوال پرسی کیجئے اور تسلی دیجئے، ان کے پاس زیادہ سے زیادہ وقت گزارنے کی کوشش کیجئے اگر درد و تکلیف کی شدت سے انہیں نیند نہ آ رہی ہو تو آپ بھی کوشش کریں کہ ان کے ساتھ جاگتی رہیں۔

آپ کو نیند آ گئی تو جب آنکھ کھلے تو ہلکے سے ان کا سر سہلا کر دیکھئے اگر بیدار ہیں تو ان کا حال پوچھئے، اگر رات جاگ کر گزاری ہے تو صبح کو ناراضگی کا اظہار نہ کیجئے۔ دن میں ان کے کمرے میں تنہائی اور خاموشی کا اہتمام رکھئے شاید ان کو نیند آ جائے، آپ کی ہمدردیاں اور نوازشیں ان کی تکلیف میں تسکین کا سبب بنیں گی اور ان کے صحت یاب ہونے میں معاون ثابت ہوں گی، اس کے علاوہ اس قسم کے کام وفاداری اور سچی محبت کی نشانیاں سمجھی جاتی ہیں اور اس کے نتیجے میں مرد کی زندگی میں لگن اور حوصلہ پیدا ہوتا ہے۔ آپس کی محبت میں اضافہ ہوتا ہے، اگر آپ بیمار ہوں تو یہی سلوک وہ آپ کے ساتھ کریں گے۔ حضرت رسول خدا ﷺ فرماتے ہیں۔ ''عورت کا جہاد یہ ہے کہ شوہر کی نگہداشت اچھی طرح کرے''

(بحوالہ خواتین کا انسائیکلو پیڈیا)

جہاد دین اسلام کی بقاء و نصرت کا ذریعہ ہے اور عورت بھی اظہار محبت کے ذریعے اپنے شوہر کو ہر برائی سے بچانے کا ذریعہ بن جاتی ہے۔ اس لیے اسے بھی جہاد کا ثواب ملتا ہے۔

میری بہن! اس عظیم نیکی میں آپ کیوں پیچھے رہیں؟، اظہار محبت کر کے اور اپنی زبان وعمل سے شوہر سے اپنے عشق و محبت کو نمایاں کیجئے، اس میں کیا حرج ہے کہ اگر کبھی کبھی آپ اپنے شوہر سے کہیں کہ میں واقعی آپ کو بہت چاہتی ہوں، اگر وہ سفر سے واپس آیا ہے تو نیا لباس یا پھولوں کا ایک گلدستہ نذر کریں اور کہیں! اچھا ہوا کہ آپ آ گئے مجھے آپ کی جدائی گوارہ نہیں، جب وہ باہر گیا ہو تو اسے خط لکھیں اور اس کے فراق و جدائی میں اپنے غم کا اظہار کریں، شوہر جہاں کام کرتا ہو وہاں ٹیلی فون ہو اور گھر میں ٹیلی فون ہو تو کبھی کبھی فون کر کے

اس کی خیریت پوچھ لیا کریں اگر خلاف معمول دیر سے گھر پہنچے تو اپنی پریشانی کا مناسب اظہار کریں۔

اس کی غیر موجودگی میں اپنی سہیلیوں اور عزیزوں میں اس کی تعریف کیجئے، کہیے واقعی میں نے کیا شوہر پایا ہے، میں اس سے محبت کرتی ہوں، اگر کوئی اس کی برائی کرنا چاہے تو اس کا دفاع کیجئے، آپ جتنا زیادہ عشق و محبت کا اظہار کریں گی وہ اتنی ہی زیادہ آپ سے محبت کرے گا اور اس طرح آپ کی ازدواجی زندگی کی ڈور اتنی ہی مضبوط ہوتی جائے گی اور آپ کا گھرانہ ایک خوش و خرم اور خوش نصیب گھرانہ ہوگا۔

احادیث رسول ﷺ گواہ ہیں کہ ہمارے نبی ﷺ جس سے محبت رکھتے کسی نہ کسی طرح اظہار فرما دیتے۔

ایک دفعہ حضرت معاذؓ سے آپ ﷺ نے فرمایا:

"انی لا حبک یا معاذ"

"اے معاذ میں تم سے محبت کرتا ہوں"

اس کے بعد آنحضرت ﷺ نے انہیں ایک دعا کی تلقین فرمائی، اس حدیث رسول ﷺ سے معلوم ہوا کہ جس سے محبت ہو اسے بتا دینا چاہیے۔ (بحوالہ معارف الحدیث)

خاوند سے محبت رکھنے کے فوائد:

جیسا کہ عرض کیا گیا کہ منکوحہ عورت میں خاوند کے لیے محبت کا جذبہ ہونا بہت ضروری ہے، کیونکہ میاں بیوی میں اگر محبت ہوگی تو دونوں کی زندگی بڑی خوشگوار گزرے گی اگر زندگی میں کبھی تنگی و عسرت آ بھی جائے تو محبت کی بنا پر بڑی آسانی سے گزر جائے گی، اگر عورت کے دل میں خاوند کی محبت بیٹھ جائے تو وہ ہر طرح کی تکلیف بڑی خوشی کے ساتھ برداشت کر لیتی ہے، اس لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نوجوانوں کو ترغیب دی ہے کہ ایسی عورت سے نکاح کرو جو بعد میں تمہاری طرف مائل ہو جائے۔

حضرت معقل بن یسارؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ

محبت کرنے والی بہت بچے جننے والی عورت سے نکاح کرو کیونکہ میں تمہاری وجہ سے دوسری امتوں پر غالب آنے والا ہوں۔ (بحوالہ ابوداؤد شریف)

اس حدیث میں بتایا گیا ہے کہ ایسی عورت سے شادی کی جائے جس میں بیک وقت دونوں خوبیاں موجود ہوں یعنی ایک تو وہ خاوند سے محبت کرنے والی ہو اور دوسرے یہ کہ اس میں کثیر بچے جننے کا وصف موجود ہو اگر کسی عورت میں ایک وصف موجود ہے لیکن دوسرا نہیں تو اس صورت میں نکاح کرنے کا مقصد پوری طرح حاصل نہ ہو سکے گا۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ نکاح سے پہلے یہ کیسے پتہ چلے کہ نکاح میں آنے والی عورت میں کیا دونوں وصف موجود ہیں یا نہیں؟ تو اس کے لیے جب رشتہ دیکھا جائے تو لڑکی کے رشتہ داروں سے ان دونوں باتوں کے بارے میں معلوم کیا جا سکتا ہے کیونکہ کسی خاندان اور کنبہ کا عام مشاہدہ اس کی کسی عورت کے لیے ان صفتوں کا معیار بن سکتا ہے چنانچہ ان اکثر لڑکیوں میں یہ صفتیں موجود ہوتی ہیں جن کے خاندان اور قرابت داروں میں ان صفتوں کا مشاہدہ ہوتا رہتا ہے، عام طور پر چونکہ اقرباء کے طبعی اوصاف ایک دوسرے میں سرایت کئے ہوئے ہوتے ہیں اور عادت و مزاج میں کسی خاندان و کنبہ کا ہر فرد ایک دوسرے کے ساتھ یکسانیت رکھتا ہے اس لیے کسی خاندان کی لڑکی کے بارے میں اس کے خاندان کے عام مشاہدہ کے پیش نظر ان اوصاف کا اندازہ لگانا کوئی مشکل نہیں ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا دنیا کی کل متاع و پونجی اور فائدہ ہے لیکن اس میں سب سے بڑھ کر جو متاع اور پونجی ہے وہ نیک سیرت عورت ہے۔ (بحوالہ نسائی شریف)

اپنے خاوند سے محبت رکھنے کی بنا پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں کو اپنے خاوند کے سامنے کسی دوسری عورت کی خوبیاں بیان کرنے سے منع فرمایا ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی عورت اپنے خاوند کے سامنے کسی دوسری عورت کی خوبیاں اس طرح بیان نہ کرے کہ گویا وہ اسے سامنے دیکھ رہا ہے۔ (بحوالہ بخاری شریف)

شوہر اور بچوں سے محبت کیجئے:

''حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا اونٹ پر سوار ہونے والی عورتوں میں عربی خواتین میں سب سے بہتر قریش کی عورتیں ہیں کہ چھوٹے بچوں پر شفقت کرتی ہیں، شوہر کے مال کی حفاظت کرنے والی ہوتی ہیں''

فائدہ: اس حدیث پاک میں عورتوں کی دو قابل تعریف علامتوں کو بیان کیا گیا ہے۔

(۱) بچوں پر شفقت کرنے والی۔ مطلب یہ ہے کہ چھوٹے بچوں کی پرورش میں بڑی مہربان و شفیق ہوتی ہیں۔ ان کو دودھ پلاتی ہیں، پاخانہ پیشاب دھوتی ہیں ان کی نہایت ہی محبت سے پرورش کرتی ہیں۔ ایسا نہیں کہ اولاً تو بچہ ہی نہیں ہونے دیتیں، اگر ہو جائے تو بچے کو دودھ نہیں پلاتیں، بہانہ بناتی ہیں کہ صحت نہ خراب ہو جائے۔ یہ جہالت اور عیش مزاجی کی باتیں ہیں، بچوں کی پرورش نوکرانیوں کے حوالہ کر دیتی ہیں بچوں کی کما حقہ تربیت نہیں کر پاتیں۔ اسی طرح وہ عورتیں جو ملازمت کرتی ہیں اور اس کی وجہ سے بچوں کی تربیت اور نگرانی نہیں کر پاتیں۔ نوکرانیوں کے حوالہ کر کے بچوں کو ضائع کرتی ہیں۔ خیال رہے کہ یہ نہایت ہی قبیح اور خدا اور رسول کو ناراض کرنے والی باتیں ہیں۔ یہ یورپین عورتوں کی عادت ہے۔ بچوں کی شفقت کے ساتھ تربیت و نگرانی یہ حق شرع ہے۔ دنیا میں ایسی عورتوں کا انجام بد یہ ہوتا ہے کہ بڑھاپے میں یہ اولاد ان کا سہارا نہیں بنتی۔ اور ان کی زندگی اجیرن ہو جاتی ہے۔ جیسا کہ مغرب ممالک کا حال ہے۔

خیال رہے کہ جس طرح اپنے بچوں کی پرورش عورت کے ذمہ ہے، اسی طرح شوہر کے دوسری بیوی سے بچے ہوں اور قابل پرورش ہوں تو ان کی پرورش اور نگرانی بھی عورت کرے۔ یہ بڑی نیکی اور ثواب عظیم کا باعث ہے اس کے بڑے فضائل ہیں۔ بعض عورتیں ایسی ہوتی ہیں کہ سوتیلے بچوں سے نفرت کرتی ہیں، ان کو تکلیف پہنچاتی ہیں۔ عناد سے پیش آتی ہیں، خدمت اور تربیت تو دور کی بات لعن طعن کرتی ہیں، کھانے پینے میں ظلم و ستم ڈھاتی ہیں، یہ بڑی بری بات ہے۔ ان کے بچوں کے ساتھ کوئی دوسرا اس طرح کرے تو بتاؤ ان کو کیسی تکلیف ہو گی۔

سوتیلے بچوں کو تکلیف پہنچانا، حقارت کا معاملہ کرنا، جہنم کے اعمال ہیں۔ خدا حفاظت فرمائے۔ اسی طرح گھر میں کوئی بچہ یتیم ہو اس کی پرورش کا موقعہ مل جائے تو یہ خدا کی بڑی نعمت ہے خوب خوشی و مسرت سے خدمت کرنی چاہئے کہ اس کا بڑا ثواب ہے، ایسا گھر بڑا ہی باعث برکت ہے۔ ہو سکے تو کسی کے یتیم بچوں کی، خصوصاً بچیوں کی پرورش گھر میں رکھ کر کرو، یہاں تک کہ اس کی شادی کرادو۔ جنت میں حضور پاک ﷺ کی پڑوسن بنوگی۔

(بحوالہ جنتی عورت)

نہ نماز قبول ہوگی اور نہ نیکی اوپر چڑھے گی:

''حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا تین لوگوں کی نہ نماز قبول ہوتی ہے اور نہ کوئی نیکی اوپر چڑھتی ہے۔ (بحوالہ بیہقی فی الشعب ج ٦)

(۱) بھاگے ہوئے غلام کی، تاوقتیکہ اپنے مولیٰ کے پاس نہ آجائے اور ان کے ہاتھ میں اپنا ہاتھ نہ دیدے۔

(۲) ایسی عورت جس سے اس کا شوہر ناراض ہو۔

(۳) اور مست شرابی کی، تاوقتیکہ شراب کا اثر ختم نہ ہو جائے۔''

فائدہ: مرد عورت پر نگران ہے اور عورت اس کے ماتحت ہے۔ خدا کے بعد عورت کے لئے شوہر ہی ہے۔ والدین کے حق پر شوہر کا حق غالب ہو گیا ہے۔ اگر مذہب میں کسی کو سجدہ تعظیمی کی اجازت ہوتی تو عورت کو ہوتی کہ وہ شوہر کو سجدہ کرے۔ حدیث پاک میں ہے عورت کے لئے اس کا شوہر جنت یا جہنم ہے، کہ اس کے حق کو ادا کر کے جنت پاسکتی ہے ۔جس کا اتنا بڑا حق ہو بھلا اسے ناراض کیسے چھوڑا جاسکتا ہے۔ پھر خدائے پاک نے جسے رفیق حیات بنایا ہو زندگی بھر کا ساتھی اور معاون بنایا ہو، دنیاوی اعتبار سے جس کے بغیر گذارہ نہیں اسے کیسے ناراض رکھا جاسکتا ہے۔ اس لئے اگر وہ کسی وجہ سے ناراض ہو جائے، چاہے بلا معقول وجہ کے سہی تو اسے یونہی نہیں چھوڑ دیا جائے بلکہ اسے خوش کرنے کی کوشش کی جائے۔ اسی لئے شریعت نے تاکید کی کہ جب تک اسے راضی نہ کیا ایسی عورت کی نہ نماز

قبول ہوتی ہے اور نہ کوئی نیکی۔

غیر اللہ کو سجدہ جائز ہوتا تو شوہر کو سجدہ کا حکم ہوتا:

''حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول پاک ﷺ نے فرمایا اگر میں کسی کو سجدہ کا حکم دیتا تو عورت کو حکم دیتا کہ وہ شوہر کو سجدہ کرے''

فائدہ: قیس بن سعدؓ کی روایت میں ہے کہ جب وہ حیرہ گئے تو انہوں نے عیسائیوں کو دیکھا کہ وہ اپنے مرزبان (مذہبی عالم) کو سجدہ کرتے ہیں تو انہوں نے کہا کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے کہا کہ آپ تو سجدہ کے زیادہ لائق ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا جب میری قبر پر گزرو گے تو کیا مجھے سجدہ کرو گے میں نے کہا نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا اگر میں سجدہ کا حکم کسی کو دیتا تو بیوی کو حکم دیتا کہ وہ اپنے شوہر کو سجدہ کرے کہ اللہ نے ان کے لئے ان پر حق رکھا ہے۔ (یعنی اکرام واحترام واطاعت کا)۔

حضرت عائشہؓ کی روایت میں ہے کہ ایک اونٹ نے آپ کو سجدہ کیا تو آپ کے حضرات صحابہؓ نے کہا اے اللہ کے رسول ﷺ آپ کو اشجار و بہائم سجدہ کرتے ہیں۔ ہم اس سے زیادہ حقدار ہیں۔ آپ نے فرمایا عبادت اللہ کی کرو۔ اپنے بھائی کا اکرام کرو۔ اگر میں کسی کو سجدہ کا حکم دیتا تو عورتوں کو حکم دیتا کہ وہ اپنے شوہروں کو سجدہ کریں۔

(بحوالہ مجمع الزوائد ج:۴)

بہترین عورت وہ ہے جو اپنے تمام رشتہ داروں پر اپنے شوہر کو ترجیح دیتی ہو

قابل احترام مسلمان بہن! ''نیک بیوی'' وہ ہے جو ہمیشہ اپنے شوہر کے سامنے اپنی خوش بختی کا اظہار کرتی ہے اور اس کو اپنے قریب ترین لوگوں میں مقدم رکھتی ہے۔

حکماء کہتے ہیں کہ چار آدمی عورت کی آنکھوں کی ٹھنڈک ہیں۔ اس کا باپ، اس کا بھائی، اس کی اولاد اور اس کا شوہر، اور بہترین عورت وہ ہے جو اپنے تمام رشتہ داروں پر

اپنے شوہر کو ترجیح دیتی ہو، بلکہ اس کو اپنی ذات پر بھی ترجیح دیتی ہو۔

پس ''نیک بیوی'' وہ ہے کہ جب کبھی شوہر کے ساتھ کوئی نزاع یا اختلاف پیدا ہو تو معاملہ اپنے یا اس کے خاندان تک نہیں پہنچاتی بلکہ اپنے گھر کے اندر ہی اس کو نمٹاتی ہیں۔

اے میری مسلمان بہن! جو عورتیں شوہر کی عدم موجودگی میں اپنے خاوند کی باتیں آپس میں کرتی ہیں اپنے شوہر کا شکوہ وشکایت ایسی بدمزاج عورتوں سے کرتی ہیں جو اپنے شوہروں کے ساتھ بدسلیقہ اور بداطوار ہوتی ہیں تو اس وقت معلوم ہو جاتا ہے کہ ان کو شوہر سے کوئی دلی محبت نہیں ہے۔ لیکن ''نیک بیوی'' ایسی نہیں ہوتی، وہ شوہر کے ساتھ عداوت ودشمنی کے اسباب کو اپنے گھر میں ہی دفن کر دیتی ہے۔ ''نیک بیوی'' اپنے شریکِ حیات کی غلطیوں کا مسکرا کر مقابلہ کرتی ہے، کیونکہ وہ اپنے شوہر سے دلی تعلق اور محبت رکھتی ہے، تاکہ رائی کا پہاڑ نہ بنے۔ نیک بیوی کا اپنے شوہر کو اپنے رشتے داروں پر ترجیح دینا اس کے تعلق و محبت کی بہترین مثال ہے۔ ایک دیہاتی عورت نے اپنی بیٹی کو اسی کی نصیحت کی تھی، اس نے اپنی بیٹی سے کہا ''خوب جان لو کہ تم اپنے شوہر کی رضامندی کو اس وقت تک حاصل نہیں کر سکتی جب تک کہ تم اس کی خواہش کو اپنی خواہش پر ترجیح نہ دو گی۔''

اس زمانے میں محبت وتعلق کی سب سے نمایاں صورت جو نیک بیوی سے مطلوب ہے، وہ یہ ہے کہ وہ اپنے خاوند کی طبیعت ومزاج کا خیال رکھے، اس کا طریقہ یہ ہے کہ وہ خاوند کے راز کا افشاء نہ کرے، کیونکہ یہ وہ چیز ہے کہ اگر اس کا خیال نہ رکھا جائے تو شوہر کے سینہ میں غصہ کی آگ بھڑک جاتی ہے۔

شوہر کے رشتہ داروں سے محبت کیجئے:

قابلِ احترام مسلمان بہن! ''نیک بیوی'' وہ ہے جو اپنے شوہر کے ماں باپ سے اسی طرح محبت کرتی ہو جس طرح وہ اپنے ماں باپ سے محبت کرتی ہے۔ اس طرح شوہر کے دل میں اس کی محبت بڑھے گی۔ ''نیک بیوی'' اپنے خاوند کو ہمیشہ یہ باور کراتی ہے کہ اس کی سہیلیاں، اس کے شوہر کے والدین اور عزیز واقارب سے زیادہ اہم نہیں ہیں کہ ان کے ہاں جانے کو ترجیح دی جائے۔ ''نیک بیوی'' خوشی کے موقعوں پر اپنے خاوند والوں کے ساتھ خوشگوار

انداز میں پیش آتی ہے اور غمی کے موقعوں پر ان کے ساتھ غم خواری اور ہمدردی کرتی ہے۔

''نیک بیوی'' اپنے خاوند کے والدین کے ساتھ بھی انتہائی احتیاط سے گفتگو کرتی ہے کہ مبادا اس کی طرف سے کوئی ایسی بات ہو جائے جس کی وجہ سے ان کو کوئی پریشانی یا تکلیف نہ ہو۔

''نیک بیوی'' شروع سے آخر تک (ہر وقت) اپنے شوہر کے ذہن میں یہ امر مستحضر رکھتی ہے کہ وہ اس کے والدین کی فرمانبردار ہے، اپنی ملاقات، خوش گفتاری اور تعاون مالی کے ذریعہ ان کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آتی ہے۔

اللہ تعالیٰ اس ''زوجۂ صالحہ'' پر اپنی بے پایاں رحمت فرمائے جو اپنے شوہر سے یوں کہتی ہے: ''میں تمہیں قسم دیتی ہوں کہ تم میری وجہ سے جہنم میں داخل نہیں ہوں گے۔''

''اپنی ماں کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آؤ، رشتہ داروں سے صلہ رحمی کرو، ان سے قطع تعلق نہ کرو ورنہ اللہ تعالیٰ بھی تجھ سے تعلق قطع کرلے گا۔''

اے وہ خاتون جو ''زوجۂ صالحہ'' کا مقام حاصل کرنا چاہتی ہے! اپنے شوہر کے والدین اور اس کے بہن بھائیوں سے نیک سلوک کرو، بہت ممکن ہے کہ تم اپنے مقصد کے حصول میں کامیاب اور بامراد ہو جاؤ۔

ہم آہنگی ایک مؤثر ذریعہ محبت:

میری بہن! کبھی خاوند سے بے تکلف ہو جانا کوئی جرم نہیں ہے بلکہ یہ تو اس ازدواجی زندگی کا خاص انعام ہے۔ جو طرفین کی فرحت وانبساط کی علامت ہے۔

اس بات کی تائید میں، میں نبی ﷺ کی ایک مثال دیتا ہوں۔

''خود نبی کریم ﷺ نے زوجہ مبارکہ حضرت سیدہ عائشہؓ کے ساتھ دوڑ میں حصہ لیا تھا، حضرت سیدہ عائشہؓ فرماتی ہیں کہ پہلی مرتبہ وہ دوڑ جیت گئیں کیوں کہ وہ دبلی پتلی تھیں بعد میں وہ بھاری جسم کی ہو گئی تو آپ ان کے ساتھ دوڑ میں سبقت لے گئے۔'' آپ ﷺ نے فرمایا۔ اے عائشہ یہ دوڑ پہلے والی جیت کا بدلہ ہو گئی۔ (سیرت عائشہؓ)

اس کا مطلب کہ ہوا کہ تفریح خود نبی کریم ﷺ کے گھر میں ہوئی اور خود نبی کریم ﷺ

اور آپ ﷺ کی زوجہ مبارکہؓ نے اس میں دلچسپی لی، اس میں کوئی شک نہیں کہ ان معاملات میں حضور اکرم ﷺ سے بڑھ کر کہیں اور سے رہنمائی نہیں ملتی۔

خاتون مکرم! اپنے شوہر سے ہم آہنگی کے لیے کبھی موڈ دیکھ کر بے تکلفی کا اظہار ہلکا پھلکا مزاح، ایسے عوامل ہیں جن سے بہت سے مسائل خود بخود حل ہو جاتے ہیں اور بہت سی رنجشوں سے جان چھوٹ جاتی ہے۔

خوش نصیب ہیں وہ لوگ جو محبتوں اور حقیقی چاہتوں میں بستے ہیں:

حقیقت میں میاں بیوی آپس میں دوست ہیں جنہیں پوری زندگی دوستانہ ماحول میں گزارنی چاہیے کیونکہ اس رشتے میں محبتیں، چاہتیں اور ایک دوسرے کی رعایتیں رکھنی پڑتی ہیں اور خوش نصیب ہیں وہ لوگ جو محبتوں اور حقیقی چاہتوں میں بستے ہیں یہ ایک انعام ہے۔

حضور ﷺ فرماتے ہیں۔

"والجلیس الصالح خیر من الواحدة" (بحوالہ مشکوۃ شریف)

"اور اچھا ہمنشین (دوست) بہتر ہے اکیلے رہنے سے۔"

اس لیے ہمارا یہ مشورہ ہے آپ خود اچھی دوست ثابت ہو جائیں کیونکہ۔

زندگی بے رونق ہو جاتی ہے اس شخصیت کی جس سے ملنے والوں میں غمخوار اور اچھے مشیر اور خیر خواہ دوست نہ ہوں اس لیے اگر آپ کے شوہر نے اچھے لوگوں سے تعلقات بڑھائے ہیں، اس توفیق الٰہی کی قدر کیجئے کیونکہ انسان کو رفیق و دوست کی ضرورت ہوتی ہے اچھا دوست ایک بہت بڑی نعمت ہے۔

عورت کی یہ بہت بڑی ذمہ داری ہے جسے انجام دینا ایک بہت ضروری اور حیات بخش امر ہے اگر ایسا نہیں ہے اور شوہر کی محبت درست نہیں رہی تو اب آپ و اصلاح احوال کی طرف توجہ دینی ہوگی، ایسے موقعوں پر خواتین کے حسن تدبر اور ہوشیاری و دانائی کا مظاہرہ ہوتا ہے انہیں بربادا اور عاقبت اندیش بننا چاہیئے، چیخ، پکار، نالہ و فریاد اور لڑائی جھگڑے کے ذریعے یہ مسائل حل نہیں ہو سکتے بلکہ اس کا نتیجہ برعکس نکلتا ہے، ایسے موقع پر عورت پر دو فرائض ہوتے ہیں، تا کہ اس کے شوہر اس کے لئے ایک اچھے دوست ثابت ہوں۔

اول یہ کہ اندرونی زندگی میں اپنے اخلاق و عادات اور اپنے گھر کے عام حالات کا مکمل اور تحقیقی طور پر جائزہ لیجئے اور غور کیجئے کہ کون سے اسباب ہیں جن کے سبب آپ کے شوہر گھر سے جو کہ آرام وآسائش اور امن وسکون اور محبت کا مرکز ہوتا ہے) بیزار ہو گئے ہیں اور تباہی و بربادی کے اڈوں کا رخ کرتے ہیں، ایک عادل جج کی مانند آپ مسئلے کے اسباب وعلل کی کھوج کریں، اس کے بعد اصلاح کرنے کی کوشش کریں، ممکن ہے بیوی کی بداخلاقی، لڑائی جھگڑے، اعتراضات اس مسئلے کا سبب ہوں یا گھر کی حالت ابتر رہتی ہو یا بیوی گھر میں اپنی آرائش وزیبائش اور لباس پر توجہ نہ دیتی ہو، شاید اپنے شوہر سے اظہار محبت نہ کرتی یا اس کی پسند کی اور لذیز غذائیں تیار نہ کرتی ہو یا اس کی قدر دانی اور سپاس گزاری نہ کرتی ہو۔

اس قسم کی بہت سی خامیاں ہیں جو مرد کو گھر اور زندگی سے بے پرواہ بنا دیتی ہیں اور وہ اپنی ذہنی الجھنوں کو بھلانے کے لیے آوارہ گردی شروع کر دیتا ہے، ایسی خامیوں کی اصلاح کر فکر کیجئے اور دنیا وآخرت کی بھلائیاں سمیٹے۔ آپ کا یہ اصلاح احوال آپ کے کام آئے گا۔

کیونکہ بھلائی کی رہنمائی بھی بھلائی ہی ہوتی ہے فرمان رسول عربیؐ ہے۔

" قال علیه السالم من دل علیٰ خیرٍ فله مثل اجر فاعله"

(بحوالہ مسلم، ترمذی)

"جس نے کسی شخص کی بھلائی کی جانب رہنمائی کی تو اس کو بھی اس بھلے عمل کرنے والے کے مثل اجر وثواب ملے گا"

آپ کا دوسرا فریضہ یہ ہے کہ جس قدر ممکن ہو شوہر سے محبت کا اظہار کریں، نرمی و ملائمت کے ساتھ اس کو نصیحت کریں، مہربانی اور خوش گفتاری کے ساتھ اسے خراب زندگی، بری صحبت اور بدی کے راستے کے نتائج سے آگاہ کریں۔

التماس والتجا کریں۔

اس سے کہیے کہ میں دل کی گہرائیوں سے آپ کو چاہتی ہوں۔

آپ جیسے شوہر کے وجود پر فخر کرتی ہوں۔

اس قسم کے اعمال آپ جیسے انسان کے لیے مناسب نہیں۔
مہربانی کر کے اس قسم کی باتوں سے پرہیز کیجئے۔
اس طرح سے التماس و اصرار کریں گی تو مرد کا دل ان چیزوں کی طرف سے ہٹ جائے گا۔

خاتون مکرم! آپ میں یعنی ایک خاتون میں خدا نے ایک عجیب وغریب قدری اور اثر انگیز کی طاقت رکھی ہے جس بات کا ارادہ کرلیتی ہے اس میں کامیاب ہو جاتی ہے، وہ جس طرف چاہے اپنے شوہر کا رخ موڑ سکتی ہے اگر ارادہ کرلے کہ اپنے شوہر کو گمرہی سے نجات دلائے گی تو اس میں کم سے کم اسی فیصد کامیابی کا امکان ہے، لیکن اس کے لیے عاقل، مدبر اور دانشمند ہونا شرط ہے۔

جی ہاں! مرد کی نگرانی اور دیکھ بھال ایک قسم کی ''شوہر داری'' ہے اوور شوہر داری بیوی کا فرض ہے چونکہ یہ کام بہت اہم اور دشوار ہے اس لیے رسول خدا ﷺ نے اس کو جہاد قرار دیا ہے۔

میری بہن! اپنے مونس وغمخوار کی اصلاح بچوں کا کھیل نہیں اس میں بظاہر نظرانداز ی اظہار دردمندی، اور مسلسل انتظار اور موقع کی تلاش گفتگو کے لیے الفاظ کا انتخاب بہت ضروری ہے۔

ہماری اس بہن کے تیسرے خط میں کچھ حقائق تھے جس میں اس نے اپنے سرتاج کے ''ہاتھ'' سے نکل جانے کے الفاظ تھے۔ اس سلسلے میں جو عرض کیا گیا ذیل میں ہے۔

اپنے شریک حیات کو حسد میں مبتلا کرنے کی کوشش نہ کیجئے:

بعض مردوں کا اور بعض عورتوں کا بھی یہ وطیرہ ہوتا ہے کہ اپنے شریک حیات کی محبت کو ابھارنے کے لئے وہ مبتلائے حسد کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ شوہر بیویوں کے سامنے دوسری خواتین سے ہنس ہنس کر باتیں کرتے ہیں، معنی خیز حرکات کرتے ہیں اور ذومعنی جملے بولتے ہیں۔ بعض ایسے بھی ہوتے ہیں جو اپنی بیوی کو جلانے کے لئے فرضی معشوقائیں گھڑ لیتے ہیں اور بیوی کے سامنے ان کی بے سروپا تعریفیں کرتے رہتے ہیں۔

اور بعض بے وقوف تو اس حد تک جا پہنچتے ہیں کہ اپنی بیوی کو دکھانے کے لئے سچ مچ کا عشق لڑانا شروع کر دیتے ہیں اور بعد میں اس کا نتیجہ بھگتتے ہیں۔ کم و بیش ایسی ہی حماقتوں کی مرتکب بعض بیویاں بھی ہوتی ہیں اور بعض اوقات ایسی صورتِ حالات کے ایسے سنگین نتائج سامنے آتے ہیں کہ اخباروں میں سرخیاں لگ جاتی ہیں۔ مزید وضاحت کرنے کی ضرورت نہیں۔ ایسی سرخیاں آپ نے بھی پڑھی ہونگی۔

سنگین نتائج سے قطع نظر، ایسی حرکاتِ بد میں مبتلا ہونے والی خواتین اور حضرات کو اس بات کا علم ہونا چاہیئے کہ جس فائدے کی امید میں وہ ایسی دل لگیاں کرتے پھرتے ہیں، وہ انہیں اس طرح کبھی حاصل نہیں ہوسکتا بلکہ فائدے کے بجائے ہمیشہ الٹا نقصان ہوجاتا ہے کیونکہ جب کوئی فرد اپنے رفیق حیات کو اس قسم کی ''اٹھکیلیوں'' میں ملوث دیکھتا ہے تو وہ جذباتی حوالے سے نہایت شدید قسم کے احساسِ عدم تحفظ کا شکار ہوجاتا ہے۔ یہ احساس عدم تحفظ ازدواجی زندگی کے سکون کے لئے زہر قاتل کی حیثیت رکھتا ہے۔

ازدواجی رشتے میں باہمی اپنائیت کا عنصر پیدا کرنا بہت مشکل لگتا ہے لیکن حقیقتاً بہت آسان ہے۔ صرف اتنی بات ذہن نشین رکھئے کہ شادی کے بعد آپ کے رفیق حیات کو زندگی کے اس عظیم الشان تغیر سے ہم آہنگ ہونے کے لئے وقت درکار ہوتا ہے۔ عدم ہم آہنگی کا یہ مرحلہ بڑے صبر و تحمل کا متقاضی ہوتا ہے۔ اگر آپ اس منزل سے بحسن وخوبی گزر جائیں تو آگے کا سفر بہت آسان ہوجائے گا۔

یہ آسانی حاصل کرنے کے لئے ضروری ہے کہ آپ اپنے شریک حیات پر ہر لحاظ سے مثبت اثرات مرتب کریں لیکن مندرجہ بالا سطور میں جن خرمستیوں کا ذکر کیا گیا ہے، وہ آپ کے شریک حیات پر ہمیشہ منفی اثر ہی مرتب کریں گی، مثبت نہیں۔ اس کے علاوہ یہ صورتِ حال دودھاری تلوار کا سا کام کرے گی۔ جہاں آپ کی شریک حیات کو اذیت پہنچے گی، وہیں آپ بھی احساس پشیمانی کا شکار ہوں گے۔ اس لئے ایسی حرکتوں سے پرہیز ہی بہتر ہے۔

شوہر کی محبت حاصل کرنے کے طریقے و انداز:

بیوی کو چاہیئے کہ شوہر جب گھر آئے تو ہنستے مسکراتے ہوئے استقبال کرے کیونکہ آدمی

تھکا ہارا ملازمت، دوکان، آفس یا اپنے کام سے واپس آتا ہے اس کا جسم و ذہن تھکا ہوا ہوتا ہے دفتر ملازمت، دوکان کی مختلف الجھنیں مسائل میں گھرا ہوا، پھر راستہ میں ٹریفک کا رش بھیڑ، کبھی گرمی، کبھی سردی کا موسم اور اس کا اثر۔ کبھی دوکان میں، گاہکوں اور ملازمت میں ساتھیوں یا دیگر لوگوں کے ساتھ تلخ و نرم گرم باتیں، کبھی نقصان اور گھاٹے کا غم، اور کبھی قرض وادھار کے لوگوں کے معاملات کا بوجھ و فکرات، ان سارے مسائل کا بوجھ اٹھائے، کبھی رکشہ ٹیکسی کے انتظار میں دیر تک پریشان ہوتا ہے یا ویگن اور بس میں بیٹھ کر پریشان ہوتا ہے، جب وہ اپنے گھر پہنچتا ہے تو اسے راحت وسکون نصیب ہو جاتا ہے کیونکہ دروازے میں داخل ہوتے ہی اسے اپنی پیاری بیوی استقبال کرتی ہوئی مسکراتی ہوئی اچھے کپڑوں میں شوہر کے لئے زیب وزینت کی ہوئی خوشبو لگائی ہوئی ملتی ہے شوہر کو سلام کرتی ہے، دعائیں دیتی ہے محبت میں اس کا ہاتھ چومتی ہے اس کے ہاتھ کا سامان لیتی ہے۔ یہ سعادت مند بیوی کا سحر ہے، سمجھداری ہے۔ یہ اس کا اپنے پیارے شوہر سے محبت کے اظہار کا بہترین طریقہ و انداز ہے۔ شوہر اپنی بیوی کی یہ اپنائیت و محبت دیکھ کر یقین جانیئے دن بھر کی تھکن پریشانی اور الجھنیں سب بھول جائے گا اور اسے خوشی و راحت ملے گی۔

پھر گھر میں دائیں بائیں نظر ڈالے گا سب جگہ صاف ستھری ہے سب کمروں میں اچھی سیٹنگ ہے سب چیزیں قرینے اور اچھے انداز میں رکھی ہوئی ہیں، پھر کھانے کے لئے بیٹھے گا تو قرینے اور اچھی طریقے سے کھانے رکھے ہوئے ہیں اگر چہ کھانا بہت سادہ ہے صرف سبزی یا دال کی ڈش ہے لیکن پھر بھی اچھے انداز سے بیوی نے یہ کھانے پکائے ہیں اور پیش کئے ہیں۔ دستر خوان میں گرم گرم روٹی رکھی ہوئی ہے ایک پلیٹ میں سلاد سجی ہوئی ہے صاف شفاف گلاسوں میں ٹھنڈا پانی پینے کے لئے موجود ہے، بچوں کی طرف نظر ڈالے گا تو وہ صاف ستھرے ہونگے اور اچھے لباس و انداز میں وہ بچے بچیاں گلاب کے پھول کی طرح بڑے خوبصورت و پیارے لگ رہے ہیں، گھر سے خوشبوئیں پھوٹ رہی ہیں اگر چہ گھر چھوٹا ہے معمولی ہے مگر نیک عقلمند اور شوہر سے محبت کرنے والی بیوی نے اپنی خداداد صلاحیتوں سے اپنے گھر کو خوشیوں کا گہوارہ بنایا ہوا ہے یہ کتنی سعادت مند بیوی ہے شوہر کو خوشیاں دینے

والی بیوی ہے۔

گھر میں خوشیاں وسعادتیں چین وسکون کی فضا وماحول پیدا کرنے میں سب سے پہلے اللہ تعالیٰ کا فضل وکرم اس کی مہربانیاں اور عنایتیں ہیں اور اس نیک اور سلیقہ مند بیوی کی عقلمندی سمجھداری اور سحر ہے یعنی شوہر کو اچھے کاموں اور انداز واداؤں سے متاثر کرنے والی اور اس کا دل جیتنے والی سعادت مند بیوی ہے یہ بیوی اپنے شوہر کی نگاہ میں بڑی محبوب اور عزت والی ہے۔شوہر کے لئے بڑا قیمتی سرمایہ ہے بلکہ اپنے شوہر کی لئے دنیا کی خوبصورت حور ہے۔

شوہر کی محبت حاصل کرنے کے لئے مفید مشورہ:

قدرت نے خود مرد اور عورت کو ایک دوسرے کے لئے لازم وملزوم بنادیا ہے۔دونوں کی زندگی ایک دوسرے کے بغیر نامکمل رہتی ہے اور محبت ہی وہ جذبہ ہے جو ان دونوں کو ایک رشتے میں منسلک کرتا ہے، یہی وجہ ہے کہ جب عورت کی زندگی میں مرد کی محبت داخل نہیں ہوتی وہ ایک کمی محسوس کرتی ہے اور جب یہ خلا پُر ہوجاتا ہے تو اس کی زندگی میں اچانک ایک نئی تبدیلی پیدا ہوجاتی ہے۔ایک نئی مسرت ایک نیا ولولہ اور ایک نئی لذت۔اس کو محسوس ہوتی ہے اور یہی وہ لمحہ ہوتا ہے جب وہ زندگی کے شعوری دور میں قدم رکھتی ہے۔چونکہ محبت ہر عورت کا فطری جذبہ ہے اس لئے محبت کا حصول بھی اس کی فطری خواہش ہوتی ہے۔اگر وہ چاہتی ہے کہ اس سے محبت کی جائے تو اس کا مقصد خودنمائی،خودستائی کی خواہش نہیں ہوتی۔ اس کا سب سے بڑا مقصد صرف ’’حصول محبت‘‘ ہوتا ہے۔یہ عورت کی سب سے بڑی ضرورت ہے جو بدقسمتی سے ہمیشہ پوری نہیں ہوتی اور وہ محبت کے حصول میں ہمیشہ کامیاب نہیں ہوتی،بلاشبہ ایسی لاتعداد عورتیں موجود ہیں جن کی زندگی اس ناکامی سے مایوسی کا شکار ہوگئی ہے۔کیونکہ کوئی مرد ان کو اپنی محبت کی ’’دیوی‘‘ نہیں بناتا کسی کی محبت ان کے گلشن جات میں بہار نہیں لاتی،کسی کے شگفتہ الفاظ،چمکتی ہوئی نگاہیں،کسی کے کانپتے ہوئی لب ان کے دل میں محبت کی شمع روشن نہیں کرتے۔یہ صورت حال عورت کی زندگی میں بہت اہمیت رکھتی ہے۔اگر عورت سمجھدار ہے تو اپنی زندگی کی دوسری مصروفیات میں منہمک ہوکر اور دوسری دلچسپیوں اور مفید مشاغل میں حصہ لے کر اپنی ناکامی کے اس غم کو بھلادیتی ہے۔

لیکن عموماً ایسا نہیں ہوتا۔ زندگی کے سب سے بڑے مقصد اور سب سے بڑی فطری خواہش میں ناکامی عورت کی زندگی کا شیرازہ بکھیر دیتی ہے۔ وہ یا تو شدید مایوسی کا شکار ہو جاتی ہے۔ اور یا پھر وہ انتقامی جذبے کی رو میں بہہ کر ایک خطرناک روش اختیار کر لیتی ہے۔ لیکن یہ انتقام وہ اپنی ہی ذات سے لیتی ہے۔ کیونکہ پوری دنیا سے انتقام لینا اس کی بساط سے باہر ہوتا ہے۔

کیوں نہ ایسے موقع پر ایک خاتون کے الفاظ میں ایک بہترین نفسیاتی مشورہ پیش کیا جائے جو ہر عورت کے لئے ایسے لمحات میں یاد رکھنے کے قابل ہے۔

محبت کی خواہش کرنے والی عورت کو پہلے صحت کی خواہش کرنا چاہیئے کیونکہ صحت مند جسم اور صحت مند ذہن رکھنے والی عورت ہی محبت کے صحت مند اصولوں پر کار بند رہ سکتی ہے۔ محبت صرف حسن و رعنائی سے ہی نہیں حاصل ہوتی محبت کے لئے صرف دل فریب خدو خال دلکش شکل و صورت ہی کافی نہیں ہوتی بلکہ محبت ہمیشہ محبت سے ہی حاصل ہوتی ہے۔ اگر عورت کے پاس دلکش چہرہ نہیں ہے۔ اگر اس کے خدو خال میں غیر معمولی جاذبیت نہیں ہے تو وہ اپنی سادگی کو بھی حسن بنا سکتی ہے۔ جسمانی صحت بھی حسن بن سکتی ہے۔ صحت مند ذہن محبت کی کشش پیدا کر سکتا ہے۔ ہمدردی خلوص پاکیزگی بھی دلوں کو موہ لیتی ہے۔

جو عورتیں یہ سمجھ لیتی ہیں کہ صرف ظاہری حسن ان کو دلفریب بنانے کے لئے کافی ہے۔ وہ غلط فہمی میں مبتلا ہیں۔ چنانچہ اس غلط فہمی میں مبتلا رہنے والی عورتیں بھڑکیلے لباس اور دیدہ زیب سنگار کے ذریعے محبت ''فتح'' کرنے نکلتی ہیں۔ لیکن اس تصنع سے ان کو محبت بھی تصنع آمیز ملتی ہے۔ وہ فریب دے کر فریب کھاتی ہیں۔ ان کی زندگی محبت کی حقیقی مٹھاس سے ہمیشہ خالی رہتی ہے۔

اس کا یہ مطلب بھی نہیں کہ عورت کو ظاہری نفاست سے بالکل کنارہ کشی اختیار کر لینا چاہیئے۔ بعض حسین لڑکیاں اس غلط فہمی کا شکار رہتی ہیں کہ ان کا حسن ہی سب سے بڑی کشش ہے اور اسی کے ذریعے دوسروں کی محبت حاصل کریں گی غرور حسن ان کو اس خود فریبی میں شدت کے ساتھ مبتلا کر دیتا ہے۔ کوئی بھی مرد کسی عورت کے اندر صرف حسن کو تلاش نہیں کرتا۔ کم از کم اس دور میں شائد ہی کوئی ایسا مرد ملے۔ مرد اپنے محبوب سے جسمانی

حسن کے علاوہ بھی کچھ مطالبہ رکھتے ہیں۔ وہ ان سے ذہانت اور خلوص کے بھی ممتنی ہوتے ہیں۔ ایک گڑیا کی طرح کی لڑکی جو گڑیا ہی کی طرح بے حس اور بے کیف ہو مرد کی محبت کے تمام تقاضوں کو پورا نہیں کرسکتی۔ اس لئے عورت کو مرد کے فطری تقاضوں کو ہرگز فراموش نہیں کرنا چاہیئے۔ ورنہ وہ ان کی محبت کبھی تسخیر نہیں کرسکیں گی۔

ذمہ داری نمبر......۸

﴿شوہر کے ساتھ ہر معاملے میں تعاون کیجئے﴾

باہمی معاونت خواہ دینی ہو یا دنیاوی بہرحال رشتہ ازدواج میں ایک شیرینی کا کام دیتی ہے نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے۔''حضرت ابوامامہؓ فرماتے ہیں کہ رسول پاک ﷺ نے معاذ بن جبلؓ سے فرمایا، اے معاذ! شکر گزار دل، ذکر سے تروتازہ زبان اور نیک بیوی جو تمہارے دین اور دنیا کے معاملہ میں مددگار ہو ان سب سے بہتر ہے جسے لوگ حاصل کرتے ہیں۔'' (یعنی مال وغیرہ سے) (بحوالہ طبرانی)

اس حدیث شریف میں دنیاوی اور دینی معاونت رکھنے والی مونس وغمخوار عورت کا تذکرہ ہے اور اللہ کے رسول ﷺ اس کی تعریف کر رہے ہیں کہ۔

اے معاذ! اپنے رب تعالیٰ سے یہ عظیم دولت مانگو!!......

قابل احترام بہن! دنیا میں ہر ایک کے حالات ہمیشہ ایک سے نہیں رہتے، انسان کی زندگی میں ہزاروں نشیب وفراز آتے ہیں، کبھی انسان کسی شدید مرض میں مبتلا ہو جاتا ہے، کبھی بے روزگار ہو کر گھر بیٹھ جاتا ہے، کبھی ایسا ہوتا ہے کہ سارا مال ومتاع لٹ جاتا ہے اور تہی دست ہو جاتا ہے غرض کہ انواع واقسام کے حادثات اور پریشانیاں ہر انسان کی زندگی میں وقوع پذیر ہوتی رہتی ہیں۔

میاں بیوی ہر حال میں ایک دوسرے کا ساتھ دیں:

میاں بیوی جو رشتہ ازدواج میں منسلک ہو کر ایک دوسرے کا ساتھ نباہنے کا عہد کرتے ہیں، اس رشتے کا تقاضا ہے کہ ہر حال میں ایک دوسرے کے یار و مددگار اور مونس اور غمخوار رہیں، خصوصاً اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے احکام میں ایک دوسرے کے معاون ثابت ہوں رشتہ ازدواج اس قدر استوار اور مستحکم ہونا چاہیے کہ ہر حال میں اپنے عہد و پیمان پر باقی رہیں، خوشی وغمی میں ساتھ رہیں، سلامتی اور بیماری، خوشحالی اور تنگدستی الغرض ہر حال

میں ایک دوسرے کا ساتھ دیں۔

خلیفہ ہارون الرشید کے نیکی اور رفاہ عامہ کے بے شمار کام ایسے ہوتے تھے جن کے پیچھے ان کی نیک طینت بیوی زبیدہ کا ہاتھ ہوتا تھا۔

ایک شخص نے عدالت میں بیوی کو طلاق دینے کی درخواست دی، اس نے اپنے بیان میں کہا کہ میں بیمار تھا اور ڈاکٹر نے آپریشن کرانے کے لیے کہا تھا، میں نے اپنی بیوی سے کہا کہ تمہارے پاس جو رقم جمع ہے وہ مجھے قرض کے طور پر دے دو، لیکن وہ تیار نہیں ہوئی اور جھگڑا کر کے میرے گھر سے چلی گئی، مجبوراً مجھے ایک سرکاری اسپتال میں اپنا آپریشن کرانا پڑا اور اب میں صحت یاب ہو گیا ہوں، لیکن ایسی عورت کے ساتھ زندگی گزارنا میرے لیے محال ہے، جو روپے کو مجھ پر فوقیت دیتی ہو، ایسی عورت کو میں ''شریک حیات'' کا نام نہیں دے سکتا۔ ہر انسان کا ضمیر اس بات کی تصدیق کرے گا کہ یہ شخص حق بجانب تھا، ایسی خود غرض عورت جو ایک ایسے حساس اور نازک موقعے پر جبکہ اس کے شوہر کی جان خطرہ میں پڑی ہو وہ اپنے شوہر کو بچانے کے لیے اپنی جمع رقم خرچ کرنے سے دریغ کرے اور ایسی حالت میں اسے چھوڑ کر اپنے میکے چلی جائے، واقعی وہ ''شریک حیات'' جیسے قابل احترام مرتبہ کی مستحق نہیں ہے۔

پیاری بہن! آپ اس بات کا دھیان رکھیں کہ ایسے حساس موقعوں پر انسانیت، خلوص اور ہمدردی کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑیں، اگر آپ کے شوہر (خدانخواستہ) دائمی طور پر بیمار رہنے لگے ہیں'' تو ایسا ہرگز نہ کیجئے گا کہ ان کو اور بچوں کو تنہا و بے سہارا چھوڑ کر چلی جائیں، کیا آپ کا ضمیر اس بات کو گوارا کرے گا کہ شوہر بیچارہ جس کے خوشی کے دنوں میں تو آپ ساتھ تھیں، اب مجبور و لاچار پڑا ہے تو اس کا ساتھ چھوڑ کر چلی جائیں، کہیں ایسا نہ ہو کہ خود آپ بھی اسی بلا میں گرفتار ہو جائیں؟ فرض کیجئے!!...... آپ نے طلاق لے لی اور دوسری شادی بھی کر لی تو، کیا خبر کہ وہ آپ کے حق میں اچھا ہو گا یا نہیں۔

خود غرضی چھوڑیئے، ایثار و قربانی سے کام لیجئے، جذبات اور احساسات سے بھرپور رہیئے، رضائے خدا اور اپنی عزت و ناموس کا پاس کیجئے، اور اپنے شوہر اور بچوں کا ہر حال میں

ساتھ دیجیے، صبر و بردباری سے کام لیجیے، اپنے بچوں کی اچھی طرح تربیت کیجیے اور عملی طور پر انہیں ہر حال میں خوش رکھیے اور ایثار و قربانی کرنے کا سبق سکھائیے۔ یقیناً اس کے عوض آپ کو دنیا و آخرت میں بہترین اجر و انعام ملے گا، کیونکہ آپ کا یہ عمل عین ''شوہر داری'' کا مصداق ہے کہ جسے جہاد سے تعبیر کیا گیا ہے۔

شوہر کی ترقی میں معاونت کیجیے:

ایک مسلم گھرانے کی چشم و چراغ کس طرح اپنے شوہر کو دوسروں کے مقابلے میں اعلیٰ انسان ثابت کر سکتی ہے چند باتیں اس نقطہ نظر سے لکھی جا رہی ہیں، ملاحظہ فرمائیے۔

جب شادی کا مقصد ہی فریقین کی کامیاب زندگی ہے تو وہ ایک دوسرے کے ساتھ اس کے فرائض میں شامل کیوں نہیں ہوتے؟

اے خاتون اسلام! ہمارے خالق کا ارشاد ہے،

"وتعاونو علی البر" (القرآن)

''نیکی اور اچھے کام میں دوسروں کی مدد کرو''

قابل احترام بہن! آپ کے شوہر کی ہر کام میں آپ کا مدد کرنا، اچھا اقدام ہے کیونکہ انسان اپنی صلاحیت اور قابلیت کے مطابق ترقی کرتا ہے، ہر شخص، ہر مقام پر، اور ہر حالت میں اور ہر سن و سال میں ترقی کی منزلیں طے کر کے کامل تر بن سکتا ہے اور یہی اس کی آفرینش کا مقصد ہے، اس کو اپنی موجودہ حالت پر قناعت نہیں کرنی چاہیئے جب تک زندہ ہے اس کو کمال کی منزلیں طے کرتے رہنا چاہیئے؟۔

قابل احترام بہن! اپنے موجودہ امکانات اور حالات کے دائرے میں رہ کر اپنے شوہر کی شخصیت کو بلند کرنے کے لیے ان کی حوصلہ افزائی کیجیے۔

اگر وہ اپنی تعلیم جاری رکھنا چاہتے ہوں یا کتابوں کے مطالعے کے ذریعے اپنی معلومات میں اضافہ کرنا چاہتے ہوں تو نہ صرف یہ کہ آپ اس کی مخالفت نہ کریں بلکہ ان کی تعریف کر کے ان کی حوصلہ افزائی کیجیے، زندگی کے پروگراموں کو اس طرح ترتیب دیجیے کہ ان کے کاموں میں خلل نہ پڑے اور ان کے آرام و آرائش کے اسباب مہیا کرنے کی

کوشش کیجیے۔ تاکہ وہ فکروں سے آزاد ہو کر ترقی کے مراحل طے کرتے رہیں۔

اگر پڑھے لکھے نہ ہوں تو ان سے درخواست اور اصرار کیجیے کہ رات کی کلاسوں میں شریک ہوں یا کہیں اور تعلیم حاصل کر لیں۔

اگر تعلیم یافتہ ہیں تو ان کو ترغیب دلایئے کہ اپنے شعبے میں کمال حاصل کرے اور اس موضوع کے متعلق کتابوں کا مطالعہ کر کے اس فن میں اپنی معلومات میں اضافہ کریں۔

اگر ڈاکٹر ہیں تو ان سے اصرار کیجیے ہر روز اپنے اوقات کا کچھ حصہ میڈیکل سے متعلق رسالوں اور کتابوں کے مطالعہ کے لیے مخصوص کر دیں۔

اگر معلم، پروفیسر یا انجینئر ہیں تو ان سے کہیے کہ فراغت کے اوقات کو اپنے فن سے متعلق کتابوں اور علمی، اخلاقی اور تاریخی کتب کا مطالعہ میں صرف کریں۔

مختصراً عرض کروں کہ آپ کے شوہر جو بھی ہوں اور جیسے بھی ہوں حتیٰ کہ مزدور یا دکاندار بھی ہوں تو آپ ان کو ترقی کے لیے آمادہ کر سکتی ہیں۔

اس دوران کوئی چیز آپ کو ایسی نظر آجائے جو آپ کے شوہر کے لیے بھی مفید ہو تو اس کو نوٹ کر کے انہیں دیجیے، اس کام کے بے شمار فوائد ہیں۔

اول یہ کہ اگر ایک مدت تک آپ اس اصول پر کار بند رہیں تو آپ کے شوہر ایک قابل اور دانشمند انسان بن جائیں گے اور اس کے نتیجے میں خود کو سربلند محسوس کریں گے اور آپ کو بھی ان کی شخصیت پر فخر ہوگا، اس کے علاوہ اگر وہ اپنے فن میں مہارت حاصل کر لیں گے تو اس سے خود ان کی ذات کو بھی فائدہ پہنچے گا اور سماج کو بھی وہ بے شمار فائدہ پہنچا سکتے ہیں۔ دوسرے یہ کہ جب انسان اپنی آفرینش کے مقصد کو لبیک کہتے ہوئے تحقیق و مطالعہ میں مشغول رہے گا تو اعصابی کمزوریوں اور نفسیاتی بیماریوں کا شکار کم ہوگا۔

تیسرے یہ کہ اسے ترقی کرنے اور کتابوں کے مطالعہ کا شوق ہوگا، تو وہ اپنا وقت ادھر ادھر ضائع نہیں کرے گا، عیش و عشرت کے مراکز کا رخ نہیں کرے گا، تباہ کرنے والوں کے دام فریب میں گرفتار نہیں ہوگا۔

تعاون کی مختلف شکلیں:

خاتون محترم! خدمت کا اعلیٰ مقام یہ ہے کہ دھیان رکھا جائے گا کہ اس وقت میرے شوہر کو کس طرح کی ضرورت ہے، اس کی مثالیں کماحقہ لکھی جائیں تو بڑی طوالت ہو جائے گی چند ایک شکلیں ضبطِ تحریر میں لائی جارہی ہیں ان پر عمل ہو گیا تو ایک طبیعت بن جائے گی جو بن کہے ہر حال میں اپنے اخلاقی فرائض کو پہچان لے گی۔

جب آپ کے شوہر اپنے مطالعے کے کمرے میں (یا جس کمرے میں وہ اپنا کام انجام دیتے ہیں) جائیں تو ان کی ضرورت کی تمام اشیاء کتاب، کاغذ، قلم، کاپی پینسل وغیرہ کی فراہمی میں ان کی مدد کیجئے وہ اگر مکینک ہیں تو پیچ کس، پلاس وغیرہ، اگر کمپیوٹر اسے اپنے فرائض انجام دیتے ہیں تو سی ڈیز و دیگر اشیائے ضرورت کا خیال رکھیے...... تا کہ ان چیزوں کی تلاش میں انہیں اپنے کام سے الجھن اور کوفت نہ ہو۔

اگر انگیٹھی ہیٹر یا پنکھے کی ضرورت ہو تو اسے مہیا کر دیجئے، جب ان کی ضرورت کا سب سامان مہیا ہو جائے تو کمرے سے آ جائیں اور انہیں تنہا چھوڑ دیجئے۔

ان کے کمرے کے نزدیک آہستہ سے چلئے زور زور سے بات نہ کیجئے۔

دھیان رکھئے کہ بچے شور نہ مچائیں انہیں سمجھایئے کہ یہ تمہارے کھیلنے کا وقت نہیں ہے کیوں کہ تمہارے والد اس وقت کام میں مشغول ہیں اور تمہارے شوروغل سے ان کے کام میں خلل پڑے گا۔

جب وہ کام میں مشغول ہوں تو امور زندگی کے متعلق ان سے بات چیت نہ کیجئے کیوں کہ ان کے خیالات کا تسلسل ٹوٹ جائے گا اور ان کے افکار منتشر ہو جائیں گے، ہمیشہ بے صدا جوتے پہنیے۔

دروازے یا ٹیلی فون کی گھنٹی بجے تو فوراً جواب دیجئے تا کہ وہ ڈسٹرب نہ ہوں، اگر کسی کو ان سے کام ہو تو کہہ دیجئے کہ ابھی تو کام میں مشغول ہیں ممکن ہو تو فلاں وقت ٹیلیفون کر لیجئے گا۔

مہمانوں خصوصاً اپنے میکے کے مہمانوں کی آمد و رفت کے پروگرام بھی ایسے وقت

رکھیے جب ان کے کام کا وقت نہ ہو۔

جب امور خانہ دار میں مشغول ہوں اس وقت بھی اپنے شوہر کی ضرورت کا خیال رکھیے۔ اپنے کاموں کو ذرا روک کر ان پر توجہ بہت بھلی عادت لگے گی۔

اگر کوئی چیز مانگیں تو فوراً پیش کر دیجئے اور ان کے کمرے سے فوراً باہر آجائیے۔

شاید کچھ خواتین اس قسم کی زندگی کو ناممکن سمجھیں کہ کیا ایک عورت کے لیے یہ ممکن ہے کہ گھر کے دشوار اور صبر آزما کام بھی انجام دے اور ساتھ ہی شوہر کا دھیان بھی رکھے اور گھر میں ایسا پرسکون ماحول پیدا کرے کہ شوہر کے کاموں میں ذرا بھی خلل نہ پڑے۔

لیکن یہ بات وثوق کے ساتھ کہی جا سکتی ہے کہ اس قسم کی زندگی دشوار ضرور معلوم ہوتی ہے لیکن اگر آپ ان کاموں کی اہمیت اور قدر و قیمت سے واقف ہو جائیں اور ایثار و کوشش سے کام لینے کا ارادہ کریں تو اپنی دانشمندی اور تدبر سے اس مشکل کو حل کر سکتی ہیں، ایک عورت کی لیاقت و شائستگی ایسے ہی موقعوں پر ظاہر ہوتی ہے، ورنہ ایک عام زندگی تو ہر شخص گزار ہی لیتا ہے۔

یاد رکھئے! ایک علمی کتاب یا ایک تحقیقی مقالہ لکھنا یا شعر کہنا ایک گراں قدر پینٹنگ تیار کرنا، یا سائنس کے کسی مسئلے کو حل کرنا، آسان نہیں ہے، البتہ آپ کے تعاون اور ایثار کے ذریعے یہ مشکل کام آسان ہو جاتا ہے۔

کیا اس سلسلے میں آپ ایثار اور قربانی دینے کو تیار نہیں ہیں؟ اور اپنی روزمرہ کی زندگی میں معمولی سی تبدیلی کر کے اپنے شوہر کو (جس میں ہر قسم کی لیاقت موجود ہے دینی و دنیاوی خدمات کر سکتے ہیں) کیا آپ سماج میں ایک ایسے قابل قدر اور دانشور مرد کی حیثیت نہیں دلا سکتیں کہ قوم ان کی خدمات سے استفادہ کرے؟

ذرا سوچیں آخر آپ بھی تو اس کے نتیجے میں ہونے والے مادی منافع اور سماج میں ان کے اعلیٰ مقام سے بہرہ مند ہوں گی۔

قابل احترام بہن! شوہر کے کاموں کی دلچسپی ان کے دل موہ لینے کا انتہائی مؤثر ذریعہ بھی ہے اور آپس کے تعلقات اور محبت میں پیش آمد بہت سی رنجشوں کو دوا بھی ہے۔

گھریلو معاملات میں شوہر سے تعاون کیجئے:

پورا گھر عورت کی زیرِ نگرانی ہوتا ہے اس کے نظام کو چلانے کے لیے اسے خاوند سے تعاون کرنا چاہیے اس کے بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث پاک ہے۔

حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے ہر ایک نگران ہے اور ہر ایک سے اس کے زیرِ نگرانی کے متعلق سوال ہوگا امیر حاکم ہے آدمی اپنے گھر کا ذمہ دار ہے عورت اپنے خاوند کے گھر کی ذمہ دار ہے پس ہر ایک نگران ہے اور ہر ایک سے اس کے ماتحت کے متعلق پوچھا جائے گا۔ (بحوالہ بخاری شریف)

عورت کو چاہیے کہ سسرال میں جا کر اپنے میکے والوں کی بہت زیادہ تعریف اور بڑائی نہ بیان کرتی رہے کیونکہ اس سے سسرال والوں کو خیال ہو سکتا ہے کہ ہماری بہو ہم لوگوں کو بے قدر سمجھتی ہے اور ہمارے گھر والوں اور گھر کے ماحول کی توہین کرتی ہے اس لیے سسرال والے بھڑک کر بہو کی بے قدری اور اس سے نفرت کرنے لگتے ہیں۔

گھر کے اندر ساس نندیں، یا جٹھانی، دیورانی یا کوئی دوسری عورتیں آپس میں چپکے چپکے باتیں کر رہی ہوں تو عورت کو چاہیے کہ ایسے وقت میں ان کے قریب نہ جائے اور نہ یہ جستجو کرے کہ وہ آپس میں کیا باتیں کر رہی ہیں اور بلا وجہ یہ بدگمانی بھی نہ کرے کہ کچھ میرے ہی متعلق باتیں کر رہی ہوں گی کہ اس سے خواہ مخواہ ایک دوسرے کی طرف سے کینہ پیدا ہو جاتا ہے جو بہت بڑا گناہ ہونے کے ساتھ ساتھ بڑے بڑے فساد ہونے کا سبب بن جایا کرتا ہے۔

عورت کو یہ بھی چاہیے کہ سسرال میں اگر ساس یا نندوں کو کوئی کام کرتے دیکھے تو جھٹ پٹ اٹھ کر خود بھی کام کرنے لگے اس سے ساس نندوں کے دل میں یہ اثر پیدا ہوگا کہ اپنا غمگسار اور رفیق کار بلکہ مددگار سمجھنے لگیں گی جس سے خود بخود ساس نندوں کے دل میں ایک خاص قسم کی محبت پیدا ہو جائے گی، خصوصاً ساس سسر اور نندوں کی بیماری کے وقت عورت کو بڑھ چڑھ کر خدمت اور تیمارداری میں حصہ لینا چاہیے کہ ایسی باتوں سے ساس سسر اور نندوں بلکہ شوہر کے دل میں عورت کی طرف سے جذبہ محبت پیدا ہو جاتا ہے اور

عورت سارے گھر کی نظروں میں وفادار و خدمت گزار سمجھی جانے لگتی ہے اور عورت کی نیک نامی میں چار چاند لگ جاتے ہیں۔

عورت کو اگر سسرال میں کوئی تکلیف ہو یا کوئی بات ناگوار گزرے تو عورت کو لازم ہے کہ ہرگز ہرگز میکے میں آ کر چغلی نہ کھائے، کیونکہ سسرال کی چھوٹی چھوٹی باتوں کی شکایت میکے میں آ کر ماں باپ سے کرنا، یہ بہت ہی خراب اور بہت بُری بات ہے، سسرال والوں کو عورت کی اس حرکت سے بیحد تکلیف پہنچتی ہے یہاں تک کہ دونوں گھروں میں بگاڑ اور لڑائی جھگڑے شروع ہو جاتے ہیں جس کا انجام یہ ہوتا ہے کہ عورت شوہر کی نظروں میں قابل نفرت ہو جاتی ہے اور پھر میاں بیوی کی زندگی لڑائی جھگڑوں سے جہنم کا نمونہ بن جاتی ہے۔

جب تک ساس اور خسر زندہ ہیں عورت کے لیے ضروری ہے کہ ان دونوں کی بھی تابعداری کرے اور خدمت کرتی رہے اور جہاں تک ممکن ہو ان دونوں کو راضی اور خوش رکھے۔ ورنہ یاد رکھو کہ شوہر ان دونوں کا بیٹا ہے اگر ان دونوں نے اپنے بیٹے کو ڈانٹ ڈپٹ کر چانپ چڑھا دی تو یقیناً شوہر عورت سے ناراض ہو جائے گا اور میاں بیوی کے درمیان باہمی تعلقات تہس نہس ہو جائیں گے اسی طرح اپنے جیٹھوں، دیوروں، اور نندوں بھاوجوں کے ساتھ بھی خوش اخلاقی برتے اور ان سبھوں کی دل جوئی میں لگی رہے اور کبھی ہرگز ہرگز ان میں سے کسی کو ناراض نہ کرے، ورنہ دھیان رہے کہ ان لوگوں سے بگاڑ کا نتیجہ میاں بیوی کے تعلقات کی خرابی کے سوا کچھ بھی نہیں، عورت کے سسرال میں ساس اور خسر سے بگاڑ اور جھگڑے کی یہی جڑ ہے اور یہ خود سوچنے کی بات ہے کہ ماں باپ نے لڑکے کو پالا پوسا اور اس امید پر اس کی شادی کی کہ بڑھاپے میں ہم کو بیٹے اور دلہن سے سہارا اور آرام ملے گا لیکن دلہن نے گھر میں قدم رکھتے ہی اس بات کی کوشش شروع کر دی کہ بیٹا اپنے ماں باپ سے الگ تھلگ ہو جائے، تو تم خود ہی سوچو کہ دلہن کی اس حرکت سے ماں باپ کو کس قدر غصہ آئے گا، اور کتنی جھنجھلاہٹ پیدا ہوگی اس لیے گھر میں طرح طرح کی بدگمانی اور قسم قسم کے فتنہ و فساد شروع ہو جاتے ہیں یہاں تک کہ میاں بیوی کے دلوں میں پھوٹ پیدا ہو جاتی ہے اور جھگڑے، تکرار کی نوبت آ جاتی ہے اور پھر پورے گھر والوں کی زندگی تلخ اور

تعلقات درہم برہم ہو جاتے ہیں لہٰذا بہتری اسی میں ہے کہ ساس اور خسر کی زندگی بھر ہرگز ہرگز کبھی عورت کو الگ رہنے کا خیال بھی نہیں کرنا چاہیے ہاں اگر ساس اور خسر خود ہی اپنی خوشی سے بیٹے کو اپنے سے الگ کر دیں تو پھر الگ رہنے میں کوئی حرج نہیں لیکن الگ رہنے کی صورت میں بھی الفت ومحبت اور میل جول رکھنا انتہائی ضروری ہے تاکہ ہر مشکل میں پورے کنبے کو ایک دوسرے کی امداد کا سہرا ملتا رہے اور اتفاق واتحاد کے ساتھ پورے کنبے کی زندگی جنت کا نمونہ بنی رہے۔

عورت کو لازم ہے کہ سسرال میں پہنچنے کے بعد ضد اور ہٹ دھرمی کی عادت بالکل ہی چھوڑ دے عموماً عورتوں کی عادت ہوتی ہے کہ جہاں کوئی بات ان کی مرضی کے خلاف ہوئی فوراً غصہ میں آگ بگولہ ہو کر الٹ پلٹ شروع کر دیتی ہیں، یہ بہت بری عادت ہے لیکن میکے میں چونکہ ماں باپ اپنی بیٹی کا ناز اٹھاتے ہیں اس لیے میکے میں تو ضد اور ہٹ دھرمی اور غصہ وغیرہ سے عورت کو کچھ زیادہ نقصان نہیں ہوتا لیکن سسرال میں ماں باپ سے نہیں بلکہ ساس، خسر اور شوہر سے واسطہ پڑتا ہے ان میں سے کون ایسا ہے جو عورت کے ناز اٹھانے کو تیار ہو گا اس لیے سسرال میں عورت کی ضد، غصہ اور چڑچڑاپن عورت کے لیے بیحد نقصان کا سبب بن جاتا ہے کہ پورے سسرال والے عورت کی عادتوں کی وجہ سے بالکل ہی بیزار ہو جاتے ہیں اور عورت سب کی نظروں میں ذلیل ہو جاتی ہے۔

خرچے میں شوہر سے تعاون کیجیے:

عورت کو چاہیے کہ شوہر کی آمدنی کی حیثیت سے زیادہ خرچ نہ مانگے بلکہ جو کچھ ملے اس پر صبر وشکر کے ساتھ اپنا گھر سمجھ کر ہنسی خوشی کے ساتھ زندگی بسر کرے اگر کوئی زیور یا کپڑا یا سامان پسند آجائے اور شوہر کی مالی حالت ایسی نہیں ہے کہ وہ اس کو لا سکے تو کبھی ہرگز ہرگز شوہر سے اس کی فرمائش نہ کرے اور اپنی پسند کی چیزیں نہ ملنے پر کبھی ہرگز کوئی شکوہ شکایت نہ کرے، نہ غصہ سے منہ پھلائے نہ طعنہ مارے نہ افسوس ظاہر کرے بلکہ بہترین طریقہ یہ ہے کہ عورت شوہر سے کسی چیز کی فرمائش ہی نہ کرے کیونکہ بار بار کی فرمائشوں سے عورت کا وزن شوہر کی نگاہ میں گھٹ جاتا ہے، ہاں اگر شوہر خود پوچھے کہ میں تمہارے لیے کیا لاؤں تو

عورت کو چاہیے کہ شوہر کی مالی حیثیت دیکھ کر اپنی پسند کی چیز طلب کرے اور جب شوہر چیز لائے تو وہ پسند آئے یا نہ آئے مگر عورت کو ہمیشہ یہی چاہیے کہ وہ اس پر خوشی کا اظہار کرے ایسا کرنے سے شوہر کا دل بڑھ جائے گا اور اس کا حوصلہ بلند ہو جائے گا اور اگر عورت نے شوہر کی لائی ہوئی چیز کو ٹھکرا دیا اور اس میں عیب نکالا یا اس کو حقیر سمجھا تو اس سے شوہر کا دل ٹوٹ جائے گا جس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ شوہر کے دل میں بیوی کی طرف سے نفرت پیدا ہو جائے گی اور آگے چل کر جھگڑے لڑائی کا بازار گرم ہو جائے گا اور میاں بیوی کی شادمانی و مسرت کی زندگی خاک میں مل جائے گی، فرمان نبوی ﷺ ہے۔

حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کوئی خاتون اپنے گھر کے مال سے جائز طریقہ پر خرچ کرتی ہے اور فضول خرچی نہیں کرتی تو اس کو خرچ کے مطابق اجر ملتا ہے اور اس کے شوہر کو کمانے کا ثواب ملتا ہے اور اس مال کو جمع کرنے والے کو بھی اتنا ہی اجر ملتا ہے اور ان میں سے ایک دوسرے کی وجہ سے کسی کا اجر کم نہیں ہوتا۔ (بحوالہ بخاری شریف)

ہر بیوی کا یہ بھی فرض ہے کہ وہ اپنے شوہر کی آمدنی اور گھر کے اخراجات کو ہمیشہ نظر کے سامنے رکھے اور گھر کا خرچ اس طرح چلائے کہ عزت و آبرو سے زندگی بسر ہوتی رہے اگر شوہر کی آمدنی کم ہو تو ہرگز ہرگز شوہر پر بیجا فرمائشوں کا بوجھ نہ ڈالے اس لیے کہ اگر عورت نے شوہر کو مجبور کیا اور شوہر نے بیوی کی محبت میں قرض کا بوجھ اپنے سر پر اٹھا لیا اور خدا نہ کرے اس قرض کا ادا کرنا دشوار ہو گیا تو گھریلو زندگی میں پریشانیوں کا سامنا ہو جائے گا اور میاں بیوی کی زندگی تنگ ہو جائے گی اس لیے ہر عورت کو لازم ہے کہ صبر و قناعت کے ساتھ جو بھی کچھ ملے خدا کا شکر ادا کرے اور شوہر کی جتنی آمدنی ہو اسی کے مطابق خرچ کرے اور گھر کے اخراجات کو آمدنی سے ہرگز نہ بڑھنے دے۔

عورت کے فرائض میں یہ بھی ہے کہ اگر شوہر غریب ہو اور گھریلو کام کاج کے لیے نوکرانی رکھنے کی طاقت نہ ہو تو اپنے گھر کا کام کاج خود کر لیا کرے اس میں ہرگز نہ عورت کی کوئی ذلت ہے نہ شرم، بخاری شریف کی بہت سی روایتوں سے پتہ چلتا ہے کہ خود رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم کی مقدس صاحبزادی حضرت فاطمہؓ کا بھی یہی معمول تھا کہ وہ اپنے گھر کا سارا کام کاج خود اپنے ہاتھوں سے کیا کرتی تھیں، کنویں سے پانی بھر کر اور اپنی مقدس پیٹھ پر مشک لاد کر پانی لایا کرتی تھیں، خود ہی چکی چلا کر آٹا بھی پیس لیتیں تھیں اسی وجہ سے ان کے مبارک ہاتھوں میں چھالے پڑ جاتے تھے اسی طرح حضرت ابوبکر صدیقؓ کی صاحبزادی حضرت اسماءؓ کے متعلق بھی روایت ہے کہ وہ اپنے غریب شوہر حضرت زبیرؓ کے یہاں اپنے گھر کا سارا کام کاج اپنے ہاتھوں سے کرلیا کرتی تھیں، یہاں تک کہ اونٹ کو کھلانے کے لیے باغوں میں سے کھجوروں کی گھٹلیاں چُن چُن کر اپنے سر پر لاتی تھیں، اور گھوڑے کے لیے گھاس چارہ بھی لاتی تھیں اور گھوڑے کی مالش بھی کرتی تھیں۔

حضرت ابوامامہؓ روایت کرتے ہیں کہ میں نے حجۃ الوداع کے موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ ﷺ نے فرمایا کوئی عورت اپنے خاوند کے مال سے اس کی اجازت کے بغیر خرچ نہ کرے لوگوں نے سوال کیا یا رسول اللہ! کیا وہ کھانا بھی نہ دے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا یہ تو ہمارے اموال کی بہترین چیز ہے۔ (بحوالہ ترمذی)

عورت کو چاہیے کہ وہ اپنے شوہر سے اس کی آمدنی اور خرچ کا حساب نہ لیا کرے۔ کیونکہ شوہروں کے خرچ پر عورتوں کے روک ٹوک لگانے سے عموماً شوہر کو چڑ پیدا ہوتی ہے اور شوہروں پر غیرت سوار ہو جاتی ہے کہ میری بیوی مجھ پر حکومت جتاتی ہے اور میری آمدنی خرچ کا مجھ سے حساب طلب کرتی ہے اس چڑ کا انجام یہ ہوتا ہے کہ رفتہ رفتہ میاں بیوی کے دلوں میں اختلاف پیدا ہو جایا کرتا ہے، اسی طرح عورت کو چاہیے کہ اپنے شوہر کے کہیں آنے جانے پر روک ٹوک نہ کرے نہ شوہر کے چال چلن پر شبہ اور بدگمانی کرے کہ اس سے میاں بیوی کے تعلقات میں فساد و خرابی پیدا ہو جاتی ہے اور خواہ مخواہ شوہر کے دل میں نفرت پیدا ہو جاتی ہے۔

حضرت سعدؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خواتین سے بیعت لی تو اس وقت ایک بلند قامت خاتون نے جو غالبا قبیلہ مضر سے معلوم ہوتی تھیں عرض کیا یا نبی اللہ! ہم اپنے والدین، بیٹوں اور شوہروں کے دست نگر ہیں ہمارے لیے ان کے مالوں

میں سے کیا (خرچ کرنا) حلال ہے؟ آپ نے فرمایا جلد خراب ہو جانے والی غذا تم اس کو کھاؤ بھی اور ہدیہ بھی دو۔ (بحوالہ ابوداؤد)

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب عورت مرد کی کمائی سے اس کے کہے بغیر خرچ کرے تو آدھا اجر عورت کو ملتا ہے۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مرد سے پوچھے بغیر بھی عورت اس کی کمائی سے نیکی اور بھلائی کے کاموں میں خرچ کرسکتی ہے البتہ یہ اس وقت ہے کہ جب عورت کو یہ علم ہو کہ مرد عورت کے اس تصرف پر ناراض نہیں ہوگا۔

ذمہ داری نمبر......۹

﴿شوہر کے ساتھ اچھے اخلاق سے پیش آیئے﴾

اچھے اخلاق کے کچھ تقاضے ہیں کہ صاحب اخلاق شخص دوسروں سے خندہ پیشانی سے پیش آئے۔ ترش روئی سے گریز کرے۔ مشکل اور پریشان کن حالات میں بردباری سے کام لے۔ ایسا شخص سب کو متاثر کرتا ہے اور دوسرے چاہتے ہیں کہ ایسے شخص سے راہ ورسم بڑھائیں اور تعلقات قائم کریں۔ ایسا شخص نہ تو اعصابی امراض کا شکار ہوتا ہے اور نہ ہی نفسیاتی بیماریوں کا۔ وہ اپنی بردباری اور ہمت سے پیش آمدہ مشکلات پر آسانی کے ساتھ غلبہ پالیتا ہے۔ اس کے برعکس بداخلاق شخص جب لوگوں سے ملتا ہے تو اس کے ماتھے پر شکن ہوتے ہیں اور ترش روئی سے پیش آتا ہے۔ اس کا لہجہ کاٹ کھانے والا ہوتا ہے۔ وہ بدمزاج اور بدزبان ہوتا ہے۔ اپنے اس رویئے کے سبب خود پریشان رہتا ہے اور دوسروں کو بھی نہ صرف پریشان رکھتا ہے بلکہ ان کی زندگی اجیرن بنادیتا ہے۔ وہ لوگوں کے لئے ناپسندیدہ شخصیت کا مالک ہوتا ہے، لوگوں کی اس بے رخی کے سبب وہ خود نفسیاتی اور اعصابی امراض کا شکار ہو جاتا ہے اور اس کا حلقہ احباب نہ ہونے کے برابر ہو جاتا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ۔

''بداخلاق انسان اپنے آپ کو دائمی رنج وعذاب میں مبتلا کرلیتا ہے''

محترم خاتون خانہ! اگر آپ چاہتی ہیں کہ آپ کا ہنستا بستا گھر ہو اور آپ خاوند اور اپنے بچوں کے ساتھ خوش وخرم زندگی گزاریں تو آپ کے لئے ضروری ہے کہ آپ ''خوش اخلاق'' بنیں۔ اور اپنی خوش اخلاقی سے اپنے گھر کو جنت بنائیں نہ کہ اپنی بدخلقی سے گھر کو جہنم بنائیں۔ اور یہ جہنم صرف آپ کے لئے نہ بنا ہوگا بلکہ اس ''نمونہ جہنم'' گھر میں آپ کے ساتھ آپ کا شوہر اور آپ کے بچے جل رہے ہونگے۔

جب آپ کا شوہر کام کاج یا ملازمت کے لئے جا رہا ہو تو اسے اخلاقی گرمجوشی اور محبت سے رخصت کیجئے کیونکہ جب تک وہ گھر سے باہر رہے گا، روانگی کے وقت والا آپ کا رویہ اس کے اعصاب پر سوار رہے گا۔ آپ کا اچھا رویہ اس کو خوش رکھے گا اور غلط رویہ اس کو کچو کے لگاتا رہے گا۔ نتیجتاً اس کا رویہ لوگوں کے ساتھ بھی کچھ اچھا نہ ہوگا۔ اس طرح جب بچے اسکول روانہ ہونے لگیں تو انہیں بھی خوش اخلاقی سے روانہ کریں۔ یہ باتیں اگرچہ بظاہر معمولی لگتی ہیں مگر ان باتوں کا اثر ازدواجی زندگی پر بہت گہرا ہوتا ہے۔

بعض اوقات ایسی ہی تلخ باتیں ازدواجی زندگی کے خاتمہ یعنی طلاق کا سبب بن جاتی ہیں ورنہ یہ تو اکثر عام دیکھا جاتا ہے کہ مجبوراً شوہر گھر سے باہر رہنا شروع کر دیتا ہے اور ردعمل کے طور پر غلط قسم کی مصروفیات یا نشہ آوری کا عادی ہو جاتا ہے۔ کسی شخص نے نبی کریم ﷺ سے عرض کیا کہ فلاں عورت بہت نیک ہے، روزے رکھتی ہے، راتوں کو عبادت کرتی ہے لیکن بد اخلاق ہے اور اپنے ہمسائیوں کو اپنی زبان سے دکھ پہنچاتی ہے۔

یہ سن کر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ''اس میں کوئی خوبی نہیں ہے۔ وہ دوزخی ہے''۔ نبی کریم ﷺ کا ارشاد پاک ہے کہ۔ ''قیامت کے دن مجھ سے قریب تر وہ لوگ ہونگے جن کے اخلاق اچھے ہونگے''

خوش اخلاق بنیئے اور خوشیاں سمیٹئے:

صرف ذرا ہنس کر کسی کا استقبال کرنے کا نام ہی اخلاق نہیں ہے، بیوی کی اعلیٰ ظرفی یہ ہے کہ اس کی زندگی شوہر کے ساتھ ایسی ہو جیسا کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ۔

''وان نظر الیها سرته'' (بحوالہ ابن ماجہ)

اگر شوہر اسے دیکھے تو (روح) خوش ہو جائے۔ ظاہر ہے کسی کی روح کو خوش کرنے کے لیے اچھے کردار کی ضرورت ہے۔ جو خوش اخلاق ہوتا ہے لوگوں سے خندہ پیشانی سے پیش آتا ہے، مسکرا کر بات کرتا ہے، حادثات و مشکلات کے مقابلے میں بردباری سے کام لیتا ہے، ایسے شخص سے سبھی چاہتے ہیں کہ تعلقات قائم کریں اور اس سے راہ و رسم بڑھائیں، وہ شخص سب کی نظروں میں عزیز و محترم ہوتا ہے، ایسا شخص اعصابی کمزوری اور نفسیاتی بیماریوں کا شکار نہیں ہوتا، زندگی کی مشکلات اور پریشانیوں پر غلبہ پا لیتا ہے، خوش مزاج انسان زندگی کا صحیح لطف اٹھاتا ہے، اور اس کی زندگی بہت سکون سے گزرتی ہے۔ دنیائے انسانیت کے سب سے بڑے بااخلاق انسان حضرت محمد ﷺ نے فرمایا۔

"وَلاَحسب کحسن الخلق"

''اچھے اخلاق سے بہتر کوئی شرافت والا (لقب) نہیں ہے"

اے بندی خدا! اخلاق کی اچھائی یہ ہے کہ حقوق اللہ اور حقوق العباد کی مکمل ادائیگی ہو اور ہمارے ہونٹھ اور زبان سے کسی کو کوئی تکلیف نہ پہنچے۔ اس سے پہلے ہم ایک مسلمان عورت کے فرائض لکھ آئے ہیں خاوند کے حقوق کی ادائیگی میں ان کی پوری پوری رعایت ہی ایک مسلمان عورت کے اخلاق کی خوبی ہے۔

قابل احترام بہن! اگر آپ چاہتی ہیں کہ آپ کے شوہر اور بچوں کی زندگی اچھی طرح گزرے تو اپنے اخلاق کی اصلاح کیجئے، ہمیشہ خوش و خرم اور مسکراتی رہیے، تلخی اور جھگڑے سے پرہیز کیجئے، خوش گفتار اور شیریں بیان بنئے، آپ اپنی خوش اخلاقی کے ذریعہ اپنے گھر کو بہشت بریں بنا سکتی ہیں، کیا یہ افسوس کی بات نہیں کہ بداخلاقی سے آپ اپنے گھر کو جہنم میں تبدیل کر دیں اور خود کو اور اپنے شوہر اور بچوں کو اس عذاب میں مبتلا کر دیں، آپ چاہیں تو فرشتہ رحمت بن سکتی ہیں، گھر کے ماحول، شوہر اور بچوں کے دلوں کو مسرت و شادمانی عطا کر سکتی ہیں ان کے دل سے رنج و غم مٹا سکتی ہیں۔

کیا آپ یہ بات جانتی ہیں؟

صبح جب آپ کے بچے اسکول یا شوہر کام پر جا رہے ہوں اور آپ گرمجوشی اور

مسکراہٹ کے ساتھ ان کو رخصت کریں تو ان کی روح اور اعصاب پر کیسا اچھا اثر پڑے گا؟ اور اپنے کاموں کو انجام دینے کے لیے ان میں کیسی تازہ لہر دوڑ جائے گی......؟!

اگر آپ کو زندگی اور اپنے شوہر سے محبت ہے تو بداخلاقی سے گریز کیجئے۔

''کیونکہ اچھا اخلاق رشتہ ازدواج کو مستحکم بنانے میں بہت مددگار ثابت ہوتا ہے۔'' اخلاقی اعتبار سے عدم ہم آہنگی، خاندان میں اختلافات اور کشیدگی کی اہم وجہ ہوتی ہے۔ حضور ﷺ کا فرمان عالی شان ہے۔

''و خالق الناس بخلق حسن'' (بحوالہ ترمذی شریف)

''اور لوگوں سے اچھے اخلاق سے پیش آؤ''

خوش اخلاقی سے مشکلات حل کیجئے:

قابل احترام بہن! ازدواجی زندگی کی اکثر مشکلات کو ہوشیاری اور اچھے اخلاق کے ذریعہ حل کیا جاسکتا ہے، اگر آپ کا شوہر کم محبت کرتا ہے، گھر پر زیادہ توجہ نہیں دیتا، دیر سے گھر آتا ہے، دوپہر اور رات کا کھانا باہر کھاتا ہے، بدسلوکی کرتا ہے، بدمزاجی اور جھگڑا کرتا ہے، اپنی دولت کو برباد کرتا ہے، الگ ہونے اور طلاق دینے کی بات کرتا ہے، تو آپ اس قسم کی ساری مشکلات کو اپنے اعلیٰ اخلاق و کردار اور اچھے برتاؤ سے حل کرسکتی ہیں، آپ اپنے رویئے میں تبدیلی پیدا کیجئے!'' اور اچھے اخلاق کا اعجاز آفرین نتیجہ دیکھئے''

کسی نے رسول اکرم ﷺ سے عرض کیا کہ فلاں عورت بہت نیک ہے، روزے رکھتی ہے، راتوں کو عبادت کرتی ہے لیکن بداخلاق ہے اور اپنے ہمسایوں کو اپنی زبان سے آزار پہنچاتی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

'' لا خیر فیها فهی فی النار'' (معارف الحدیث، ریاض الصالحین)

''اس میں کوئی خوبی نہیں ہے وہ دوزخی ہے''

ذمہ داری نمبر......۱۰

﴿شوہر کے سامنے گفتگو بہتر انداز میں کیجئے﴾

اگر خاوند کام کاج سے واپس آئے تو اس کے لئے دروازہ کھولئے۔ دیکھتے ہی اسے سلام کیجئے۔ اسکی خیریت دریافت کیجئے۔ چہرے پر خوشی اور مسکراہٹ لائیے۔ اگر وہ بات کرے تو اسکی بات کو درمیان میں کاٹئے نہیں۔ اس کی باتوں کا ادب سے جواب دیجئے۔ کسی ناگوار بات پر بھی چیخئے اور چلایئے نہیں، گفتگو کے دوران کبھی ''تم'' اور ''تو'' کہہ کر مخاطب نہ ہوں۔ بلکہ ''آپ'' کہہ کر مخاطب ہوں۔ اگر دوسرے لوگ پاس موجود ہوں یا مہمان ہوں تو خاوند کو نام لے کر نہ پکاریں بلکہ ان کے لقب یا فیملی نام کے ساتھ مخاطب ہوں۔ دوسروں کے سامنے ان کی کسی کوتاہی یا خامی کا تذکرہ نہ کریں بلکہ ان کی تعریف و تحسین کریں۔ اگر آپ کے بچے ہوں تو ان کو بھی خاوند کے متعلق احترام اور ادب کے ساتھ پیش آنے کی تلقین کریں۔ کسی بے ادبی اور گستاخی پر ان کو ڈانٹیں تا کہ وہ اپنے باپ کا احترام ان کے مقام کے مطابق کریں۔ محفل میں موجود ہوں تو مہمانوں کی موجودگی میں اپنے خاوند کو نظر انداز نہ کریں بلکہ معمول سے بڑھ کر ان کی خاطر کیجئے۔ یہ ساری باتیں عجیب نہیں ہیں بلکہ عجیب تو تب ہوں گی جب آپ کا رویہ ان کے برعکس ہوگا۔

شوہر سے نرم لہجے میں بات کیجئے:

خاوند کے احترام کے پیش نظر خاوند سے ہمیشہ نرم لہجے میں بات کرنی چاہیے اس بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث پاک یہ ہے۔

حضرت نعمان بن بشیر ؓ کا بیان ہے کہ حضرت ابوبکرؓ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اندر داخل ہونے کی اجازت مانگی تو حضرت عائشہؓ کی بلند آواز سنی جب اندر داخل ہوئے تو طمانچہ مارنے کے لیے حضرت عائشہ ؓ کو پکڑا اور فرمایا تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنی آواز اونچا کرتی ہو، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم انہیں روکتے ہیں اور حضرت ابوبکرؓ غصے کی

حالت میں نکل گئے، جب حضرت ابوبکرؓ باہر چلے گئے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم نے مجھے کیسا دیکھا کہ میں نے تمہیں اس شخص سے چھڑایا؟ حضرت ابوبکرؓ کئی روز تک نہ آئے پھر اجازت مانگی تو دونوں میں صلح ہو چکی تھی، چنانچہ دونوں سے کہا کہ مجھے اپنی صلح میں بھی شامل کرلو، جیسے اپنی لڑائی میں شامل کیا تھا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہم نے ایسا کرلیا۔ (بحوالہ ابوداؤد شریف)

تزین اور آرائش اور نرم گفتاری کا اہتمام کیجئے:

اکثر دیکھنے میں آتا ہے کہ عورتیں گھریلو زندگی کے اس پہلو کو بہت حد تک فراموش کردیتی ہیں۔ ازدواجی زندگی کی مصروفیات اپنی جگہ بجا ہیں مگر اس پہلو کو یکسر نظر انداز کردینا بھی کسی صورت مستحسن نہیں ہوسکتا۔

مرد صبح کے وقت کام کاج یا ملازمت کے لئے گھر سے نکلتا ہے۔ عورت گھر کے کام کاج کو جلدی جلدی نمٹا کر صفائی دھلائی کے کاموں میں مشغول ہو جاتی ہے اور پھر دوپہر کے کھانے کی تیاری بھی بچوں یا مرد کے ملازمت سے واپس آنے سے پہلے ختم کرنا ہوتی ہے ان سارے کاموں سے، خصوصاً جب کام کاج کرنے کے لئے کوئی معاون یا ملازمہ نہ ہو عہدہ برآ ہونا یقیناً تھکا دینے والا ہوتا ہے۔ عموماً سگھڑ عورتیں یہ تمام کام بروقت ختم کر لیتی ہیں۔ لیکن اس ضمن میں افسوسناک پہلو یہ ہوتا ہے کہ جب خاوند گھر سے لوٹتا ہے تو وہ منظر اس کے سامنے ہوتا ہے کہ جو کچھ کوئی قابل ستائش نہیں ہوتا۔ خاتون خانہ کے بال کھلے اور بکھرے ہوتے ہیں۔ میلے کچیلے کپڑوں سے پسینے کی بُو آرہی ہوتی ہے اس کے ایک ہاتھ میں جھاڑو یا وائپر ہوتا ہے اور ''زبان مبارک'' پر بچوں کے لئے کوسنے ہوتے ہیں، وہ کسی کو ڈانٹ رہی ہے اور کسی کو تھپڑوں سے تواضع کر رہی ہے۔ اس حالت میں جب خاوند گھر میں داخل ہوتا ہے تو محترمہ کا روئے سخن بچوں سے ان کے باپ کے طرف منتقل ہو جاتا ہے۔ وہ گویا ہوتی ہے۔ لو آ گئے ہیں۔ آؤ سنبھالو! اپنے لاڈلوں کو۔ انہوں نے میرا جینا حرام کر رکھا ہے۔ یہ کمبخت میری جان کھا رہے ہیں۔ جب سے اس گھر میں آئی ہوں سکھ دیکھنا نصیب نہیں ہوا۔ ہر وقت پریشانی۔ روز نئی مصیبت۔ ایک تم کہ ذرا

میرا خیال نہیں۔ میرے ماں باپ سمجھتے ہوں گے کہ ہماری لاڈلی اپنے گھر میں آرام سے ہوگی۔ انہیں کیا خبر کہ کس مصیبت سے گزر رہی ہوں۔ آج نند سر پر سوار ہے تو کل ساس آدھمکتی ہے اور وہ بھی مجھے جلانے کے لئے، نہ جانے انہیں میرے ساتھ کیا بیر ہے۔ اور یوں اس ذات شریف کی ''زبان'' رکنے کا نام نہیں لیتی۔ خاوند جو دن بھر کے کام کاج سے واپس لوٹا تھا کہ گھر جا کر آرام کرے گا۔ یہاں صورت ہی مختلف ہے۔ گھر میں قدم رکھتے ہی بیوی کی ''خوش گفتاری'' نے ایسا استقبال کیا کہ تھکن دور تو کیا ہوتی الٹا روح کی گہرائی تک اتر گئی۔ یہ سب کچھ کرنے کے بعد محترم خاتون خانہ سمجھتی ہیں کہ اس کے گھر کا ماحول پُرسکون ہونا چاہیئے۔ افراد خانہ خوش خرم ہوں۔ کیا جو توقعات وہ رکھتی ہیں وہ ان حالات میں پوری ہوسکتی ہیں؟ نہیں.......... کبھی نہیں۔

کیا اسے خاوند کے روزمرہ معمولات کا علم نہیں ہوتا؟ اسے معلوم ہے کہ اس کا خاوند تقریباً اس وقت اپنے کام کاج سے فارغ ہو کر گھر آتا ہے۔ اسے چاہیئے کہ اس کے آنے سے قبل صفائی ستھرائی اور دھلائی وغیرہ ختم کر کے ہاتھ منہ دھو کر مناسب اور صاف ستھرا لباس زیب تن کرے اور گھر کے کام کاج کے ساتھ ساتھ خاوند کے آنے کا انتظار بھی کرے۔ جونہی خاوند گھر پہنچے خوشی اور مسکراتے چہرے کے ساتھ خاوند کا استقبال کرے اور اچھے اور محبت بھرے کلمات کے ساتھ اس کی خیریت دریافت کرے۔ اس کے ہاتھ میں کچھ ہو تو خود لے کر الگ رکھے۔ موسم کے مطابق پانی وغیرہ پیش کرے۔ اگر وہ کھانے کا وقت ہو اور ان کا معمول بھی کھانے کا ہو تو کھانا لگائے۔ بصورت دیگر کھانے پینے کیلئے کچھ پیش کرے۔ لباس بدلنے میں ان کی مدد کرے۔ کسی ایسی بات کا تذکرہ نہ کرے جو ذہنی طور پر تکلیف کا باعث ہو۔ اگر ایسی کوئی خبر ہو تو اسے مناسب وقت کے لئے ٹال دے۔

شوہر کے سامنے اپنی آواز کو پست رکھیئے:

قابل احترام مسلمان بہن! ''نیک بیوی'' گفتگو کے آداب وحدود سے واقف ہوتی ہے، وہ کبھی کبھار اپنے شوہر سے بحث ومباحثہ بھی کرتی ہے لیکن اپنی آواز کو بلند نہیں کرتی۔

''نیک بیوی'' جانتی ہے کہ شوہر کے سامنے بلند آواز سے گفتگو کرنا بے حیا اور آوارہ عورتوں کا شیوہ ہے، اسی لیے وہ ڈرتی ہے کہ کہیں وہ اس فعل شنیع میں مبتلا نہ ہو جائے۔

''نیک بیوی'' وہ ہے کہ اگر کبھی اس سے آواز اونچی بھی نکل جائے تو وہ اپنے کیے پر نادم وشرمندہ ہوتی ہے اور روتی ہے اور شوہر کی رضا جوئی کی طلبگار ہوتی ہے۔

''نیک بیوی'' پست آواز، خوش گفتار اور پاک دل ہوتی ہے۔ لیجئے حدیثِ نبوی ﷺ پڑھیئے! اور اس سے سبق حاصل کیجئے۔

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: ''(ایک مرتبہ) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے اندر آنے کی اجازت مانگی، (گھر آئے تو دیکھا کہ) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا باآوازِ بلند یہ کہہ رہی ہیں کہ خدا کی قسم! حضرت علی رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کو میرے والد سے زیادہ محبوب ہیں، (یہ سن کر) حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ طمانچہ مارنے کے لئے ان کی طرف لپکے اور فرمایا: اے فلاں کی بیٹی! میں تمہیں دیکھتا ہوں کہ تم رسول اللہ ﷺ کے سامنے اپنی آواز کو بلند کر رہی ہو! رسول اللہ ﷺ نے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو پکڑ لیا، حضرت ابوبکرؓ غصے کی حالت میں گھر سے نکل گئے، پھر آنحضور ﷺ نے فرمایا: ''اے عائشہ! تم نے دیکھا! میں نے تجھے ایک آدمی سے کیسے چھڑایا؟ اس کے بعد ابوبکر صدیقؓ دوبارہ گھر میں داخل ہوئے اور دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ اور حضرت عائشہؓ کی صلح ہو چکی ہے، فرمایا: مجھے بھی اپنی صلح میں شامل کرلو، جس طرح تم نے مجھے اپنی لڑائی میں شامل کیا تھا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ٹھیک ہے! ہم نے آپ کو بھی شامل کرلیا۔'' (بحوالہ ابوداؤد)

قابل احترام مسلمان بہن! ایک دیہاتی شخص سے کسی نے کہا کہ عورتوں کی برائی بیان کرو تو وہ کہنے لگا: ''عورتوں کی برائی یہ ہے کہ عورتیں، زبان دراز، مغرور و متکبر، نفرت کرنے والی اور کود کود کر پڑنے والی ہوتی ہیں، ان کی زبان نیزے کی مانند ہوتی ہے، ناک آسمان پر اور سرین پانی میں ہوتی ہے، غصے میں رگیں پھول جاتی ہیں، گفتگو ایسی جیسے کوئی دھمکی دے رہا ہو اور آواز کڑک دار اور سخت ہوتی ہے۔''

غور کیجئے! اس آخری جملے میں ''گفتگو ایسی جیسے کوئی دھمکی دے رہا ہو اور آواز کڑک

داراور سخت ہوتی ہے۔'' اس میں کوئی شک نہیں کہ ایسی عورت ''زوجہ صالحہ'' کے مرتبے کو نہیں پہنچ سکتی۔ یقیناً ایسی عورت بدترین عورت ہے۔

اسی طرح ایک دیہاتی آدمی سے جب نیک بیوی کے بارے میں پوچھا گیا تو کہنے لگا: ''نیک عورت'' وہ ہے کہ جب بات کرے تو سب سے زیادہ سچ بولنے والی ہو، جب غصے میں آئے تو بردبار ہو جائے، جب ہنسے تو مسکراہٹ اس کے لبوں پر کھیلنے لگے، جب کوئی چیز بنائے تو عمدہ بنائے، اپنے خاوند کی فرماں بردار ہو، اپنے گھر میں قرار سے رہتی ہو، اپنے قبیلہ و خاندان میں معزز و محترم ہو، اپنے آپ کو کم تر سمجھتی ہو، اپنے خاوند سے بہت محبت کرنے والی ہو اور زیادہ بچے جننے والی ہو، اس کا ہر کام قابل ستائش ہو۔''

کیا یہ عمدہ صفات آپ میں پائی جاتی ہیں؟۔ میں اسی کی تمنا اور آرزو رکھتا ہوں کہ آپ کے اندر بھی ایسی امتیازی اور نایاب صفات موجود ہوں۔

ذمہ داری نمبر......۱۱

﴿شوہر کے سامنے بے جا فرمائشوں سے اجتناب کیجئے﴾

خاوند ملازمت پیشہ ہے تو اس کی تنخواہ مقرر ہوگی۔ اور خاندان کو نہ صرف یہ کہ اسی تنخواہ میں اپنی ضروریات زندگی پوری کرنا ہوں گی بلکہ ہنگامی ضرورتوں کے لئے بھی اس میں سے کچھ نہ کچھ پس انداز کرنا ہوگا۔ اس لئے ضروری ہے کہ آمدنی اور اخراجات میں توازن رکھا جائے۔ ہنگامی ضرورتوں کو پورا کرنے کے لئے قرض لینا کوئی بہادری یا دانش مندی نہیں ہے۔

اگر بیوی بے جا فرمائشیں کرتی رہے گی تو خاوند کا رویہ سخت ہو جائے گا یا پھر وہ اضافی آمدنی کے لئے دو میں کوئی ایک طریقہ اختیار کرے گا۔ یا تو وہ اوور ٹائم لگا کر آمدنی میں اضافہ کرنے کی کوشش کرے گا یا پھر رشوت لے کر یا ہیرا پھیری سے آمدنی بڑھانے کی کوشش کرے گا، تاکہ بیوی بچوں کی فرمائشوں کو پورا کیا جاسکے۔ کیا ایسی آمدنی جس پر رشوت یا مال حرام ہونے کا لیبل لگا ہوا ہو، اسے استعمال کر کے بھلائی کی توقع رکھی جاسکتی ہے؟ کیا ایسا مال کھا کر اولاد گستاخ اور بے ادب نہیں ہوگی؟ کیا بیوی بے راہ رو نہ ہوگی؟

ایک سگھڑ بیوی کو یہ بات زیب نہیں دیتی کہ رشتے داروں یا پڑسیوں کے ہاں کوئی اچھی چیز یا اچھا کپڑا دیکھے تو ویسی ہی چیز یا کپڑا حاصل کرنے کے لئے خاوند کا ناک میں دم کردے، یا قرض لے کر ہر حال میں وہ چیز خریدنے کی کوشش کرے۔

رشک یا حسد کا شکار عورتیں ہمیشہ گھریلو مسائل میں الجھی رہتی ہیں۔اپنی ضروریات نہیں بلکہ بے جا خواہشات کو پورا کرنے کے لئے کبھی عزیز و اقارب اور رشتے داروں سے قرض مانگتی نظر آئیں گی اور کبھی قسطوں پر اشیاء خریدنے کے چکر میں پھرتی رہیں گی۔ قسطوں پر اشیاء ان کی اصلی قیمت سے تیس سے چالیس اور بعض اوقات پچاس فیصد تک مہنگی ہوتی ہیں۔اگر عورت سگھڑ اور سلیقہ مند ہو تو اپنی ایسی ضروریات کو روزمرہ کے اخراجات سے تھوڑا تھوڑا پس انداز کر کے پورا کرسکتی ہے۔عورت کو خاندان کی کفالت و پرورش کے لئے خاوند کا معاون اور دست راست بننا چاہیئے نہ کہ بوجھ اور دردِ سر۔کہیں ایسا نہ ہو کہ خاوند ایسی خواہشات اور فرمائشوں سے تنگ آکر گھر سے باہر رہنا شروع کردے اور پھر ذہنی سکون حاصل کرنے کے لئے دوسری دواؤں کا سہارا یا پسندیدہ لوگوں کی مجلس میں جانا شروع کردے۔

فضول خرچی سے بچیئے:

ارشاد الٰہی ہے:

”ان المبذرین کانو اخوان الشیطین“ (بنی اسرائیل)

”بے شک فضول خرچ شیطان کے بھائی ہیں“

اکثر نادان اور خودغرض عورتیں اس قسم کی فضول خرچیاں کرتی ہیں اور ایک دوسرے کو دیکھ کر رشک و حسد کرتی ہیں، کسی کے گھر میں سجاوٹ کی کوئی چیز دیکھی تو اس کو خریدنے کی دل میں ہوس پیدا ہوئی اور بے چارے شوہر کے سر ہوگئیں کہ جہاں سے بھی ہو ہمارے لیے خرید کر لاؤ، اور اس قدر اصرار اور ہنگامہ کرتی ہیں کہ شوہر بے چارہ مجبور ہو جاتا ہے کہ قرض لے یا قسطوں پر خریدے اور اپنے آپ کو مصیبت میں گرفتار کر کے ہمیشہ مقروض رہے، ایسی حالت میں کبھی کبھی شوہر مجبور ہو جاتا ہے کہ ازدواجی زندگی کے تانے بانے کو توڑ ڈالے اور اپنی خودغرض بیوی کو طلاق دے دے، تا کہ اس کی بے جا فرمائشوں اور زبان درازیوں کے

شر سے نجات حاصل کر لے یا خودکشی کر لے تاکہ اس مصیبت بھری زندگی سے چھٹکارا پالے۔

قابل احترام بہن! اگر آپ کا شوہر جو کچھ کما کر لاتا ہے وہ آپ کے حوالے کر دیتا ہے تو یہ سمجھیے، کہ اس کی حقیقی مالک آپ ہیں بلکہ شرعاً اور قانوناً آپ کا شوہر مالک ہے، آپ گھر کی امین ہیں اس لیے تمام اخراجات اس کی مرضی اور اجازت سے انجام پانے چاہیئں، اس کی مرضی کے بغیر آپ کو حق نہیں کہ کسی کو کوئی چیز دے دیں یا کسی کے یہاں تحفہ وسوغات لے جائیں، حتیٰ کہ اپنے یا اس کے رشتہ داروں کو بھی اس کی مرضی کے بغیر تحائف نہ یں، آپ اپنے خاندان کی امانت دار ہیں اور اس سلسلے میں آپ پر ذمہ داری عائد ہوتی ہے" اگر آپ خیانت کریں گی تو روز قیامت اس سلسلے میں آپ سے باز پرس ہوگی۔

حیثیت کے مطابق خرچ کرنا ہی عقلمندی ہے:

نبی اکرم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

"الاقتصاد نصف المعيشة" (بیہقی)

"میانہ روی (سے اخراجات کے نظام کو چلانا) نصف معیشت کا (حل) ہے"

یہ فرمان عالی اس عظیم انسان کا ہے جس نے زندگی کے ہر شعبے کے لیے اللہ تعالیٰ کی راہنمائی میں اصول مرتب فرمائے ہیں۔

محترم بہن! ملنے والے جہیز یا شوہر کی آمدنی کی کثرت آپ کو دھوکے میں نہ ڈال دے" آپ سے شکوہ نہیں ہے" ہمارے معاشرے کی سوچ ہی بدلی ہوئی ہے خوب کماؤ، خوب خرچ کرو، یہ غلط ہے ہمیں چاہیے کہ بچی کے لیے سامان کے وہ انتظام کریں جس سے اس کو اور اس کی اولاد کو فائدہ پہنچے، جاتے ہی وہ محتاج اور بے دست و پا ہو کر نہ بیٹھ جائے، کسی کا منہ نہ تکے، اگر مائیں کرنا چاہیں تو ہمیشہ کر سکتی ہیں، ہزار طریقہ سے دے سکتی ہیں، مگر یہ دنیاداری، رسموں کی پابندی ہم کیوں کریں، اس نے تو ہمیں اس حالت کو پہنچایا ہے، ہر طرح کی مصیبتوں میں مبتلا ہیں، فکروں نے ہمیں چور کر دیا، افلاس چاروں طرف سے گھیرے ہوئے ہے مگر جب ہم اپنی حالت کو بدلنا نہیں چاہتے وہ طریقہ اگرچہ ہمیں معلوم

ہے کہ یہ مصیبتیں جس کے باعث ہم سے دور ہو جائیں، لیکن ہم مجبور ہی، دنیا کی شرم غالب ہے، اگر یہ نہ ہو، تو پھر کچھ نہیں۔

ہمارا مالک جس کام سے ہم سے خوش ہو وہ ہم کریں، کسی کے برا بھلا کہنے کی پروانہ ہو، ہمارے بزرگوں میں یہ باتیں نہ تھیں، جتنی حیثیت ہوتی تھی اسی کے موافق کرتے تھے، کیا انہیں اپنی اولاد سے محبت نہ تھی، ہم تکلیف اٹھا کر کرتے ہیں وہ آرام سے کرتے تھے، اگر یہ کہیں کہ انہیں عقل نہ تھی ''تو کیا ہم جو کرتے ہیں یہ عقل مندی ہے ہرگز نہیں'' یہ سراسر بے وقوفی بلکہ شامت ہے، ہم اتنا بھی نہ سمجھیں کہ آج تو ہم کرتے ہیں کل جو کچھ نہ کر سکیں تو پھر کیا ہوگا۔

بہرحال قابل احترام بہن! یہ جہیز، یہ سامان آپ کو غرور میں نہ ڈالے کہ میں تو اتنا سامان لائی ہوں۔ اب خرچ بھی ایسے ہی کروں گی، ایسا کبھی نہ سوچئے بلکہ اپنا گھر دیکھئے۔

ذمہ داری نمبر......۱۲

﴿شوہر کی عیب جوئی نہ کیجئے بلکہ اپنے عیبوں پر نظر رکھیئے﴾

دنیا میں ہر انسان میں کوئی نہ کوئی عیب ضرور ہوتا ہے لیکن بعض اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ ایک آدمی میں کوئی بات آپ کی نظر میں عیب ہے مگر وہی چیز کسی دوسرے کی نظر میں خوبی ہو۔ ہر انسان شکل وصورت کے اعتبار سے مختلف ہے کوئی گورا، کوئی کالا، کوئی لمبا، کوئی چھوٹا، کوئی کمزور، کوئی صحتمند، گو ہر انسان دوسرے انسان سے ہر طرح مختلف ہوتا ہے۔ اسی طرح کوئی خاوند اور کوئی بیوی بھی بے عیب نہیں۔

بعض عورتوں کی یہ عادت ہوتی ہے کہ وہ خوامخواہ اپنے خاوند میں عیب تلاش کرتی ہیں ہر وقت، ہر کسی کے سامنے اس کی عیب جوئی میں مصروف عمل رہتی ہیں۔ اس کا اثر یہ ہوتا ہے کہ عورت کے دل میں اپنے شوہر کی عزت واحترام ختم ہو جاتا ہے اور اس کا مزاج ایسا بن جاتا ہے کہ جب بھی کسی مرد کو دیکھتی ہے تو سب سے پہلے اس کے عیوب کی طرف نظر کرتی ہے اور اس کا موازنہ اپنے خاوند سے کرتی ہے پھر آہستہ آہستہ نوبت یہاں تک آ پہنچتی ہے کہ اچھی خاصی خوشحال گھریلو زندگی تباہ و برباد ہو کر رہ جاتی ہے۔

وجہ یہ بنتی ہے کہ مرد نفرت آمیز کلمات سن سن کر تنگ آ جاتا ہے اور آخر کار وہ بھی جواب میں نفرت کا اظہار کرنا شروع کر دیتا ہے۔ جس سے پہلے ان دونوں کی، پھر بچوں کی بھی زندگی تباہ ہو کر رہ جاتی ہے، کیونکہ یہ اپنی لڑائی میں بچوں کی طرف بالکل توجہ نہیں کر سکتے، نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ وہ بگڑ جاتے ہیں اور ان کی بھی زندگی تباہ ہو جاتی ہے، اور یہ سب کچھ صرف ایک چھوٹی سی غلطی کی وجہ سے رونما ہوتا ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ میاں بیوی دونوں ہی اپنے ذہنوں میں وسعت پیدا کریں اور ایک دوسرے کی خوبیوں پر نظریں مرکوز کریں، تا کہ ایک خوشحال گھرانہ قائم ہو سکے۔

چنانچہ بیوی کو چاہیے کہ خاوند کی عیب جوئی نہ کرے اور نہ ہی بدتمیزی والی زبان استعمال کرے بلکہ اپنے آپ کو اپنے خاوند کی غیبت سے بچائے، خاوند میں کوئی ناپسندیدہ

عادت بھی ہوتو اسے دوسروں میں بیان نہ کرے۔ مگر اکثر دیکھا گیا ہے کہ اس کو بُرائی خیال ہی نہیں کرتی ، لہٰذا جو عورت دنیا اور آخرت میں اللہ کی نظر میں اچھا رہنا چاہتی ہے تو اسے کبھی خاوند کی عیب جوئی نہ کرنی چاہیے۔ ایک حدیث میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو عورت خاوند کے عیب کو بیان کرے وہ دوزخ کی آگ اپنے اوپر تیز کرلے اور اپنا ٹھکانہ دوزخ میں کرلے۔

کسی شخص پر عیب لگانے کی سزا:

حضرت ابوالدرداءؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص دنیا میں کسی شخص پر عیب لگانے کے لیے ایسی بات کہے گا جس سے وہ بری ہے تو اللہ تعالیٰ پر واجب ہوگا کہ وہ قیامت کے دن اسے دوزخ کی آگ میں پگھلائے۔ (بحوالہ احیاء العلوم)

حضرت عبدالرحمٰن بن غنم اور حضرت اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ کے بندوں میں سے بہترین وہ ہیں کہ جب انہیں دیکھا جائے تو اللہ یاد آجائے اور اللہ کے بندوں میں سے بُرے وہ ہیں جو چغلی کے لیے چلنے والے، دوستوں میں جدائی ڈالنے والے اور پاکباز لوگوں کے عیب ڈھونڈنے والے ہیں۔

(بحوالہ بیہقی)

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ ایک بار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مجلس میں مردوں کو مخاطب کر کے پوچھا کہ تم میں سے کوئی ایسا شخص ہے جو اپنی بیوی کی راز کی باتیں پوشیدہ رکھتا ہے؟ لوگوں نے جواب دیا کہ ہاں یا رسول اللہ! ایسے لوگ ہیں، تب آنحضرت نے پوچھا کیا تم میں سے کوئی ایسا بھی ہے جو اس فعل کو لوگوں سے بیان کرتا پھرتا ہے کہ میں نے اپنی بیوی سے ایسا کیا ویسا کیا، یہ سن کر لوگ خاموش رہے اس کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں سے مخاطب ہو کر پوچھا کیا تم میں کوئی ایسی عورت ہے جو اپنے شوہر کی خاص باتیں دوسری عورتوں کے سامنے بیان کرتی ہو؟ یہ سن کر عورتیں بھی خاموش رہیں کچھ دیر بعد ایک جوان عورت اپنے زانو کے بل کھڑی ہوئی اور آگے بڑھ کر عرض کرنے لگی یا رسول اللہ! ایسی باتیں مرد بھی کرتے ہیں اور عورتیں بھی تب آنحضرت صلی

اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو مرد یا عورتیں ایسی باتیں کرتے ہیں ان کی مثال ایسی ہے جیسے ایک شیطان ایک شیطانیہ سے کوچہ و بازار میں صحبت کرتا ہے اور حاجت پوری کر کے چل دیتا ہے حالانکہ لوگ ان کو دیکھ رہے ہوتے ہیں، اے لوگو! یاد رکھو کہ ایسی حرکتیں کسی مؤمن مرد اور کسی مومنہ عورت کے شایان شان نہیں۔ (بحوالہ غنیۃ الطالبین)

اپنے عیبوں پر نظر رکھئے:

آپ نے ایسا کیا تو کیوں کیا......؟؟ اس نے بڑے غصے سے کہا۔

ہر شخص جانتا ہے کہ کوئی انسان انبیاء علیہم السلام کے علاوہ خامیوں سے پاک نہیں ہے۔

خالد نے انہیں بٹھاتے ہوئے کہا۔

اس کے باوجود ہر مرد اور ہر عورت کی یہ آرزو ہوتی ہے کہ اپنے لئے ایسا آئیڈیل شریک زندگی تلاش کرے جو تمام عیوب و نقائص سے پاک ہو اس میں کوئی بھی خامی یا کمی نہ ہو لیکن ایسا اتفاق بہت ہی کم ہوتا ہے کہ کسی کو اپنا مکمل آئیڈیل مل جائے......وہ مسلسل مسکرا کر بولے جا رہا تھا......لیکن بیگم صاحبہ بھی سننے کے لیے تیار نہیں تھیں۔

ایک مصنف اس واقعہ کو لکھتے ہوئے رقم طراز ہیں کہ حالات کو بھانپ کر کے معذرت سے ناچیز نے کچھ عرض کرنا شروع کر دیا۔

دیکھا جائے تو کوئی عورت ایسی نہیں جو اپنے شوہر کو سو فیصد مکمل اور بے عیب سمجھتی ہو، جب حقیقت یہی ہے اور بیگم فاطمہ آپ بھی جانتی تھیں کہ کمزوریوں کو برداشت کرنے کا عزم بھی ہونا چاہیئے!!! اور خوبیوں کو سامنے رکھنا چاہیئے! تو پھر نباہ جب ہی ہوگا جبکہ دوسرے کی خوبیاں تلاش کی جائیں تاکہ عیبوں کو ڈھونڈا جائے اس طرف قرآن کریم نے ہمیں متوجہ کیا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"وَلَا تَجَسَّسُوْا" (القرآن سورۂ حجرات)

"اور ایک دوسرے کی عیب جوئی نہ کرو"

محترمہ! عیب جوئی حقیقت میں انسان کو اپنے اعمال سے غافل اور دوسروں سے متنفر

کر دیتی ہے۔'' مزید عرض کیا......

کہ آپ کے شوہر اپنی کمزوریوں کا اعتراف بھی کر رہے ہیں تو آپ کو ان کی معذرت کی روش سے جائز فائدہ بھی اٹھانا چاہیے!

وہ دونوں مسکرا دیئے اور مجھے اپنے اعزا کے درمیان اس گفتگو سے دلی خوشی ہوئی۔

(بحوالہ صالح بیوی)

شوہر کی خوبیوں کو سامنے رکھیئے:

جن عورتوں کو عیب جوئی کی عادت ہوتی ہے وہ خواہ مخواہ اپنے شوہروں میں عیب نکالتی رہتی ہیں، ایک معمولی اور چھوٹا سا نقص کہ جسے عیب نہیں کہا جا سکتا، اسے اپنی نظر میں مجسم کر لیتی ہیں اور اس کے بارے میں اس قدر سوچتی ہیں کہ رفتہ رفتہ معمولی سا عیب ان کی نظروں میں ایک بڑے اور نا قابل برداشت عیب کی شکل اختیار کر جاتا ہے، وہ شوہر کی خوبیوں کو یکسر نظر انداز کر دیتی ہیں اور وہ چھوٹا سا عیب ان کی نظروں میں گھومتا رہتا ہے، جس مرد پر ان کی نظر پڑتی ہے غور کرتی ہیں کہ اس میں وہ عیب ہے یا نہیں ور ایک ایسے آئیڈیل مرد کو اپنے دماغ میں مجسم کر لیتی ہیں جس میں ذرا سا بھی کوئی عیب نہیں اور چونکہ ان کا شوہر اس خیالی پیکر سے مطابقت نہیں رکھتا اس لیے ہمیشہ نالہ و فریاد اور آہ و زاری کرتی رہتی ہیں، اپنی شادی پر پچھتاتی ہیں، خود کو شکست خوردہ اور بدقسمت سمجھتی ہیں، رفتہ رفتہ اس بات کو کھلے عام اور کبھی اپنے شوہر سے بھی کہہ دیتی ہیں۔

اعتراضات اور بہانے کرتی ہیں، طعنے دیتی ہیں، کبھی کہتی ہیں تم آداب زندگی سے واقف نہیں، مجھے تمہارے ساتھ محفل میں جاتے شرم آتی ہے، تمہارے منہ سے کیسی سڑی بدبو آتی ہے، کس قدر کالے اور بدصورت ہو۔

ممکن ہے ہر عقلمند اور بردبار شوہر، بیوی کی ان گستاخیوں پر خاموش رہے، لیکن یہ باتیں اس کو بری ضرور لگیں گی اور یہ گفتگو اس کے دل میں بیٹھ جائے گی، اور یاد آ، آ کر دل کو زخمی کرتی ہی رہے گی، رفتہ رفتہ اس کے صبر کا پیمانہ لبریز ہو جائے گا اور وہ انتقام لینے کی فکر میں رہے گا، مار پیٹ شروع کر دے گا یا اسی کے انداز میں اس پر تنقید کرتا رہے گا اور اس فکر میں رہے گا کہ وہ

بھی اپنی بیوی کی (جو کہ یقیناً بالکل بے عیب نہیں ہوگی،) عیب جوئی کرے۔

خاتون محترم! آپ کا شوہر ایک عام انسان ہے، ممکن ہے اس میں کوئی عیب ہو، لیکن یہ بھی دیکھئے اس میں بہت سی خوبیاں بھی ہوں گی، اگر آپ خوشگوار زندگی گزارنا چاہتی ہیں اور آپ کو اپنے خاندان سے لگاؤ ہے تو عیب جوئی کی فکر میں نہ رہیئے، اس کی چھوٹی چھوٹی خامیوں کو نظر انداز کیجئے، اپنے عیبوں پر نظر رکھیئے، اس کے عیبوں پر بالکل دھیان نہ دیجئے اور اپنے شوہر کا ایک خیالی مرد سے جس کا دراصل کوئی وجود نہیں ہوتا مقابلہ نہ کیجئے...... ! بلکہ عام مردوں سے مقابلہ کیجئے، ممکن ہے کسی مرد میں وہ مخصوص عیب نہ ہوں جو آپ کے شوہر میں ہے لیکن اس میں دوسرے عیوب ہوسکتے ہیں جو شاید اس سے بھی بدتر درجے کے ہوں، چنانچہ بدبینی کی عینک اپنی آنکھوں سے اتار لیجئے اور اپنے شوہر کی خوبیوں پر نظر ڈالئے۔ اور وہ بہت سی نعمتیں جن کا ذریعہ اللہ نے آپ کے شوہر کو بنا رکھا ہے، ان کو گن گن کر تصور میں لائیں اور موجودہ صورت حال کو اپنی کمزوری کا نتیجہ جانیئے، اس وقت آپ دیکھیں گی کہ اس کی خوبیاں، اس کی برائیوں سے بدرجہا زیادہ ہیں، اگر اس میں ایک عیب ہے تو اس کے بدلے میں سینکڑوں خوبیاں بھی موجود ہیں، اس کی خوبیوں اور محاسن پر نظر رکھیئے اور خوش و مطمئن رہیے...... کیا آپ خود بے عیب ہیں جو اس بات کی اجازت نہیں دیتیں کہ کوئی آپ کے عیبوں پر نظر ڈالے اگر اس میں کچھ شک ہے تو دوسروں سے پوچھ لیجئے! اور خدارا اپنے عیبوں کی طرف سے غافل نہ رہیئے۔

نہ جب تک تھی اپنے حال کی خبر رہے دیکھتے اوارو کے عیب و ہنر
جب پڑی اپنے گناہوں پہ نظر تو نگاہوں میں کوئی برا نہ رہا

یا ان سے کہہ دیجئے کہ اگر آپ نے یہ قدم میری کسی غلطی کی وجہ سے اٹھایا ہے تو میں اس سے باز آنے اور آپ سے معافی مانگنے کے لیے تیار ہوں، پھر دیکھئے!! نتائج کیا ہوتے ہیں۔ انشاء اللہ بہت بہتر!۔

ایک خاتون نے میرے ایک مضمون کا حوالہ دیتے ہوئے لکھا...... آپ نے لکھا ہے کہ شادی کی اغراض میں سے ایک "تحفظ عصمت" بھی ہے، اس کی اہمیت کی وجہ سے اسے

ہر حال میں مدنظر رکھنا ضروری ہوتا ہے، اس مقصد کے لیے عقلمند اور تجربہ کار مردوں کی کڑی نگرانی کرنے کی ضرورت نہیں کیوں کہ وہ خود برے کاموں کے نتائج سمجھتے ہیں اور بغیر سوچے سمجھے کوئی قدم نہیں اٹھاتے اور نہ ہی دھوکا کھاتے ہیں وہ مصلحتوں کو سمجھتے ہیں، دوست و دشمن میں فرق محسوس کر سکتے ہیں، لیکن سبھی مرد ایسے نہیں ہوتے بعض مرد سادہ لوگ ہوتے ہیں اور جلدی یقین کر لیتے ہیں، ایسے لوگ دوسروں کے دھوکے میں جلدی آجاتے ہیں اور ''دوست نما دشمنوں'' کے جال میں پھنس جاتے ہیں، یہی وہ مقام ہے جب اس قسم کے مردوں کی دیکھ بھال کی ضرورت ہوتی ہے اور انہیں ممکنہ برائی سے بچانا ہوتا ہے اگر ایک خیر خواہ اور ہوشیار انسان ان کے کاموں پر نظر رکھے اور ان کی نگرانی کرے تو واقعی یہ چیز ان کے مفاد میں ہوگی...... آگے آپ نے اس مسئلے کا حل بتایا ہے...... کہ۔

اس عظیم ذمہ داری کو بہتر طریقے سے صرف بیوی ادا کر سکتی ہے، ایک دانا اور مدبر قسم کی خاتون چاہے تو اپنے عاقلانہ اور خیر خواہانہ سلوک کے ذریعے اپنے شوہر کے لیے اس عظیم خدمت کو بخوبی انجام دے سکتی ہے، البتہ اس بات کو مدنظر رکھنا چاہیے کہ اپنے شوہر کے کاموں میں براہ راست مداخلت کرنا یا ان کو ٹوکتے رہنا اور منع کرتے رہنا مناسب نہیں ہے، کیوں کہ شاید ہی کوئی ایسا مرد ہو جو کسی دوسری حتی کہ اپنی بیوی کے کنٹرول میں رہنا پسند کرے بلکہ شدید نگرانی کا سبب اس کا اثر الٹا ہونے کا امکان ہے، البتہ ہوشیاری اور عقلمندی سے کام لینا چاہیے اور بیوی کو دور سے اپنے شوہر کی نگرانی کرنی چاہئے کہ وہ کس قسم کے لوگوں کے ساتھ میل جول رکھتا ہے اور کن لوگوں کے یہاں اس کا آنا جانا ہے۔

محترم! میں نے آپ کے مضمون کو بار بار پڑھا...... آزمایا...... بڑا فائدہ ہوا...... اب میرا مسئلہ یہ ہے کہ شوہر دیر سے گھر آتے ہیں۔

ان کے اس سوال کے جواب میں عرض کیا گیا۔

قابل احترام بہن! اگر آپ دیکھیں کہ شوہر معمول کے خلاف دیر سے گھر آتا ہے تو کچھ وقت تک اس کا کوئی نوٹس نہ لیں! کیونکہ اکثر ایسے کام درپیش ہوتے ہیں جنہیں انجام دینا لازمی ہے، لیکن اگر بار بار ایسا ہو تو اس کی تحقیق و جستجو کرنی چاہیے، لیکن تحقیق کوئی آسان

کام نہیں ہے بلکہ صبر وضبط اور ہوشیاری سے کام لینے کی ضرورت ہے۔ غصہ، سختی اور اعتراض کرنے سے پرہیز کرنا چاہیئے، نرمی اور محبت سے پوچھنا چاہئے کہ آج کل دیر ہو رہی ہے؟ کہاں گئے تھے وغیرہ۔

مختلف موقعوں پر ہوشیاری اور صبر وضبط کے ساتھ اس بات کی چھان بین کیجئے......!! تاکہ حقیقت آشکار ہو جائے، اگر وہ اوورٹائم کرتا ہے یا کسب معاش کے سلسلے میں یا دفتری امور اور مشغولیت کے سبب دیر سے آتا ہے یا دینی، اخلاقی، یا علمی وادبی قسم کے جلسوں میں شرکت کرتا ہے تب آپ مزاحم نہ ہوں بلکہ اسے چھوڑ دیجئے کہ آزادی کے ساتھ اپنے کاموں میں مشغول رہے۔

اپنی تدبیر پہ کبھی بھی بھروسہ نہ کیجئے! اس کے ساتھ ساتھ بلکہ ہر فعل سے پہلے دعا ضرور کر لیجئے۔

قابل احترام بہن! اپنے شوہر کی ''اصلاح'' کے لیے دعاؤں اور فکر کو جاری رکھیئے۔''

حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا جو عورت خدا سے (گناہ کے بارے میں ڈرے اور گناہ نہ کرے) اور اپنی عزت کی حفاظت کرے، شوہر کی اطاعت کرتی ہو۔ تو ایسی خاتون کے لیے جنت کے آٹھوں در کھل جائیں گے ان میں جس سے چاہے داخل ہو جائے۔ (مجمع الزوائد ج ۴)

عیب جوئی کے نقصانات:

کوئی انسان عیب یا نقص سے پاک نہیں اور یہ بھی ممکن ہے کہ ایک شخص کی نظر میں کوئی بات خوبی ہو جبکہ وہی بات دوسرے کی نظر میں عیب ہو۔ ظاہر شکل وصورت کے اعتبار سے یہ دیکھیں تو کوئی لمبا ہے کوئی پستہ قد، کوئی گورا، کوئی کالا، کوئی دبلا ہے کوئی موٹا، کسی کی آنکھیں چھوٹی ہیں کسی کی بڑی، کسی کی ناک لمبی ہے کسی کی چپٹی، کسی کے بال گھنے ہیں تو کوئی گنجا۔ اسی طرح عادات کو لیجئے کوئی کم گو ہے تو کوئی باتونی کوئی نرم مزاج ہے تو کئی تندخو، یا کوئی نرم دل اور بزدل ہے تو کوئی سخت دل یا بہادر، کوئی کم خور ہے تو کوئی پیٹو۔ کوئی ہر وقت صاف ستھرا رہنے والا ہے تو کوئی بدن اور لباس کی طرف سے لاپرواہ۔ انسان خواہ جیسا بھی ہو ہم نہیں

کہہ سکتے کہ اس میں کوئی خامی یا عیب نہیں۔ اسی طرح کوئی شوہر اپنی بیوی کو اور کوئی بیوی اپنے شوہر کو سو فیصد مکمل اور بے عیب نہیں سمجھتی۔

فرق ہے تو صرف اس قدر کہ کوئی عورت اپنے رفیق حیات کی کس قدر عیب جوئی کرتی ہے یا اس کی کمزوریوں اور خامیوں کو نظر انداز کرتی ہے بعض عورتیں ایسی ہوتی ہیں کہ وہ اپنے شوہروں میں خواہ مخواہ عیب نکالتی رہتی ہیں اس کی کسی معمولی کوتاہی کو اپنی نظر میں مجسم کر لیتی ہیں اور پھر اس کے متعلق اس قدر زیادہ سوچتی رہتی ہیں کہ وہ معمولی عیب اس کی نظر میں بہت بڑا عیب نظر آنے لگتا ہے اور اس کے ذہن پر وہ عیب ایسا سوار ہوتا ہے کہ اس کے سامنے شوہر کی تمام خوبیاں ہیچ ہو کر رہ جاتی ہیں۔ اس کے اپنے دماغ میں وہ عیب اس قدر رچ بس جاتا ہے کہ وہ جب بھی کسی دوسرے مرد کو دیکھے گی تو سب سے پہلے یہ جاننے کی کوشش کرے گی کہ اس مرد میں وہ عیب ہے یا نہیں۔ پھر اپنے ذہن میں ایک مثالی مرد کا نقشہ بٹھا لیتی ہے۔ چونکہ اس کا شوہر اس فرضی اور مثالی شوہر سے مطابقت نہیں رکھتا اس لئے ہمیشہ اسے کوستی رہے گی۔ اور آہستہ آہستہ اس کے منہ سے نفرت آمیز کلمات ادا ہونے لگتے ہیں اور اچھی بھلی خوش باش عائلی زندگی نفرتوں کا شکار ہو جاتی ہے۔ کیونکہ ردعمل کے طور پر مرد بھی تنگ آ کر نفرت کا اظہار شروع کر دیتا ہے اور بالآخر بات تو تکرار سے لڑائی جھگڑے اور مار پٹائی تک پہنچ جاتی ہے۔ اس طرح عائلی زندگی کے آغاز والی محبت نفرت کا روپ ڈھال لیتی ہے۔ اس کا خاتمہ تبھی ہوگا جب اُن میں علیحدگی ہو جائے یا ان میں سے کسی ایک کی موت واقع ہو جائے۔ جو فطری اور طبعی موت کے بجائے کسی منصوبہ سازی کا نتیجہ بھی ہو سکتی ہے۔ صرف یہی نہیں کہ میاں بیوی کی زندگیاں تلخ ہو جاتی ہیں بلکہ ان کے ہاں بچے بھی ہوں تو ان کی زندگی بھی برباد ہو جاتی ہے اور وہ آئے دن والدین کی تو تکار اور مار پیٹ سے اثر قبول کرتے ہیں اور ان کی زندگیاں برائیوں اور نفرتوں کا چلتا پھرتا نمونہ بن جاتی ہیں۔ فکر کیجئے۔ کیا کہیں ایسا ہی آپ کے گھر میں تو نہیں ہو رہا۔ اپنے ذہنوں میں وسعت پیدا کیجئے۔ اپنے ساتھی کی کمزوریوں اور خامیوں کو نظر انداز کر کے انکی خوبیوں پر نظر مرکوز کیجئے تا کہ آپ عائلی زندگی کی تلخیوں سے محفوظ رہ سکیں۔

سبق آموز واقعہ:

حضرت ابوالحسن خرقانیؒ اپنے دور کے اکابر اولیاء میں سے تھے، ایک دفعہ کا واقعہ ہے کہ شیخ الرئیس بوعلی سینا آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے آپ اس وقت گھر پر نہ تھے انہوں نے آپ کی بیوی سے آپ کے متعلق پوچھا، حضرت ابوالحسنؒ کی بیوی نے کہا کہ تم لوگ کتنے بیوقوف ہو کہ ایک جھوٹے مکار انسان کو ولی سمجھ کر اپنا وقت برباد کر رہے ہو، جس شخص کو تم ولی سمجھتے ہو وہ اس وقت میرے لیے جنگل سے لکڑیاں لینے گیا ہوا ہے۔

بوعلی سینا جنگل کی طرف چلے گئے راستے میں انہوں نے دیکھا کہ حضرت ابوالحسن لکڑیوں کا گٹھا شیر پر لاد کر آرہے ہیں وہ بڑے حیران ہوئے اور ڈر کے مارے ایک درخت کے پیچھے چھپ گئے قریب آکر حضرت ابوالحسن نے پکارا ''بوعلی سینا! سامنے آجاؤ اور شیر سے مت ڈرو'' اب تو بوعلی سینا اور حیران ہوئے اور عرض کی حضرت میرا نام آپ کو کیسے معلوم ہو گیا؟ فرمایا اللہ نے میرے دل کو روشن کر دیا ہے اس لیے وہ سب باتیں دل میں ڈال دیتا ہے پھر بوعلی سینا نے آپ کو آپ کے گھر کا قصہ سنایا اور آپ کی بیوی کے آپ کے متعلق خیالات بتائے اور عرض کی کہ حضرت! آپ اتنے بڑے ولی ہیں اور آپ کی بیوی اتنی گستاخ؟ آپ نے فرمایا بوعلی سینا دیکھو انسان کو اوقات میں رکھنے کے لیے ان کی بیویوں کو ایسی ہی باتیں کرنی چاہئیں، میری بیوی ایک سادہ لوح بکری کی مانند ہے میں اس کی سادہ لوحی کو برداشت کرتا ہوں اور اسی تحمل اور قوت برداشت کا نتیجہ ہے کہ میں نے اس شیر کو قابو کر رکھا ہے، پھر آپ نے فرمایا کہ ایک دن میری بیوی نے مجھ سے کہا کہ اگر تم مجھے ہوا میں پرندوں کی مانند اڑ کر دکھاؤ تب میں تمہیں مانوں گی، میں نے اسے اُڑ کر دکھایا مگر وہ بولی تم اُڑتے تو ہو مگر تمہاری اُڑان پرندوں کی طرح نہ تھی، اس لیے میں تمہاری ولایت کو نہیں مانتی۔ (بحوالہ اخبار الصالحین)

ابوالحسن خرقانیؒ کا ایک اور واقعہ:

ابوالحسن خرقانیؒ کی بیوی کے متعلق بہت سے واقعات تذکرہ نگاروں نے لکھے ہیں

ان کی بیوی ان کی عبادت وریاضت سے سخت نالاں تھی اور اکثر ان کی ولایت کو مکاری اور فریب کاری کہا کرتی تھی ایک مرتبہ اپنے دور کے بڑے بزرگ شیخ ابوسعید اپنے ساتھیوں کے ہمراہ ابوالحسن خرقانی کی خدمت میں حاضر ہوئے حضرت نے اپنی بیوی سے کہا کہ مہمانوں کے لیے کھانا تیار کرو بیوی نے نہایت ناگواری سے کہا کہ گھر میں کچھ ہوتو کھانا تیار کروں تمہارے جیسے قلاش آدمی کے گھر مہمان آتے ہی کیوں ہیں؟ حضرت ابوالحسن نے کہا اے نادان عورت آہستہ بول، کہیں مہمان تمہاری گفتگو سن نہ لیں مگر آپ کی بیوی نے آپ کی ایک نہ سنی اور بولتی گئی حضرت نے پھر کہا تم اپنی زبان بند کرو، کھانے کا انتظام وہ خود کرے گا جس نے مہمان بھیجے ہیں۔

بیوی نے تمسخرانہ انداز میں کہا اچھا آج میں یہ بھی تماشا دیکھتی ہوں کہ تو کس طرح کھانے کے لیے ڈرامہ کرتا ہے، حضرت ابوالحسنؒ نے خادم سے پوچھا کہ گھر میں کتنی روٹیاں ہیں؟ اس نے کہا چار روٹیاں ہیں، آپ نے فرمایا لے آؤ اور جب وہ روٹیاں لے آیا تو آپ نے روٹیاں ٹوکری میں رکھ کر اوپر کپڑا ڈال دیا اور پھر خادم سے کہا کہ روٹیاں تقسیم کرتے وقت ٹوکری کے اوپر سے کپڑا ہرگز نہ ہٹانا اور جتنے لوگ موجود ہیں ان میں روٹیاں تقسیم کردو اور پھر خدا کی شان دیکھو خادم نے حکم کی تعمیل کی اور حیران رہ گیا کہ اتنے مہمانوں نے روٹیاں کھائیں مگر روٹیاں ختم ہی نہ ہونے میں آرہی تھیں، خادم نے ابوالحسن کی بیوی کو جب یہ بات بتائی تو اس نے فوراً ٹوکری کے اوپر سے کپڑا اٹھادیا اور کہا کہاں ہیں روٹیاں جو تمہارے جعلی پیر نے بنائی ہیں مگر اندر سے وہی چار روٹیاں نکلیں وہ بولی میں نہ کہتی تھی کہ یہ جھوٹ ہے اتنی روٹیاں کہاں سے آسکتی ہیں، حضرت ابوالحسن بولے اے اللہ کی بندی! اگر تو یقین نہیں کرتی نہ کر اللہ نے اپنے بندے کا بھرم رکھ لیا ہے اور مہمان شکم سیر ہو چکے ہیں بیوی پیر پٹختی چلی گئی۔ (بحوالہ تذکرہ اولیاء)

ذمہ داری نمبر......۱۳

﴿شوہر کو ہمیشہ صحیح مشورہ دیجئے﴾

یہ بھی ایک مسلمان عورت کی ذمہ داری ہے کہ گھر والوں کا مزاج ایسا بنائے کہ ہر کام مشورہ سے ہو، چاہے دین کا کام ہو یا دنیا ہی کا کوئی جائز کام ہو، اور مسلمان کا تو دنیا کا کام بھی دین ہی کے لئے ہونا چاہئے کہ بظاہر دنیا کا کام ہے لیکن مقصد اس سے اللہ تعالیٰ کو راضی کرنا اور دین پر عمل کرنے اور اس کو پھیلانے میں مدد لینا ہو اور اس طرح کے جو کام انجام پائیں وہ باہمی رضامندی اور خوشنودی سے انجام پائیں۔

گھر میں جو بھی کام انجام پائے وہ باہمی مشورہ سے انجام پائے:

قرآن کریم نے جہاں یہ قانون بیان کیا ہے کہ مائیں اپنے بچوں کو پورے دو سال دودھ پلائیں، اسی مقام پر یہ بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ اگر تم کسی شرعاً معتبر ضرورت پر دودھ چھڑانا چاہو تو میاں بیوی باہمی مشورے اور رضامندی سے ایسا کریں۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ترجمہ: ''پھر اگر ماں باپ چاہیں کہ دودھ چھڑالیں یعنی دو برس کے اندر ہی اپنی رضا اور مشورہ سے تو ان پر کچھ گناہ نہیں''

اس آیت سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی منشا یہ ہے کہ گھر میں جو بھی کام انجام پائے حتی الوسع پوری کوشش ہو کہ باہمی مشورہ سے انجام پائے۔ اور مؤمنین کی بھی یہی شان بیان فرمائی گئی کہ آپس کے مشورہ سے کام کرنا مؤمنین کی صفات میں سے ہے اور اس صفت خاص کو قرآن پاک میں بھی نماز اور زکوٰۃ کے تذکرے کے بیچ میں ذکر کر کے بیان کیا گیا ہے تو ایسے کام کی کتنی اہمیت ہوگی چنانچہ فرمایا:

والذین استجابوا لربھم واقاموا الصلوٰۃ وأمرھم شوری بینھم ومما رزقنھم ینفقون، (سورۃ شوریٰ)

ترجمہ: اور جنہوں نے حکم مانا اپنے رب کا اور نماز قائم کرتے ہیں اور آپس کے مشوروں سے کام کرتے ہیں اور جو کچھ ہم نے ان کو عطا کیا ہے اس میں سے وہ خرچ کرتے ہیں ایک حدیث میں حضور ﷺ فرماتے ہیں:

''آمر والنسآء فی بناتھن'' (کنز العمال)

ترجمہ: ''عورتوں سے ان کی بچیوں کے بارے میں مشورہ کرلیا کرو''

اس کا مطلب یہ ہے کہ لڑکیوں کی شادی سے قبل ان کی ماؤں سے مشورہ کرلیا کرو۔

سیرۃ ابن ہشام میں ہے کہ حضرت خدیجہؓ کی ایک صفت یہ بھی تھی۔

وکانت له وزیر صدق علی الاسلام یشکو الیھا.

(سیرۃ ابن ہشام جلد ۲)

ترجمہ: ''وہ اسلام کے متعلق آنحضرت ﷺ کی سچی مشیرہ کار تھیں آپ ﷺ ان ہی کی طرف رجوع فرماتے تھے''

حضرت خدیجہؓ فہم وفراست، اخلاق کریمانہ کی مالکہ ہونے کے ساتھ ساتھ عقل سلیم اور فطرت صحیحہ کی حامل بھی تھیں، نیز اپنی زندگی کے تجربوں اور لوگوں سے واقفیت کی بناء پر بڑی صاحب الرائے عورتوں میں ان کا شمار ہوتا تھا نبوت انبیاء اور فرشتوں کے بارے میں بھی بہت کچھ سن رکھا تھا۔

آپ ﷺ کو ایسے صحیح مشورے دیا کرتی تھیں کہ ہر موقع پر آپ کی پشت پناہی اور حمایت ہوجاتی مشکلات میں دلجوئی ہوجاتی آپ ﷺ کو جو لوگوں سے تکلیف پہنچتی تھیں وہ اس غم کو ہمیشہ ہلکا کرنے کی کوشش کرتیں اور آپ کی ہمت بندھواتیں۔ اس طرح ان کو اپنے مشوروں سے بھی دین اور آپ ﷺ کی خدمت واعانت کا خوب موقع ملا اور سب مسلمان عورتیں ایسا کرکے یہ ثواب حاصل کرسکتی ہیں کہ اپنے شوہر کو ہر موقع پر صحیح مشورہ دیں، جب وہ کسی کام میں پریشان ہوں یا آپ سے مشورہ مانگے تو خوب سوچ سمجھ کر اللہ تعالیٰ سے دعا مانگ کر مشورہ دیں کہ یوں کرلیں یا یوں کرلیں۔

لیکن اگر معاملہ اہم اور بڑا ہو جہاں اپنی سوچ کی رسائی نہ ہوسکتی ہو تو مزید اطمینان

کے لئے اپنے خاندان ہی کے نیک سمجھدار یا کوئی بھی جو دیندار اور سمجھدار ہوں ان کی طرف شوہر کی رہنمائی کردیں کہ آپ ان سے جا کر مشورہ کرلیں، جیسے حضرت خدیجہؓ آخیر میں اپنے چچا کے لڑکے ورقہ بن نوفل جو پچھلی شریعتوں کے جاننے والے تھے کے پاس لے گئیں کہ ان سے مشورہ کے ذریعہ مدد حاصل کریں۔ جتنا خود مشورہ دے سکتی تھیں دے دیا اور باقی کے لئے اپنے سے سمجھدار اور بڑے کے پاس لے گئیں۔

اسی طرح صلح حدیبیہ کے موقع پر آپ ﷺ نے جب سر منڈوانے کا حکم دیا تو صحابہ غم کی بناء پر اس کے لئے تیار نہ ہوئے تو آپ ﷺ نے ام سلمہؓ سے مشورہ کیا تو انہوں نے فرمایا آپ خود حلاق (بال کاٹنے والے) کو بلا کر اپنے بال منڈوانے شروع کروادیجئے تو صحابہؓ بھی اسی طرح کرنے لگ جائیں گے۔ (بحوالہ البدایۃ والنہایہ جلد ۴)

چنانچہ آپ ﷺ نے ام سلمہؓ کے مشورہ پر عمل کیا، اور پھر ایسا ہی ہوا اور امت ایک عورت کے مشورہ کے ذریعہ بہت بڑے حادثہ سے بچ گئی اور تاریخ میں یہ مشورہ ایک یادگار باب بن گیا۔ لہٰذا آج کی مسلمان عورتوں کو بھی چاہئے کہ جس طرح پہلے گزری ہوئی دیندار عورتوں نے اپنے شوہروں کو دین کے پھیلانے کے لئے وقتاً فوقتاً مشورے دیئے، ویسے ہی آپ بھی اپنے شوہروں کو دین کے دنیا میں رواج پانے کے لئے خوب سوچ کر صحیح مشورہ دیں کہ کس طرح ہمارے محلہ میں پھر ہمارے ملک میں اور دنیا بھر میں مردوں اور عورتوں میں پورا پورا دین آجائے۔ اس کیساتھ ساتھ دنیوی امور میں بھی مشورہ سے ہر کام کرنے کی عادت بنائیں۔ البتہ یہ ضروری نہیں کہ بیوی سے مشورہ لے کر ہی کام کیا جائے بلکہ فیصلہ تو شوہر کا ہوگا تاہم اگر بیوی کے مشورہ پر شوہر نے عمل نہ کیا تو بیوی کو چاہئے کہ اس بات کو برا نہ مانے اور شوہر پر ناراضگی کا اظہار نہ کرے۔

شوہر کے ساتھ مشقت برداشت کیجئے اور طعنہ نہ دیجئے:

سن ۷ نبوی میں جب قریش نے اسلام کو ختم کرنے کا فیصلہ کیا تو یہ تدبیر سوچی کہ حضور ﷺ اور ان کے خاندان کو ایک گھاٹی میں قید کیا جائے چنانچہ ابو طالب مجبور ہو کر تمام خاندان کے ساتھ شعب ابی طالب میں پناہ گزیں ہوئے تو حضرت خدیجہ بھی ساتھ آئیں،

سیرت کی کتابیں ابن ہشام میں ہے۔

"وهي عند رسول الله في شعب"

(سیر الصحابیات وسیرۃ ابن ہشام جلد۲)

ترجمہ: ''اور وہ حضور اکرم ﷺ کے ساتھ شعب ابی طالب میں تھیں''

یہ زمانہ ایسا سخت تھا کہ ببول کے پتے کھا کھا کر گزارہ کیا، بچے بھوک سے روتے اور بلبلاتے تھے بچوں کے رونے کی آوازیں دور دور تک جاتی تھیں تاہم اس زمانہ میں بھی حضرت خدیجہؓ کے اثر ورسوخ کی وجہ سے کبھی کبھی کھانا پہنچ جاتا تھا رسول اللہ ﷺ اس حال میں بھی اپنی قوم میں تبلیغ ودعوت کا فریضہ دن رات خفیہ وعلانیہ ہر طریقہ سے انجام دیتے اور بنو ہاشم اور سیدتنا خدیجہؓ صبر اور اجر کی امید کے ساتھ ان تمام تکالیف کو برداشت کرتیں کبھی زبان سے اف تک نہ کہا اور نہ یہ کہا کہ آپ کی اور آپ کی تبلیغ کی وجہ سے یہ مصیبت آئی ہے ہم کیسے کریں؟ کیسے برداشت کریں؟

ایک دو ماہ نہیں بلکہ شوہر کے ساتھ تقریباً تین سال کا عرصہ اسی طرح گزار لیا۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کی طرف سے سیدتنا خدیجہؓ کو اس پر اجر عظیم عطا فرمائے کہ آپ ﷺ کے ساتھ ان تکالیف کو برداشت کیا اور ان پر صبر فرمایا۔ آمین

لہٰذا اگر کسی وجہ سے گھر میں کوئی تکلیف یا پریشانی آجائے، تو بیوی کو چاہئے کہ شوہر کے ساتھ خود بھی صبر کرتے ہوئے اس پریشانی اور غم کو برداشت کرے یہ نہ ہو کہ کشادگی میں تو اس کا ساتھ دے اور مصیبت وپریشانی کے وقت اس کا ساتھ چھوڑ دے بقول کسی دانا کے میٹھا میٹھا ہپ ہپ اور کڑوا کڑوا تھو تھو، اور اس طرح نہ کہے کہ تم نے ایسا کیا تو ایسا ہوا اگر میری بات مان لیتے تو ایسا نہ ہوتا میں نے تو تمہیں پہلے سے کہہ دیا تھا کیوں سفر میں گئے؟ ...... یہاں کیوں مکان لیا؟ ...... اس کے ساتھ کیوں کاروبار کیا؟ ...... پہلے سے سوچتے نہیں اب روتے پھر رہے ہو؟ ایسی باتیں کرنا تو کسی کافرہ عورت کے لئے بھی مناسب نہیں چہ جائیکہ ایک مسلمان عورت کے لئے جو اس پر یقین رکھتی ہے کہ جو کچھ ہوتا ہے اللہ تعالیٰ ہی کے حکم سے ہوتا ہے جو مصیبت مقدر میں ہے وہ کبھی ٹل نہیں سکتی اور جو نعمت مقدر میں ہے وہ

کبھی رک نہیں سکتی جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد:

قل لن یصیبنا الا ما کتب الله هو مولنا وعلی الله فلیتو کل المومنون. (سورۃ التوبہ آیت:۶۵)

ترجمہ۔''آپ کہہ دیجئے ہرگز ہم کو کوئی مصیبت نہیں پہنچتی مگر جو اللہ نے ہمارے لئے لکھ دی ہے، وہی ہے کارساز ہمارا اور اللہ ہی پر چاہئے کہ بھروسہ کریں مسلمان''

تو جب اللہ کے حکم سے یہ ہوا اور وہ علیم بھی ہے وہ جانتا ہے وہ خبیر بھی ہے وہ مصیبت بھیجنے کے بعد بھی باخبر ہے اور وہ لطیف ہے وہ مصیبت کے بھیجنے کے بعد بھی ہمیں بے یار و مددگار نہیں چھوڑے گا۔ بلکہ لطف و مہربانی والا معاملہ کرے گا تو ہم اسی سے کیوں نہ مانگیں؟

خصوصاً اگر شوہر دین کے کاموں میں مشغول ہے اس کی تنخواہ کم ہے یا دین کے لئے سفر میں گیا اور اس کی غیر موجودگی میں کچھ نقصان ہوگیا یا حلال کاروبار کی وجہ سے آمدنی کم ہو رہی ہے یا کسی اور وجہ سے کوئی تکلیف ہے تو بیوی کو چاہئے کہ حرف شکایت زبان پر نہ لائے۔ کسی غیر سے اس کی شکایت نہ کرے (بلکہ ہر حال میں صبر کرتی رہے کیونکہ واویلا کرنے اور طعنہ دینے سے مصیبتیں دور نہیں ہوں گی بلکہ اس سے اور بڑھتی ہی رہیں گی اور اللہ تعالیٰ بھی ناراض ہوں گے لہٰذا خود بھی دعائیں مانگیں اور بچوں سے بھی دعائیں منگوا کر وہ مصیبتیں دور کرائیں۔

لہٰذا ایک مسلمان عورت کو چاہئے کہ اپنے شوہر کو اولاً تو آپ ﷺ کا نائب وامتی سمجھ کر اس کو کافروں میں اسلام پھیلانے اور مسلمانوں کو پورے اسلام پر عمل کروانے کے لئے محنت کرنے اور ہر قسم کی قربانی دینے پر آمادہ کرے اور پھر اس قربانی میں خود بھی شریک ہو کر حضرت خدیجہؓ کی طرح پورا پورا ثواب حاصل کرے۔

ذمہ داری نمبر......۱۴

﴿شوہر کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آیئے﴾

حسن سلوک سب لوگوں کے لئے لازم ہے اور خاص طور پر میاں بیوی کے لئے بہت ضروری ہے کیونکہ یہ ہمیشہ ساتھ رہتے ہیں۔

خاتون محترم! اگر آپ چاہتی ہیں کہ آپ اور آپ کے شوہر اور بچوں کی زندگی اچھی طرح گزرے تو اپنے اخلاق اور حسن سلوک کی اصلاح کیجئے۔ ہمیشہ خوش خرم اور مسکراتی رہئے۔ تلخی اور جھگڑے سے پرہیز کیجئے۔ خوش گفتار اور شیریں بنئے۔ آپ اپنی خوش اخلاقی سے آپ اپنے گھر کو بہشت بریں بنا سکتی ہیں۔ کیا یہ افسوس کی بات نہیں کہ بداخلاقی سے اپنے گھر کو جہنم میں تبدیل کر دیں اور خود کو اور اپنے شوہر اور بچوں کو اس عذاب میں مبتلا کر دیں۔ آپ چاہیں تو فرشتہ رحمت بن سکتی ہیں گھر کے ماحول، شوہر اور بچوں کے دلوں کو مسرت وشادمانی عطا کر سکتی ہیں ان کے دل سے رنج وغم مٹا سکتی ہیں۔ کیا آپ جانتی ہیں؟

صبح جب آپ کے شوہر اور بچے اسکول یا کام پر جا رہے ہوں اور اگر آپ گرمجوشی اور مسکراہٹ کے ساتھ ان کو رخصت کریں تو ان کی روح اور اعصاب پر کیا اثر پڑے گا اور اپنے کاموں کو انجام دینے کے لئے ان میں کیسی تازہ لہر دوڑ جائے گی۔

اگر آپ کو زندگی اور اپنے شوہر سے محبت ہے تو بداخلاقی سے گریز کیجئے کیونکہ اچھا اخلاق رشتۂ ازدواج کو مستحکم بنانے میں مددگار ثابت ہوتا ہے۔

اخلاقی اعتبار سے عدم ہم آہنگی، خاندان میں اختلافات اور کشیدگی کی اہم وجہ ہوتی ہے۔

خاتون محترم! خوش اخلاقی اور عشق ومحبت کے ذریعہ اپنے شوہر کا دل جیت لیجئے۔ تا کہ وہ زندگی اور خاندان سے محبت کرے اور پوری توجہ اور لگن کے ساتھ اپنے کام میں مشغول رہے اور آپ کی آسائش کے اسباب مہیا کرے۔ آپ اگر اس سے خوش اخلاقی سے پیش آئیں گی تو وہ راتیں باہر گزارنے اور عیاشی کی فکر میں نہیں رہے گا اور جلدی گھر آئے گا۔

ایک عورت نے عدالت میں شکایت کی کہ میرا شوہر ہمیشہ دوپہر اور رات کا کھانا باہر کھاتا ہے۔

شوہر نے جواب دیا کہ اسکی وجہ یہ ہے کہ میری بیوی ذرا بھی نباہ کرنا نہیں جانتی اور اس کا اخلاق بے حد خراب ہے اور دنیا کی بداخلاق عورت ہے۔

ایک نے عدالت میں کہا کہ میرا شوہر مجھ سے بات نہیں کرتا اور اخراجات اپنی ماں کے ذریعہ مجھے بھجواتا ہے۔ مرد نے جواب میں کہا کہ چونکہ میں اپنی بیوی کی بداخلاقیوں سے تنگ آچکا ہوں اس لئے میں نے فیصلہ کیا ہے کہ اس سے بات نہیں کروں اور اس بات کو پندرہ مہینے ہورہے ہیں۔

ازدواجی زندگی کی اکثر مشکلات کو ہوشیاری اور اچھے اخلاق کے ذریعے حل کیا جا سکتا ہے۔ اگر آپ کا شوہر کم محبت کرتا ہے، گھر پر زیادہ توجہ نہیں دیتا، دیر سے گھر آتا ہے دوپہر اور رات کا کھانا باہر کھاتا ہے، بدسلوکی کرتا ہے، بدمزاجی اور جھگڑا کرتا ہے، اپنی دولت برباد کرتا ہے۔ الگ ہونے اور طلاق دینے کی بات کرتا ہے تو آپ اس قسم کی ساری مشکلات کو اپنے اعلیٰ اخلاقی کردار اور اچھے برتاؤ سے حل کرسکتی ہیں۔ آپ اپنے رویئے میں تبدیلی پیدا کیجئے اور اچھے اخلاق کا اعجاز آفرین نتیجہ دیکھئے۔

کسی نے حضرت رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ فلاں عورت بہت نیک ہے روزے رکھتی ہے، راتوں کو عبادت کرتی ہے، لیکن بداخلاق ہے اور اپنے ہمسائیوں کو اپنی زبان سے ایذا پہنچاتی ہے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

''اس میں کوئی خوبی نہیں ہے وہ دوزخی ہے''

والٹر ڈیمروش نے امریکہ کے بہت بڑے مقرر اور امریکہ کی صدارت کے امیدوار مسٹر جیمز۔ جی۔ بلین کی بیٹی سے شادی کی۔ اس وقت سے آج تک وہ بڑے آرام و مسرت کی زندگی گزار رہے ہیں۔ ان کی مسرت کا راز کیا ہے؟ مسز ڈیمروش کہتی ہیں۔ ''میں صحیح انتخاب کے بعد جس چیز کو زندگی میں اہمیت دیتی ہوں وہ اخلاق ہے۔ بیویوں کو چاہیئے کہ اپنے خاوندوں کے ساتھ اسی اخلاق سے پیش آئیں۔ ہر مرد ترش روئی سے دور بھاگتا

ہے''۔ سخت کلامی محبت کے لئے زہر کا اثر رکھتی ہے۔ ہر فرد اس حقیقت سے آشنا ہے۔ لیکن کتنے افسوس کی بات ہے کہ ہم اپنے عزیزوں کے مقابلے میں اجنبیوں سے زیادہ نرمی سے کلام کرتے ہیں۔

ڈوروتھی ڈکس کا قول ہے۔ ''یہ ایک حیران کن اور سچی حقیقت ہے کہ ہمارے گھر کے افراد ہی ہمارے متعلق خاص طور سے رذیل اور ہتک آمیز بات کرتے ہیں اور ہمارے جذبات کو ٹھیس پہنچانے سے احتراز نہیں کرتے''

ہنری کلے رزنر کہتا ہے کہ: ''اخلاق اس روحانی صلاحیت کا نام ہے جو دروازے کی شکستگی کو نظر انداز کر کے اس کے پار صحن میں کھلے ہوئے پھولوں کو دیکھ لیتی ہے''۔ ازدواجی زندگی کے لئے اخلاق کی وہی حیثیت ہے جو موٹر کے لئے تیل کی ہوتی ہے۔ شہزادے مسٹر ہومز گھر والوں پر ہرگز رعب نہیں جماتے تھے۔ وہ اس قدر بردبار واقع ہوئے تھے کہ وہ اپنی ہر ذاتی تکلیف، رنج اور افسردگی کو گھر والوں سے چھپانے کی کوشش کیا کرتے تھے۔ وہ فرماتے ہیں کہ اپنی ذاتی تکلیفوں کو خاموشی سے کیوں نہ برداشت کیا جائے، دوسرے لوگوں کو کیوں پریشان کیا جائے''

پُر مسرت اور آرام دہ زندگی کا راز کیا ہے۔ ڈاکٹر عبداللہ کا بھی کہنا ہے کہ میں صحیح انتخاب کے بعد جس چیز کو ازدواجی زندگی میں اہمیت دیتا ہوں وہ اخلاق ہے۔ چنانچہ ایک بار پھر سمجھ لیجئے کہ نوجوان بیویوں کو چاہیئے کہ اپنے خاوندوں کے ساتھ اسی اخلاق کے ساتھ پیش آئیں۔ جس طرح وہ اپنی سہیلیوں کے ساتھ پیش آتی ہیں۔ ہر مرد ترش روی سے دور بھاگتا ہے سخت کلامی محبت کے لئے زہر کا حکم رکھتی ہے۔ ہر فرد اس حقیقت سے آشنا ہے۔ لیکن کتنے افسوس کی بات ہے کہ ہم اپنے عزیزوں کے مقابلے میں اجنبیوں سے زیادہ نرمی سے کلام کرتے ہیں۔

شوہر سے معذرت کر لیجئے:

آپ سے جب بھی کوئی غلطی یا کوتاہی ہو جائے یا شوہر کسی بات پر ناراض ہو جائے تو بیوی کو چاہیئے کہ معذرت کر لے کیونکہ مرد کو غصہ بھی جلد آتا ہے اور جلد ہی راضی بھی

ہو جاتا ہے اور شوہر کو چاہیئے کہ وہ جلد راضی ہو جائے، کیونکہ شوہر کا دل بیوی کے لئے بنایا گیا ہے۔ شوہر سے معذرت کرنے میں بڑی تاثیر ہوتی ہے اور محبت و اپنائیت کا اظہار ہوتا ہے اور یہ بیوی کا بڑا پیار اور اچھا انداز و اسلوب ہوتا ہے۔ صرف چند معذرت کے جملے کہنے سے شوہر کا غصہ دور ہو جاتا ہے اور وہ راضی ہو جاتا ہے۔ اس کا دل نرم پڑ جاتا ہے اور پھر خوش ہو کر اپنائیت کا اظہار کرنے لگتا ہے۔ رنج و غم دور ہو جاتے ہیں۔ ناراضگی کے معاملہ کو طول نہیں دینی چاہیئے۔ ورنہ بات بڑھ جاتی ہے۔

ابن عباس ﷜ بیان فرماتے ہیں کہ:

"آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا میں تمہیں ان عورتوں کے بارے میں بتاؤں جو جنت میں ہوں گی؟ صحابہ ﷜ کہتے ہیں کہ ہم نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ ضرور بتایئے۔ فرمایا وہ عورت جو (اپنے شوہر سے) خوب محبت کرنے والی ہو، زیادہ بچے جننے والی ہو، اپنے شوہر سے معذرت کرنے والی ہو، جب عورت کو غصہ آ جائے یا اس کے ساتھ برا سلوک کیا جائے یا اس کا شوہر اس پر ناراض یا غصہ ہو تو وہ کہتی ہے (دیکھو) میرا ہاتھ تمہارے ہاتھ میں ہے یا شوہر کے پاس آ کر اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ پر رکھ دیتی ہے اور کہتی ہے میں تو (اس ناراضگی و غصہ کی حالت میں) آنکھوں میں سرمہ (کاجل) بھی نہیں لگاؤں گی۔ جب تک تم راضی اور خوش نہ ہو جاؤ"

دیکھیئے! ہمارے پیارے نبی اکرم ﷺ جنتی عورتوں کے بارے میں کتنی پیاری باتیں ارشاد فرما رہے ہیں۔ آپ ﷺ عورتوں کو اپنے گھر میں خوشیاں پیدا کرنے اور اپنے شوہر کو منانے کے انداز و طریقے سمجھا رہے ہیں کہ شوہر کے پاس آ کے معذرت کر لو۔ اس کے ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر راضی کر لو۔ اس پیارے انداز میں اتنی تاثیر ہے کہ شوہر فوراً راضی ہو جاتا ہے۔ تجربہ کر کے دیکھ لیجئے۔ جنتی عورت بننے کے لئے کتنا آسان نسخہ ہے۔ دنیا میں بھی سعادت، خوشیاں اور آخرت میں جنت کی خوشخبری۔

اے خاتون جنت! آپ یہ اچھی صفات اور انداز اپنا لیجئے شوہر سے محبت کرنے والی بن جایئے، ناراضگی و غصہ میں "اعوذ" پڑھ کر اپنے کاندھے پر پھونک لیجئے نفس امارہ

کو دبا دیجئے جو شیطان مردود کے ساتھ مل کر لڑائی جھگڑے اور ناراضگی پر، ضد و اکڑ پر انسان کو ابھارتا ہے۔ شوہر کے ہاتھ میں اپنا ہاتھ دیجئے۔ صلح کا مصافحہ کیجئے پھر دیکھئے کیسے آپ کا سحر شوہر پر چلتا ہے کیسی محبت آتی ہے اور فرمان نبوی ﷺ پر بھی عمل کرنے کا اجر و ثواب حاصل ہو جاتا ہے۔ جدائی سے بچئے۔ ناراضگی میں والدین کے گھر جانے کے بجائے اپنے ہی گھر میں اپنے شوہر کے ساتھ رہئے۔ کیونکہ اچھے اچھے گھروں میں بھی کچھ نہ کچھ اختلاف اور مشکلات ہوتی ہیں لہٰذا علاج آپ کے اپنے ہی ہاتھ میں ہے۔

حضور اقدس ﷺ سے پوچھا گیا کہ کون سی عورت سب سے اچھی ہے۔ ارشاد فرمایا سب عورتوں میں سب سے اچھی عورت وہ ہے جب اس کو شوہر دیکھے تو شوہر کو خوش کر دے، جب کوئی بات کہے تو وہ بات مان لے اور اپنی جان و مال کے بارے میں حفاظت کرے۔ ابن عباسؓ فرمایا کرتے تھے میں اس بات کو پسند کرتا ہوں کہ عورت اپنے شوہر کو خوش کرنے کے لئے بناؤ سنگھار کرتی رہے۔ پھر بھی اگر شوہر بیوی کی قدر و عزت نہ کرے اور اس کے ساتھ اچھا رویہ نہ رکھے تو نیک عورتوں کی یہ صفت ہے کہ پھر بھی صبر و شکر کے ساتھ ازدواجی زندگی کے اس کٹھن سفر کو اللہ کی رضا پر راضی رہتے ہوئے پورا کر لیتی ہیں۔ دنیا میں بھی لوگ ان کے صبر و شکر کی تعریف کرتے ہیں اور آخرت میں وہ جنت کی مستحق ہوتی ہیں۔

ایک نیک عورت کے شوہر نہایت ترش مزاج اور غصیلی طبیعت کے آدمی تھے۔ دوسروں کے سامنے بھی بیوی کو برا بھلا کہہ دیتے اور ان کی بے عزتی کر دیتے لیکن وہ نیک عورت اس موقع پر شوہر کے کاندھے پر اعوذ پڑھ کر پھونکتی اور انہیں سمجھاتی، ان کی اصلاح کے لئے دعائیں کرتی اور ناراضگی و غصہ کا اظہار نہ کرتی، نہایت صبر و شکر کے ساتھ انہوں نے اپنی پوری زندگی گزاری تو ان کے انتقال کے بعد انہیں خواب میں دیکھا گیا کہ سرخ جوڑے میں دلہن بنی بیٹھی ہیں اور بہت خوبصورت لگ رہی ہیں اور ان کے جاننے والی نیک عورتیں اُن پر رشک کر رہی ہیں۔

قرآن پاک میں ہے۔ جسکا ترجمہ ہے کہ:

''نیک مردوں اور عورتوں کے لئے دنیاوی زندگی میں بھی خوشخبری ہے اور آخرت میں بھی''

یہاں دنیاوی خوشخبری اور بشارت سے مراد یہ بھی ہے کہ انہیں سچے اور مبارک خواب نظر آتے ہیں یا ان کے بارے میں دوسرے لوگوں کو اچھے خواب نظر آتے ہیں اور خواب میں بشارت دی جاتی ہے کہ دیکھو دنیا میں انہوں نے عبادت کی تھی، صبر کیا تھا، اچھے کام کئے تھے اب کتنا اچھا صلہ اور بدلہ انہیں دیا گیا ہے۔

شوہر سے خوب اچھی اچھی باتیں کیجئے:

عورت اپنے شوہر کو اہمیت دے، شوہر کے پاس بیٹھے باتیں کرے ہنسے ہنسائے، واقعات و قصے سنائے شوہر کو مخاطب کرے توجہ حاصل کرے شوہر کے مقابلے میں دوسروں کو اہمیت نہ دے۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ نے رسول اللہ ﷺ کو گیارہ عورتوں کا کافی لمبا واقعہ سنایا۔ (بحوالہ بخاری و مسلم)

ان میں سے ایک اُمّ زرعہؓ کہتی ہیں کہ میرے شوہر ابوزرعہ نے مجھے بہت محبت و اپنائیت دی۔ مجھے اتنا زیور دیا کہ بھاری اور قیمتی زیور پہننے کی وجہ سے میرے کان جھک گئے یعنی لٹک گئے مجھے اتنا کھلایا پلایا اتنی خوشیاں دیں کہ میں خوب موٹی ہوگئی۔ پیارے نبی ﷺ نے یہ واقعہ سن کے حضرت عائشہؓ سے فرمایا تھا اے عائشہؓ! میں تمہارے لئے ایسا ہی ہوں جیسے ابوزرعہ اپنی بیوی اُمّ زرعہ کے لئے تھے۔ اب دیکھئے پیارے نبی ﷺ اپنی زوجہ محترمہ سے قصے اور واقعات غور سے سن رہے ہیں اور سننے کے بعد زوجہ محترمہ کی دلجوئی و حوصلہ افزائی فرمارہے ہیں۔ خوشیاں دے رہے ہیں کہ میں بھی تم سے بہت محبت کرتا ہوں تمہیں اہمیت دیتا ہوں خوشیاں دیتا ہوں۔

بعض عورتیں بڑی سمجھدار ہوتی ہیں۔ بڑی شائستگی اور اچھے انداز سے شوہر کے ساتھ گفتگو کرتی ہیں اچھے واقعات اور بہترین قصے سنا کر شوہر کا دل جیت لیتی ہیں لہٰذا عورت کو چاہیئے کہ شوہر کے سامنے بالکل خاموش نہ رہا کرے بلکہ شوہر کے ساتھ بے تکلف ہو کر ہلکے پھلکے واقعات سنائے روزمرہ کی گفتگو اور باتیں کرے، اچھے انداز سے

بچے بچیوں کے معاملات ومسائل شوہر کے سامنے رکھے مفید مشورے اور اپنی رائے دے شوہر کو اپنی عمدہ گفتگو اور پیار بھری دلنشین باتوں کا ایسا عادی اور خوگر بنا دیں کہ وہ آپ سے باتیں کرنے لے لئے بے چین اور مشتاق رہے۔ شوہر کو مخاطب کریں مثلاً نماز کا وقت ہو گیا ہے نماز پڑھ لیجئے۔ اذان ہو گئی ہے مسجد میں چلے جایئے واپس آتے ہوئے یہ چیزیں لیتے آیئے گا، فلاں رشتہ دار بیمار ہے ان کی مزاج پرسی کے لئے ان کے گھر چلئے۔ ان کے ہاں لے جانے لئے کچھ فروٹ خرید لیجئے بسکٹ کا پیکٹ لیجئے، فلاں رشتہ دار پڑوسی غریب ہے آج ان کے ہاں کھانا بھجوا دیجئے، آپ کی پسند کے کھانے کی ڈش تیار ہے جلدی سے دستر خوان پر آ جایئے، فلاں گھر میں عورتوں کا وعظ ہو رہا مجھے وہاں چھوڑ دیجئے۔ کافی دن ہو گئے آج ہماری امی کے گھر ملاقات کے لئے چلے چلئے۔ میرے لئے اچھا سا سوٹ لے آیئے، ہاتھ پیر میں لگانے کے لئے مہندی بھی لے آیئے، خوشبودار تیل، پوڈر اور کریم بھی لیتے آیئے گا، مسواک یا توتھ پیسٹ بھی ضرور لایئے گا۔ مطلب یہ ہے کہ شوہر کے سامنے اچھی گفتگو کیجئے، انہیں مفید مشورے دینی و دنیاوی مشورے دیجئے یاد دہانی کرایئے اپنی ضروریات کا ذکر کریں ان باتوں سے انشاء اللہ شوہر کے دل میں خوب محبت خوب خوب جم جائے گی۔

بہت سی شادیوں میں میاں بیوی بعض ذاتی وجوہ کی بناء پر ایک دوسرے سے محبت کرنا ترک کر دیتے ہیں۔ ذاتیات پر اتر آنا ایک تیز ہتھیار ہے جس کی کاٹ سیدھی دل پر پہنچتی ہے۔ میاں بیوی کو یہ ہتھیار استعمال کرنے سے ہمیشہ گریز کرنا چاہیئے۔ ایسا کرنا ایک گناہ سے کم نہیں۔

ذمہ داری نمبر......۱۵

﴿شوہر کے پیشے پر اعتراض نہ کیجئے﴾

یاد رکھئے! ہر انسان کو کوئی پیشہ اختیار کرنا پڑتا ہے اور اپنے پیشے کے مطابق زندگی گزارنی پڑتی ہے، ایک ڈرائیور اپنی عمر کا بڑا حصہ راستوں میں گزارتا ہے اور دوسرے لوگوں کی طرح ہر رات اپنے گھر نہیں آسکتا، ایک چوکیدار بعض راتوں میں یا ہر رات چوکیداری کرتا ہے، ایک ڈاکٹر کو کم موقع ملتا ہے کہ اپنے خاندان والوں کے ساتھ فراغت واطمینان کے ساتھ بیٹھے یا تفریح کرے، ایک استاد یا دانشور جو مطالعہ کا عادی ہے، مجبور ہے کہ راتوں کو مطالعہ کرے، بعض پیشے ایسے ہوتے ہیں جن میں زیادہ تر سفر میں رہنا ہوتا ہے۔

تیل بیچنے والے کے پاس سے تیل کی بو آتی ہے، مکینک کا لباس چکنا رہتا ہے اور اس میں سے تیل کی بو آتی ہے، کوئلہ فروش ہمیشہ سیاہ رہتا ہے، راتوں کو ڈیوٹی دینے والا مزدور مجبور ہے کہ راتوں کو کارخانے میں جائے۔ مجاہد یا داعی ہے تو اسے وقت بے وقت امر الٰہی کی تعمیل میں گھر سے باہر رہنا پڑتا ہے۔

عورتیں عموماً ایسا شوہر پسند کرتی ہیں جو ہمیشہ وطن میں رہے، اول وقت گھر آجائے، فرصت کے اوقات اس کے پاس زیادہ ہوں تاکہ سیر وتفریح میں وقت گزارا جاسکے، اس کا پیشہ باعزت، صاف ستھرا اور زیادہ آمدنی والا ہو۔

لیکن افسوس کہ بہت سے مردوں کے پیشے ان کی بیویوں کی مرضی کے مطابق نہیں ہوتے۔

قابل احترام بہن! دنیا اور اسمیں جو کچھ ہو رہا ہے یہ سب کچھ اللہ کی مرضی سے ہو رہا ہے، ہم دنیا کے کاموں کو اپنی مرضی اور خواہش کے مطابق چلانے پر قادر نہیں ہیں، لیکن ہم خود کو حالات کے مطابق ڈھالنے پر قدرت رکھتے ہیں، روزی روٹی کا انتظام کرنے کے لیے آپ کا شوہر مجبور ہے کہ کوئی پیشہ اختیار کرے، ہر پیشے اور کام کے کچھ اصول اور لوازم ہوتے ہیں، آپ چاہیں تو اپنی زندگی کے کاموں کو اس کے پیشے کے طابق اس طرح ترتیب دے سکتی ہیں کہ وہ بھی سکون اور آزادی کے ساتھ اپنے کاموں کو انجام دے سکے اور آپ بھی

اطمینان کے ساتھ زندگی گزاریں، صرف اپنے آرام وآسائش کی فکر نہ کیجئے اپنے شوہر کے آرام کی بھی تھوڑی سی فکر کیجئے، حضور ﷺ فرماتے ہیں۔

"طلب کسب الحلال فريضة بعد الفريضه"

(بحوالہ مشکوۃ شریف)

''رزق حلال کی تلاش فریضہ (ایمان) کے بعد اولین فرض ہے''

میری بہن! آپ کے شوہر اسی جدوجہد میں ہیں اس لیے دانشمندی اور ایثار سے کام لیجئے! ایک سلیقہ مند اور ہوشیار بیوی کی طرح اپنے فرائض انجام دیجئے، اگر آپ کے شوہر ڈرائیور ہیں اور کئی راتوں کے بعد تھکے ماندے گھر آگئے ہیں تو خندہ پیشانی اور مسکراہٹ کے ساتھ ان کا استقبال کیجئے، ان سے محبت کا اظہار کیجئے تاکہ ان کی تھکن دور ہوجائے، بدمزگی پیدا کرنے والی باتوں سے گریز کیجئے، ان کے پیشہ پر اعترض نہ کیجئے۔

ڈرائیونگ کے پیشے میں آخر کیا برائی ہے؟ وہ بے چارہ تو آپ کے آرام وآرائش کی خاطر اپنے شب و روز جنگل اور بیابانوں میں ڈرائیونگ کرتا پھرتا ہے، اس کی قدر دانی کرنے کی بجائے آپ اس کے پیشے کی برائی کرتی ہیں، آپ کا یہ طرز سلوک اسے زندگی اور گھر کی جانب سے لاپرواہ بنا دیتا ہے، اس کے پیشے میں کوئی برائی نہیں ہے، وہ سماج کی خدمت کرتا ہے، روزی کمانے کے لیے زحمت اٹھاتا ہے، اگر کاہلی کرتا یا ناجائز پیشہ اختیار کر لیتا تو کیا وہ اچھا ہوتا؟

کیا یہ خود آپ کے حق میں بہتر نہ ہوگا کہ اس قسم کی زندگی کے لیے اپنے آپ کو تیار کرلیں اور اس کی عادت ڈالیں اور نہایت خوشی اور اطمینان کے ساتھ زندگی گزاریں اور جب آپ کے شوہر گھر آئیں تو ان کا گرمجوشی سے استقبال کریں اور محبت بھرے لہجے میں ان کے کام اور ان کی زحمتوں کی تعریف کریں اور ان کی ہمت افزائی کریں اور مسکراہٹ کے ساتھ گھر کے دروازے تک ان کو رخصت کرنے آئیں، آپ کا یہ طرز عمل ان کے دل کو سارے دن مسرور رکھے گا اور وہ ہر بار خوش خوش گھر واپس آئیں گے۔

اگر آپ کے شوہر کا کام اس قسم کا ہے کہ انہیں راتوں کو ڈیوٹی دینی پڑتی ہے اور وہ آپ

کے اخراجات پورے کرنے کے لیے اپنی رات کی نیند و آرام تج دیتے ہیں تو اس قسم کی زندگی کی خود کو عادی بنا لیجیے اور اس کے فرائض اور پیشے پر ناپسندیدگی کا اظہار نہ کیجیے، اگر تنہائی سے دل گھبراتا ہے تو آپ ایسا کر سکتی ہیں کہ گھر کے کچھ کاموں کو رات کے وقت انجام دیں، رات کے کچھ حصے میں سلائی کیجیے، مطالعہ کیجیے، فرصت کو غنیمت جانیے۔ حضور ﷺ فرماتے ہیں:

"اغتنم خمسا قبل خمس فیه فراغک قبل شغلک"

"پانچ چیزوں کو پانچ چیزوں سے پہلے غنیمت جان لو (اسی حدیث میں ہے کہ) فراغت کو مشغول ہونے سے پہلے قیمتی سمجھ لو۔ (اور اس کی قدر کرتے رہو! دین و دنیا کی بھلائیاں سمیٹ کر)" (بحوالہ مشکوٰۃ شریف)

میری بہن! اپنا وقت ضائع نہ کیجیے، عبادت اور اچھے کاموں میں خرچ کیجیے! جب آپ کے شوہر کارخانے سے گھر آئیں تو فوراً ان کے لیے چائے، ناشتہ بنا دیجیے، ان کے آرام کرنے کے لیے کمرہ تیار رکھیے، تاکہ وہ اپنی تھکن دور کر لیں، بچوں کو عادت ڈالیئے کہ شور و غل نہ مچائیں اور آپ کے شوہر کی خوابگاہ کے نزدیک نہ جائیں ان کو سمجھائیے، کہ تمہارے والد رات بھر سوئے نہیں اب انہیں آرام کرنا ہے۔

اس کا پیشہ اس قسم کا ہے کہ فرصت کے اوقات اس کے پاس زیادہ نہیں ہیں لیکن آپ اس کے پیشے اور کام کے مطابق اپنا پروگرام ترتیب دے سکتی ہیں، اس سے اس بات کی توقع نہ کیجیے کہ آپ کی مرضی کے مطابق زندگی گزارنے کے لیے وہ اپنے پیشے اور دین و سماجی کام سے دستبردار ہو جائے، اس کو آزادی کے ساتھ اطمینان و سکون کے ماحول میں اپنے کاموں اور مطالعے میں مشغول رہنے دیجیے، جس وقت وہ کام میں مشغول ہو' اس وقت آپ گھر کے کاموں کو انجام دے سکتی ہیں، باقی وقت کتاب کے پڑھنے میں بھی گزار دیجیے، لیکن یہ کوشش کیجیے کہ جب آپ کے شوہر کے آرام کا وقت ہو اس وقت آپ گھر میں موجود ہوں، پہلے سے اس کے استقبال کے لے تیار رہیئے اور جب وہ گھر میں داخل ہو تو نہایت گرمجوشی اور شیریں لہجے میں گفتگو کر کے اس کی تھکن کو دور کیجیے، اس کے کاموں پر اعتراض کرنے سے اس کے تھکے ہوئے اعصاب کو مزید مضمحل نہ کیجیے، اگر آپ صحیح طریقے سے ایک بیوی

کے فرائض انجام دیں گی تو یہ چیز نہ صرف آپ کے شوہر کی عظمت وترقی کا سبب بنے گی بلکہ اس کی سماجی خدمات میں آپ بھی برابر کی حصہ دار ہوں گی۔

خاتون عزیز! بلند ہمتی ایثار اور عقلمندی سے کام لیجئے، حضور نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں۔

"علو الهمة من الايمان"

"بلند ہمتی ایمان کا حصہ ہے"

صرف اپنی ہی فکر نہ کیجئے، آپ کے شوہر کی ملازمت اس قسم کی ہے کہ وہ وطن سے باہر زندگی گزارنے پر مجبور ہے، اگر وہ سرکاری ملازم ہیں تو کس طرح ممکن ہے کہ جس شہر میں ان کی پوسٹنگ ہوئی ہے وہاں نہ جائیں یا اگر ان کا پیشہ تجارت یا مزدوری ہے اور پردیس میں زیادہ بہتر طریقے سے کما سکتے ہیں تو آپ ان کی ترقی کی راہ میں کیوں رکاوٹ ڈالتی ہیں، جب آپ کو معلوم ہے کہ آپ کے شوہر وطن سے باہر زندگی گزارنے پر کسی سبب سے مجبور ہیں، تو بلا وجہ بہانے اور اعتراضات کر کے کیوں ان کو ناراضگی اور پریشانی کے اسباب میں مبتلا کرتی ہیں، جب آپ دیکھیں کہ ملازمت کے سلسلے میں انہیں کسی دوسرے شہر، دیہات یا غیر ملک میں منتقل ہونا ہے تو آپ کا فرض ہے کہ فوراً اپنی رضامندی کا اظہار کیجئے، خوشی خوشی گھر کے ساز وسامان کی پیکنگ میں لگ جائیے اور پورے سکون واطمینان کے ساتھ نئی جگہ کے لیے روانہ ہو جائیے، اپنے آپ کو اسی جگہ کا سمجھئے اور سرگرمی اور تن دہی کے ساتھ اپنی زندگی کا آغاز کیجئے، اپنے ماحول اور حالات سے سمجھوتہ کرنا سیکھئے۔

خوش اخلاقی اور خوش بیانی کے ذریعے لوگوں کو اپنا دوست بنائیے، چونکہ آپ یہاں نئی ہیں اس لیے علاقے کے لوگوں کے عادات واخلاق سے پوری طرح واقف نہیں ہیں، لہٰذا نئے دوستوں کے انتخاب میں احتیاط سے کام لیجئے اور اس سلسلے میں اپنے شوہر سے بھی مشورہ کر لیجئے، اپنے آپ کو تنہا محسوس نہ کیجئے، بلکہ نئے ماحول اور وہاں کے لوگوں سے آشنا ہونے اور مانوس ہونے کی کوشش کیجئے، ہر جگہ کی کچھ خصوصیات ہوتی ہیں۔

آپ محرم کے ساتھ وہاں کے فطری مناظر یا قابل دید مقامات کی سیر کر کے اپنی تنہائی دور کر سکتی ہیں۔

مہر و محبت کا اظہار کر کے اپنے گھر کے ماحول کو خوشگوار بنایئے۔

اپنے شوہر کی دلجوئی کیجیے۔ان کے مشاغل اور کاموں کی حوصلہ افزائی کیجیے۔

جب آپ نئے ماحول سے آشنا ہو جائیں گی تو آپ خود محسوس کریں گی کہ یہاں بھی کچھ برا نہیں بلکہ شاید وطن سے یہاں زیادہ بہتر ہے، نئے لوگوں میں ایسے افراد تلاش کیجیے جو پرانے دوستوں بلکہ ماں باپ اور عزیز و اقارب سے زیادہ مہربان اور ہمدرد ہوں۔

اگر قصبہ یا دیہات میں آپ کا قیام ہے جہاں شہری زندگی کی سہولیتں اور آسائش کا سامان میسر نہیں ہے تو خود کو ان چیزوں کی قید سے آزاد کر لیجیے، وہاں کی فطری اور صاف ستھری زندگی سے انسیت پیدا کیجیے اور اس قسم کی زندگی کی خوبیوں پر توجہ دیجیے، یہاں اگر بجلی، پنکھا، کولر، فریج وغیرہ نہیں ہے، لیکن صاف اور تازہ آب و ہوا اور ملاوٹ کے بغیر اصلی غذائیں ہیں جو شہروں میں کم میسر ہوتی ہیں، پکی سڑکیں اور ٹیکسی نہیں ہے، لیکن گاڑیوں اور کارخانوں کے دھوئیں اور شور و غل سے آپ محفوظ ہیں۔

تھوڑی دیر کے لیے اپنے آس پاس کے لوگوں کی زندگیوں پر نظر ڈالیے اور دیکھیے کہ کس طرح وہ معمولی کچے مکانوں میں نہایت خوشی اور اطمینان و سکون کے ساتھ زندگی گزارتے ہیں اور شہری زندگی کے لوازمات اور خوبصورت محلوں کی ذرا بھی پرواہ نہیں کرتے، ان کی ضروریات اور محرومیوں کو دیکھیے اور اگر آپ کوئی خدمت انجام دے سکتی ہیں تو اس سے ہرگز دریغ نہ کیجیے، اپنے شوہر سے بھی سفارش کیجیے کہ ان کی آسائش اور فلاح و بہبود کے لیے کوشش کریں۔

اگر آپ دانشمندی سے کام لے کر اپنے فرائض پورے کریں، تو نہایت آرام و سکون کے ساتھ پردیس میں زندگی گزار سکتی ہیں اور اپنے شوہر کی ترقی میں معاون ثابت ہو سکتی ہیں اور ایسی صورت میں آپ نہایت شریف اور باوقار خاتون اور ایک وفادار بیوی کی حیثیت سے پہچانی جائیں گی اور آپ کے شوہر اور دوسروں کی نظروں میں آپ کی عزت و محبت بڑھ جائے گی اور آپ کو خدا کی خوشنودی بھی حاصل ہوگی، انشاء اللہ۔

ذمہ داری نمبر......۱۶

﴿شوہر کو کبھی پریشان نہ کیجئے﴾

خاوند کو ستانا کوئی اچھی بات نہیں بعض عورتوں کو عادت ہوتی ہے کہ وہ اپنے خاوند کو مختلف طریقوں سے تکلیف پہنچاتی ہیں اور خود کو حق بجانب خیال کرتی ہیں حالانکہ انہیں چاہیے تو یہ کہ خوش اسلوبی کے ساتھ اپنے خاوند سے گھریلو تعلقات استوار رکھیں، چھوٹی چھوٹی باتوں پر خاوند کو دکھ پہنچا کر گھر کا سکون خراب ہو جاتا ہے اور میاں بیوی بلکہ بچوں کے لیے زندگی گزارنا مشکل ہو جاتی ہے عورت کی اس بات کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ناپسند فرماتے ہوئے حسب ذیل ارشاد فرمایا ہے۔

حضرت معاذ بن جبل کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جب کوئی عورت اپنے خاوند کو تکلیف پہنچاتی ہے تو حوروں میں سے اس کی بیوی کہتی ہے کہ اسے تکلیف نہ دے اللہ تجھے ہلاک کرے کیونکہ یہ تیرے پاس چند روز کے لیے ہے عنقریب یہ تجھے چھوڑ کر ہمارے پاس آجائے گا۔ (بحوالہ ابن ماجہ)

اس حدیث میں بتایا گیا ہے کہ اہل ایمان کو اگلے جہاں میں جنت میں داخل کیا جائے گا یہ جنت سکون اور چین کا مقام ہے اس جنت میں ہر جنتی کو مسرت ہی مسرت حاصل رہے گی، غم اور پریشانی بالکل نہ ہوگی جس طرح کہ دنیا کی زندگی میں پریشانی ہوتی ہے اس جنت میں مؤمن مردوں کے لیے اپنی نیک اور صالح بیویاں بھی ہوں گی اور ان کے علاوہ حوریں بھی ہوں گی جو اس مومن کو ہر لحاظ سے آسائش بہم پہنچائیں گی۔

حور کا معنی ہے سفید رنگ والی عورت اور عین جمع ہے عیناء کی جس کا معنی ہے بڑی آنکھ والی عورت، یہ عورتیں حسن و جمال میں بہت زیادہ بڑھ چڑھ کر ہونگی مگر دنیا والی جو عورتیں جنت میں داخل ہونگی وہ ان سے زیادہ حسین وجمیل ہوں گی حوریں اور جنتی عورتیں مردوں کو ملیں گی جنتی مرد بھی بہت زیادہ حسین وجمیل ہونگے آپس میں ان مردوں اور ان دونوں قسم کی بیویوں کے درمیان بے انتہا محبت ہوگی کسی کے دل پر کسی کی طرف سے ذرا سا میل بھی نہ

آئے گا یہ جنتی حوریں منتظر ہیں کہ اپنے پیارے شوہروں سے ملیں جوان کے لیے مقرر ہیں لیکن جب تک یہ شوہر دنیا میں ہیں اس وقت تک ان سے ملاقات نہیں ہوسکتی مرنے کے بعد قبر کی زندگی گزار کر جب میدان حشر سے گزر کر جنت میں جائیں گے تو یہ حوریں انہیں مل جائیں گی تو ان حوروں کو اپنے شوہروں سے اب بھی ایسا تعلق ہے کہ دنیا والی بیوی جب جنتی مرد کو ستاتی ہے تو جنت میں ملنے والی حوریں کہتی ہیں کہ اسے نہ ستا، یہ تیرے پاس چند دن ہے عنقریب تجھے چھوڑ کر ہمارے پاس آجائے گا اس کی قدر ہم کریں گی، ہمارے ساتھ ہمیشہ رہنے والے شوہر کو تو تکلیف نہ دے، حوروں کی اس بات کی آواز دنیا کی عورتوں کے کان میں تو نہیں آتی مگر خداوند قدوس کے سچے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی یہ بات امت کی عورتوں تک پہنچا دی ہے جو لوگ نیک عمل کرتے ہیں حرام کام سے بچتے ہیں روزہ نماز کے پابند ہوتے ہیں ایسے لوگوں کو بیویاں زیادہ ستاتی ہیں ان کی ایذاء رسانی سے متاثر ہو کر جنتی حوریں ان کو بددعا دیتی ہیں کہ تمہارا بُرا ہو، اس چند روزہ دنیاوی مسافر کو نہ ستاؤ تم سے جُدا ہو کر ہمارے پاس آنے والا ہے، لہٰذا عورتوں پر لازم ہے کہ حور عین کی بددعا سے بچیں۔

شوہر کی دل آزاری سے اجتناب کیجئے:

عورت کو چاہیے کہ اپنے شوہر کی صورت وسیرت پر طعنہ نہ مارے نہ کبھی شوہر کی تحقیر اور اس کی ناشکری کرے اور ہرگز ہرگز کبھی بھول کر بھی اس قسم کی جلی کٹی بولیاں نہ بولے کہ ہائے اللہ! میں اس گھر میں کبھی سکھی نہیں رہی، ہائے ہائے میری تو ساری عمر مصیبت ہی میں کٹی اس اُجڑے گھر میں آکر میں نے کیا دیکھا، میرے ماں باپ نے مجھے بھاڑ میں جھونک دیا کہ مجھے اس گھر میں بیاہ دیا مجھ نگوڑی کو اس گھر میں کبھی آرام نصیب نہیں ہوا، ہائے میں کسی پھکڑ سے بیاہی گئی، اس گھر میں تو ہمیشہ الو ہی بولتا رہا، اس قسم کے طعنوں اور کوسنوں سے شوہر کی دل شکنی یقینی طور پر ہوگی جو میاں بیوی کے نازک تعلقات کی گردن پر چُھری پھیر دینے کے برابر ہے ظاہر ہے کہ شوہر اس قسم کے طعنوں اور کوسنوں کو سن سن کر عورت سے بیزار ہو جائے گا اور محبت کی جگہ نفرت وعداوت کا ایک ایسا خطرناک طوفان اٹھ کھڑا ہوگا کہ میاں بیوی کے خوشگوار تعلقات کی ناؤ ڈوب جائے گی، جس پر تمام عمر پچھتانا پڑے گا مگر

افسوس کہ عورتوں کی یہ عادت بلکہ فطرت بن گئی ہے کہ وہ شوہروں کو طعنے اور کوسنے دیتی ہی رہتی ہیں اور اپنی دنیا وآخرت کو تباہ و برباد کرتی رہتی ہیں۔

حدیث شریف میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے جہنم میں عورتوں کو بکثرت دیکھا یہ سن کر صحابہ کرامؓ نے پوچھا کہ یارسول اللہ! اس کی کیا وجہ ہے کہ عورتیں بکثرت جہنم میں نظر آئیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا عورتوں میں دو بُری خصلتوں کی وجہ سے، ایک تو یہ کہ عورتیں دوسروں پر بہت زیادہ لعن طعن کرتی ہیں دوسرے یہ کہ عورتیں اپنے شوہروں کی ناشکری کرتی رہتی ہیں، چنانچہ تمام عمر بھر ان عورتوں کے ساتھ اچھے سے اچھا سلوک کرتے رہو لیکن اگر کبھی ایک ذرا سی کمی تمہاری طرف سے دیکھ لیں گی تو یہی کہیں گی کہ میں نے کبھی تم سے کوئی بھلائی دیکھی نہیں۔ (بحوالہ بخاری، ج۱)

اگر شوہر کو عورت کی کسی بات پر غصہ آجائے تو عورت کو لازم ہے کہ اس وقت خاموش ہو جائے اور اس وقت ہرگز کوئی ایسی بات نہ بولے جس سے شوہر کا غصہ زیادہ بڑھ جائے اور اگر عورت کی طرف سے کوئی قصور ہو جائے اور شوہر غصہ میں بھر کر عورت کو بُرا بھلا کہہ دے اور ناراض ہو جائے تو عورت کو چاہیے کہ خود روٹھ کر اور گال پھلا کر نہ بیٹھ جائے بلکہ عورت کو لازم ہے کہ فوراً ہی عاجزی اور خوشامد کر کے شوہر سے معافی مانگے اور ہاتھ جوڑ کر پاؤں پکڑ کر جس طرح وہ مانے اسے منا لے، اگر عورت کا کوئی قصور نہ ہو بلکہ شوہر ہی کا قصور ہو، جب بھی عورت کو تن کر اور منہ بگاڑ کر بیٹھ نہیں رہنا چاہیے بلکہ شوہر کے سامنے عاجزی و انکساری ظاہر کر کے شوہر کو خوش کر لینا چاہیے کیونکہ شوہر کا حق بہت بڑا اور اس کا مرتبہ بہت بلند ہے اپنے شوہر سے معافی تلافی کرنے میں عورت کی کوئی ذلت نہیں ہے بلکہ یہ عورت کے لیے عزت اور فخر کی بات ہے کہ وہ معافی مانگ کر اپنے شوہر کو راضی کر لے۔

اختلاف کی صورت میں سمجھداری سے کام لیجئے:

میاں بیوی میں بعض اوقات کسی نہ کسی بات پر ناراضگی بھی ہو جاتی ہے، غصہ ٹھنڈا ہونے پر دونوں اسے رفع دفع کر دیں لیکن جذبات میں آکر گھریلو اختلاف کو اس حد تک نہ بڑھائیں کہ علیحدگی تک نوبت پہنچ جائے، خدانخواستہ اگر کشیدگی بہت زیادہ بھی بڑھ جائے تو

پھر بھی طلاق دینے میں جلدی نہ کرے بلکہ اپنے آنے والے وقت کے بارے میں سوچے اگر بیوی سے اولاد ہو تو اس کے مستقبل کا خیال کرے، اہل دانش سے مشورہ لے، خاندان کے کسی ہمدرد شخص کے ذریعے اپنے اور اپنی بیوی کے اختلاف کو دور کرانے کی کوشش کرے اگر نباہ کی کوئی صورت نکل آئے تو پھر ضرور اپنے گھر کو آباد رکھے، کیونکہ طلاق کوئی اچھی چیز نہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اس مسئلے پر دانشمندانہ قدم اٹھانے کا حکم فرمایا ہے۔

حضرت لقیط بن صبرہؓ کا بیان ہے کہ میں عرض گزار ہوا یا رسول اللہ! میری بیوی زبان دراز ہے فرمایا کہ اسے طلاق دے دو عرض کیا کہ میری اس سے اولاد ہے اور ایک عرصہ صحبت رہی ہے فرمایا تو اسے نصیحت کرو اگر اس میں بھلائی ہوگی تو نصیحت قبول کرے گی اور اسے لونڈی کی طرح نہ پیٹنا۔ (بحوالہ ابوداؤد)

حدیث میں بتایا گیا ہے کہ پہلے اپنی بیوی کو زبانی نصیحت و تنبیہ کے ذریعے زبان درازی اور فحش گوئی سے باز رکھنے کی کوشش کرو اگر اس پر زبانی نصیحت و تنبیہ کا کوئی اثر نہ ہو تو پھر اس کو مارو لیکن بے رحمی کے ساتھ نہ مارو، اس کے باوجود اگر عورت نہ سمجھے اور طلاق دینے کے سوا کوئی چارہ نہ رہے تو ایسی صورت میں طلاق دینے کی اجازت ہے ورنہ طلاق کوئی اچھی چیز نہیں ہے بعض جاہل ذرا ذرا سی باتوں پر اپنی بیوی کو طلاق دے دیتے ہیں اور پھر پچھتاتے ہیں اور عالموں کے پاس جھوٹ بول بول کر مسئلہ پوچھتے پھرتے ہیں کبھی کہتے ہیں کہ غصہ میں طلاق دی تھی، کبھی کہتے ہیں کہ طلاق دینے کی نیت نہیں تھی، غصہ میں بلا اختیار طلاق کا لفظ منہ سے نکل گیا، کبھی کہتے ہیں کہ عورت ماہواری کی حالت میں تھی کبھی کہتے ہیں کہ میں نے طلاق دی مگر بیوی نے طلاق لی نہیں حالانکہ ان کم علم لوگوں کو معلوم ہونا چاہیے کہ ان سب صورتوں میں طلاق ہو جاتی ہے اس لیے اختلاف کی صورت میں بڑی سمجھداری سے کام لینا چاہیے۔

شوہر کی مستقل گھر پر موجودگی سے پریشان نہ ہوئیے:

خاوند کا گھر میں رہنا کوئی عیب نہیں ہے، اگر آپ کی ضروریات اور اپنے فرائض کے لیے گھر میں رہتا ہے تو یہ آپ کی خوش قسمتی ہے۔

اے میری بہن! ہمارے پیارے نبی ﷺ نے اپنے ایک صحابیؓ کو بہت سی نصیحتیں فرمائی

ہیں ان میں ایک یہ ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

”ولیسعک بیتک“ (مشکوٰۃ)

”(اے میرے صحابی) تجھے چاہیے کہ تو اکثر گھر میں رہا کرے“

اس حدیث شریف میں بلاضرورت گھر سے باہر کم رہنے کی صحت کی ہے۔

خواہر من! اگر اتفاق سے آپ کے شوہر کو بھی یہ نعمت ملی ہوئی ہے تو آپ، خوش نصیب ہے۔

جب مرد گھر سے باہر کام پر جاتا ہے تو اس کی بیوی اس کی غیر موجودگی میں آزاد رہتی ہے، لیکن اگر گھر میں کام کرتا ہے تو اس کی بیوی پابندی ہو جاتی ہے، شاعر، مصنف، مصور اور دانشور عموماً اپنے گھروں میں ہی کام کرتے ہیں اور ہمیشہ یا اپنے وقت کا زیادہ حصہ اپنے کاموں میں مصروف رہ کر گزارتے ہیں اور چونکہ ان کا کام اس قسم کا ہوتا ہے جس میں پر سکون ماحول کی اشد ضرورت ہوتی ہے ایک گھنٹہ پورے انہاک اور توجہ کے ساتھ کام کرنا کئی گھنٹے شور اور ہنگامے کے ماحول میں کام کرنے سے بہتر ہوتا ہے، ایسے موقع پر ایک بڑی مشکل پیدا ہو جاتی ہے، ایک طرف مرد کو انتہائی پر سکون ماحول کی ضرورت ہوتی ہے دوسری طرف بیوی چاہتی ہے کہ گھر میں آزادانہ طور پر رہے، اگر عورت چاہے تو گھر کے کاموں کو اس طرح انجام دے سکتی ہے کہ اپنے شوہر کے دماغی کاموں میں مزاحم نہ ہو اور یہ اس کا بڑا ایثار اور قابل قدر کارنامہ ہوگا، کیوں کہ ایک پر سکون ماحول فراہم کرنا آسان نہیں ہے، خصوصاً ایسے گھر میں جہاں بچے موجود ہوں، اس کے لیے نہایت ایثار و تدبر کی ضرورت ہے، یہ اگرچہ مشکل کام ہے لیکن مرد کے مشغلے کے اعتبار سے نہایت ضروری ہے۔

اگر بیوی تعاون کرے تو اس کا شوہر سماج کا ایک نہایت مفید اور باعزت فرد بن سکتا ہے جو خود اس کے لیے بھی افتخار کا باعث ہوگا، خواتین یہ بات مدنظر رکھیں کہ اگر ان کے شوہر دائما یا اکثر اوقات گھر میں رہتے ہیں لیکن بیکار نہیں ہیں، انہیں اس بات کی توقع نہ رکھنی چاہیئے، کہ گھر کی گھنٹی بجے گی تو وہ دروازہ کھولنے جائیں گے بلکہ جس وقت مرد کام میں مشغول ہو تو یہ فرض کر لینا چاہیئے کہ، گویا وہ گھر میں موجود ہی نہیں ہیں۔

ذمہ داری نمبر......۱۷

﴿شوہر کے سامنے ہر وقت تنگیٔ معاش کا رونا نہ روتی رہے﴾

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کسی فاجر (یعنی کافر یا فاسق) کو دنیاوی نعمتوں "یعنی جاہ وحشمت اور دولت سے مالا مال دیکھ کر اس پر رشک نہ کرو کیونکہ تم نہیں جانتے کہ مرنے کے بعد (قبر میں یا حشر میں) اس کو کیا کیا پیش آنے والا ہے (یعنی وہ یہاں تو بے شک دنیاوی نعمتوں سے مالا مال ہے لیکن اس کے برعکس آخرت میں طرح طرح کے عذاب اور سختیوں سے دوچار ہوگا) اور (یاد رکھو) فاجر کے لئے خدا کے یہاں ایک ایسا قاتل ہے جس کو موت اور فنا نہیں ہے۔ اور اس قاتل سے حضور ﷺ کی مراد "آگ" ہے۔" (شرح السنۃ)

حدیث کی وضاحت:

"ایک ایسا قاتل ہے الخ" یعنی اللہ تعالیٰ نے کفار وفساق کے لئے ایک ایسی چیز تیار کر رکھی ہے جو ان کو سخت عذاب دے گی، ہلاک کرے گی اور طرح طرح کی اذیت ناکیوں میں مبتلا کرے گی اور اس چیز کی شان یہ ہے کہ خود اس کو موت وفنا نہیں ہے، بلکہ ہمیشہ موجود رہے گی۔

حدیث کا حاصل یہ ہے کہ ایسے کافر وفاسق کو دیکھ کر کہ جو زیادہ اولاد رکھتا ہے یا زیادہ جاہ وحشمت کا مالک ہے یا مال ودولت کی فراوانی رکھتا ہے یا دوسری دنیاوی نعمتوں سے مالا مال ہے تو اس پر رشک نہ کیا جائے اس تمنا کو اپنے دل میں جگہ نہ دی جائے کہ کاش اسی طرح کی نعمتیں ہمیں بھی حاصل ہوں۔

یہ دنیا مؤمن کے لئے قید خانہ اور قحط ہے:

"حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: یہ دنیا! مؤمن کے لئے قید خانہ اور قحط ہے، جب وہ مؤمن دنیا سے رخصت ہوتا ہے تو (گویا) قید خانہ اور قحط۔ سے نجات پاتا ہے۔" (احمد بن حنبل، المسند)

قید خانہ اور قحط کا مطلب یہ ہے کہ مؤمن یہاں ہمیشہ طرح طرح کی تنگی وسختی کا شکار رہتا ہے اور معاشی پریشان حالیوں میں بسر اوقات کرتا ہے اور اگر کسی مؤمن کو یہاں کی خوشحالی میسر بھی ہو تو ان نعمتوں کی بہ نسبت کہ جو اس کو آخرت میں حاصل ہونے والی ہیں، یہ دنیا پھر بھی اس کے لئے قید خانہ اور قحط زدہ جگہ سے زیادہ اہمیت نہیں رکھتی، یا یہ مراد ہے کہ مخلص عبادت گزار مؤمن چونکہ اپنے آپ کو ہمیشہ طاعات اور عبادات کی مشقتوں اور ریاضت ومجاہدہ کی سختیوں میں مشغول رکھتا ہے۔ عیش وراحت کو اپنی زندگی میں راہ نہیں پانے دیتا اور ہر لمحہ اس راہ شوق پر گامزن رہتا ہے کہ اس محنت ومشقت بھری دنیا سے نجات پا کر دارالبقاء کی راہ پکڑے۔ اس اعتبار سے یہ دنیا مؤمن کے لئے قید خانہ اور قحط زدہ جگہ سے کم صبر آزما نہیں ہوتی۔

ایک روایت میں یوں فرمایا گیا: ایسا کوئی مؤمن نہیں جو یا تو مال کی کمی یا بیماری یا ذلت وخواری سے خالی ہو اور بعض اوقات مؤمن کامل میں یہ سب چیزیں جمع ہو جاتی ہیں۔

جب اللہ تعالیٰ کسی بندے کو دوست رکھتا ہے تو اس کو دنیا سے بچاتا ہے:

حضرت قتادہ بن نعمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”جب اللہ تعالیٰ کسی بندے کو دوست رکھتا ہے تو اس کو دنیا سے بچاتا ہے، جس طرح کہ تم میں سے کوئی شخص اپنے مریض کو پانی سے بچاتا ہے۔“ (احمد بحوالہ جامع الترمذی)

مطلب یہ ہے کہ جس طرح تمہارا کوئی عزیز ومتعلق جب کسی ایسے مرض میں مبتلا ہو جائے جس میں پانی کا استعمال سخت نقصان پہنچاتا ہے، جیسے استسقاء اور ضعف معدہ وغیرہ اور تمہیں اس کی زندگی پیاری ہوتی ہے تو تم اس بات کی پوری کوشش کرتے ہو کہ وہ مریض پانی کے استعمال سے دور رہے تا کہ صحت یابی سے جلد ہمکنار ہو۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ جس بندے کو اپنا محبوب بنانا اور اس کو آخرت کے بلند درجات پر پہنچانا چاہتا ہے اس کو دنیاوی مال ودولت، جاہ ومنصب اور اس ہر چیز سے دور رکھتا ہے جو اس کے دین کو نقصان پہنچانے اور عقبیٰ میں اس کے درجات کو کم کرنے کا سبب بنے۔

حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اسی طرح کی بات کہی ہے

اور لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس بندے کو دنیاوی مال و جاہ اور یہاں کی کوئی ایسی چیز نہیں دیتا جو اس کی دینی واخروی زندگی کی زینت وخوبی کو داغدار کردے تاکہ اس کا دل دنیا اور دنیا کی چیزوں کی محبت وخواہش کے مرض میں مبتلا نہ ہو۔

مال کی کمی درحقیقت بڑی نعمت ہے:

حضرت محمود بن لبید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:
''دو چیزیں ایسی ہیں جن کو ابن آدم (انسان) ناپسند کرتا ہے (اگرچہ حقیقت کے اعتبار سے وہ دونوں چیزیں بہت اچھی ہیں چنانچہ انسان ایک تو موت کو ناپسند کرتا ہے حالانکہ مؤمن کے لئے موت فتنہ سے بہتر ہے، دوسرے مال ودولت کی کمی کو ناپسند کرتا ہے، حالانکہ مال کی کمی حساب کی کمی کا موجب ہے۔ (بحوالہ مسند احمد)

''فتنہ'' سے مراد ہے کفر وشرک اور گناہوں میں گرفتار ہونا، ظالم وجابر لوگوں کا ایسے کام پر مجبور کرنا جو اسلامی عقائد وتعلیمات کے خلاف ہوں اور ایسے حالات سے دوچار ہونا جن سے دین وآخرت کی زندگی مجروح ہوتی ہو۔ حقیقت تو یہ ہے کہ زندگی اور زندہ رہنے کی تمنا تو اسی صورت میں خوب ہے جب کہ خدا اور خدا کے رسول کی اطاعت وفرمانبرداری کی جائے طاعات وعبادات کی توفیق عمل حاصل رہے، راہ مستقیم پر ثابت قدمی نصیب ہو اور سب سے بڑھ کر یہ کہ اس دنیا سے ایمان کی سلامتی کے ساتھ رخصت ہو۔ اگر یہ چیزیں حاصل نہ ہوں اور ایمان کی سلامتی نصیب نہ ہو تو پھر یہ زندگی کس کام کی؟ ظالم وجابر لوگوں کی طرف سے جبر واکراہ کی صورت میں اگرچہ دل، ایمان، عقیدہ پر قائم رہے، یہ بھی ایک ''فتنہ'' ہی ہے۔ ہاں اگر فتنہ کا تعلق کسی اور طرح کے دنیاوی ابتلاء ومصائب، زندگی کی سختیوں اور نفس کی مشقت وشدائد سے ہو تو اس صورت میں زندگی سے نفرت اور موت کی تمنا درست نہیں ہوگی کیونکہ ایسا فتنہ گناہوں کے کفارہ اور اخروی درجات کی بلندی ورفعت کا سبب ہوتا ہے۔

بہر حال دنیاوی مال ودولت کی کمی، عذاب سے بعید تر اور ہر مسلمان کے لئے بہتر ہے۔ لہٰذا جو مسلمان تنگ دست وغریب ہو، اس کو خوش ہونا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے مال

و دولت کی فراوانی سے بچا کر گویا آخرت کے حساب و عذاب سے بچایا ہے۔ اور ظاہر ہے کہ اس دنیا میں غریب و ناداری کی وجہ سے جو سختی اور پریشانیاں برداشت کرنا پڑتی ہیں وہ ان سختیوں اور ہولناکیوں سے کہیں کم اور آسان تر ہیں جو مال و دولت کی فراوانی کے وبال کی وجہ سے آخرت میں پیش آئیں گی۔

حضرت شیخ عبدالحق دہلویؒ نے اس موقع پر بڑی حکمت آمیز بات کہی ہے، انہوں نے ہر طالب حق کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ ''عزیز من! یہ سب ایمان کی شاخیں ہیں، جو شخص شارع علیہ السلام کے ارشادات کے مطابق ایمان کو صحیح درست رکھتا ہے وہ یقیناً جانتا ہے کہ شارع نے جو کچھ فرمایا ہے وہ برحق اور عین صداقت ہے اور اگر وہ شخص عقل سلیم اور صحیح تجربہ رکھتا ہو تو وہ اس دنیا میں بھی جان لیتا ہے کہ مال و دولت کی فراوانی اور اس مال و دولت کو حاصل کرنے اور جمع کرنے، نیز اس کے ساتھ تعلق و محبت رکھنے کے سلسلے میں جن مصائب و آلام کا سامنا کرنا پڑتا ہے جس قدر ذلت و خواری کا منہ دیکھنا پڑتا ہے اور جتنی زیادہ محنت اور مشقت برداشت کرنا پڑتی ہے وہ سب فقر و افلاس کی سختیوں اور پریشانیوں سے کس طرح کم نہیں! پس (دنیاوی طور پر محنت و مشقت اور ہر طرح کی ذلت و خواری سے بچنے ہی کا نہیں بلکہ) نفس کی پاکیزگی و صفائی (اور اخروی حساب و عذاب سے بچنے نیز درجات کی بلندی و رفعت) کا انحصار اس بات پر ہے کہ مال و دولت کی کثرت سے اپنا دامن بچایا جائے، اس سے قطع کر کے اور قدر کفایت پر قناعت کر کے عزت نفس اور اخلاق و کردار کی بلندی و استقامت کو اختیار کیا جائے۔

''اور حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک شخص نے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ میں آپ ﷺ سے (بہت زیادہ) محبت رکھتا ہوں! حضور ﷺ نے یہ (سن کر) فرمایا کہ دیکھ لو کیا کہہ رہے ہو؟ (یعنی اچھی طرح سوچ لو کہ تم کیا کہہ رہے ہو؟ کیونکہ تم ایک بہت بڑی چیز کا دعویٰ کر رہے ہو، ایسا نہ ہو کہ بعد میں اپنی بات پر پورا نہ اتر سکو)۔ اس شخص نے عرض کیا کہ خدا کی قسم، میں آپ ﷺ سے محبت رکھتا ہوں اور تین بار اس جملہ کو ادا کیا۔ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: اگر تم (میری محبت کے دعوے میں) سچے ہو تو پھر فقر

کے لئے پاکھر تیار کرلو کیونکہ جوشخص مجھ سے محبت رکھتا ہے اس کو فقر و افلاس، اس پانی کے بہاؤ سے بھی زیادہ جلد پہنچتا ہے جو اپنے منتہا کی طرف جاتا ہے۔'' اس حدیث کو ترمذیؒ نے نقل کیا ہے اور کہا ہے کہ یہ حدیث غریب ہے۔

عربی میں ''تجفاف'' کے معنی ہیں ''پاکھر'' اور پاکھر اس آہنی جھول کو کہتے ہیں جو میدانِ جنگ میں ہاتھی گھوڑے پر ڈالی جاتی ہے تاکہ ان کا جسم زخمی ہونے سے بچا رہے جیسا کہ زرہ، سپاہی کے جسم کو نیزہ و تلوار وغیرہ کے زخم سے محفوظ رکھتی ہیں۔ یہاں حدیث میں ''پاکھر'' کے ذریعہ ''صبر و استقامت'' کی طرف اشارہ کرنا مقصود ہے جس طرح ''پاکھر'' ہاتھی گھوڑے کے جسم کو چھپاتا ہے، اس طرح صبر و استقامت اختیار کرنا فقر و فاقہ کی زندگی کا سرپوش بنتا ہے۔ حاصل یہ کہ صبر و استقامت کی راہ پر بہر صورت گامزن رہو، خصوصاً اس وقت جب کہ فقر و افلاس تمہاری زندگی کو گھیر لے تاکہ تمہیں مراتب و درجات کی بلندی و رفعت نصیب ہو۔

حدیث کے آخری جملہ کا مطلب یہ ہے کہ جو شخص حضور ﷺ کی محبت سے پوری طرح سرشار ہوتا ہے اس کو فقر و فاقہ کا جلد پہنچنا اور اس پر دنیاوی آفات و بلاؤں اور سختیوں کا کثرت سے نازل ہونا ایک یقینی امر ہے کیونکہ منقول ہے کہ دنیا میں جن لوگوں کو سب سے زیادہ آفات و شدائد کا سامنا کرنا پڑتا ہے وہ انبیاء ہیں ان کے بعد درجہ بدرجہ ان لوگوں کا نمبر آتا ہے جو عقیدہ و عمل کے اعتبار سے اعلیٰ مرتبہ کے ہوتے ہیں۔ پس حضور ﷺ بھی انہیں انبیاء میں سے تھے، لہٰذا آپ ﷺ نے اس شخص پر واضح فرمایا کہ اگر واقعۃً تم میری محبت رکھو گے تو میری تئیں تمہاری محبت جس درجہ کی ہوگی اسی درجہ کی دنیاوی سختیوں اور پریشانیوں کا تمہیں سامنا کرنا پڑے گا کیونکہ یہ اصول ہے کہ المرء مع من احب (یعنی جو شخص جس کو دوست رکھتا ہے اسی جیسی حالت میں رہتا ہے۔)

حضرت شیخ عبدالحق ؒ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے اپنے اس ارشاد ''فقر کے لئے پاکھر تیار کرلو'' کے ذریعہ بطور کنایہ اس امر کی تلقین فرمائی کہ فقر و فاقہ کے وقت ''صبر'' کی راہ پر چلنے کے لئے تیار رہو کیونکہ یہ صبر ہی ہے جو فقر و افلاس کی آفتوں اور صعوبتوں کو برداشت

کرنے کی طاقت بہم پہنچاتا ہے، دینی و دنیاوی ہلاکت وتباہی سے محفوظ رکھتا ہے، جزع و فزع اور شکوہ وشکایت کی راہ سے دور رکھتا ہے اور غضب خداوندی سے بچاتا ہے۔ حضرت شیخ آگے فرماتے ہیں کہ ''اس حدیث سے یہ حقیقت واضح ہو جاتی ہے کہ فقر و فاقہ کی زندگی اختیار کئے بغیر اور حضور ﷺ کے طرزِ حیات پر عمل پیرا ہوئے بغیر آپ ﷺ کی محبت کا دعویٰ بالکل ناروا اور جھوٹ ہے، کیونکہ حقیقت میں اسوۂ نبوی کی اتباع اور حضور ﷺ کی محبت دونوں ایک دوسرے کے لئے لازم وملزوم ہیں اور محبوب کی اتباع و پیروی کے بغیر محبت کا دعویٰ درست ہو ہی نہیں سکتا۔ **ان المحب لمن یحب مطیع** تاہم واضح رہے کہ حب نبوی کا یہ سب سے اعلیٰ مرتبہ ہے کہ کسی مسلمان کا حضور ﷺ کے اسوۂ حیات کی کامل اتباع کو اپنا شیوہ بنالینا اس بات کی علامت ہے کہ وہ حضور ﷺ کی تئیں دعوئ محبت میں بالکل سچا اور درجۂ کمال کا حامل ہے۔ اگرچہ ''محبت'' کی حقیقت و ماہیت یہ ہے کہ انسان کا کسی کی طرف اندر سے کھنچنا اور اس کے دل کا اس (محبوب) کی خوبیوں، اس کی ذات وصفات کی تحسین اور اس کی شکل وصورت اور عادات واطوار کی تعریف وتوصیف سے معمور ہو جانا کہ وہ اپنے محبوب کو سب سے اچھا دیکھنے اور سب سے اچھا جاننے لگے۔ مگر جیسا کہ پہلے بتایا گیا تکمیل محبت کا انحصار، محبوب کی کامل اتباع اور پیروی پر ہے، اگر باطنی تعلق ومحبت کے ساتھ عمل و اتباع کی دولت بھی نصیب ہو تو اصل اور کامل محبت وہی کہلائے گی ورنہ محض دل میں محبت کا ہونا اور زبان سے اس کا اعتراف اقرار بھی کرنا مگر عمل واتباع کی راہ میں غفلت وکوتاہی کا شکار ہونا، محبت کے ناقص ہونے کی دلیل ہے جیسا کہ عمل کے بغیر ایمان درجۂ تکمیل تک نہیں پہنچاتا۔

تنگئ معاش میں شوہر کا ساتھ دینا سیکھئے:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ بعض مہینہ ہم پر ایسا گزرتا تھا کہ ہم اس میں آگ نہ جلاتے تھے (یعنی بعض مرتبہ پورا پورا مہینہ ایسا گزرتا تھا کہ ہمارے گھر میں سامان خوراک نہ ہونے کی وجہ سے چولہے میں آگ بھی نہیں جلتی تھی) اور (اس عرصہ میں) ہماری غذا کا انحصار (صرف) کھجور اور پانی پر ہوتا تھا۔ اِلا یہ کہ کہیں سے تھوڑا سا گوشت آجاتا تھا''

(بحوالہ صحیح البخاری)

''اِلا یہ کہ کہیں سے تھوڑا سا گوشت آجاتا تھا'' کا مطلب یہ ہے کہ تنگی معاش کے اس عرصہ میں ہم صرف کھجوریں کھا کھا کر اور پانی پی پی کر گزارا کرلیا کرتے تھے، یا اگر کوئی شخص تھوڑا بہت گوشت بھیج دیا کرتا تھا تو اس کو کھالیتے تھے۔ یا یہ مطلب ہے کہ گھر میں خوراک کا کوئی سامان نہ ہونے کی وجہ سے ہمارے چولہے میں آگ نہیں جلتی تھی، ہاں اگر کہیں سے کچھ گوشت آجاتا تو اس کو پکانے کے لئے آگ جلایا کرتے تھے۔

''اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایسا (کبھی نہیں ہوا) کہ آنحضرت ﷺ کے گھر والوں نے دو دن گیہوں کی روٹی سے اپنا پیٹ بھرا ہو اور ان دو دنوں میں سے ایک دن کی غذا کھجور نہ ہوئی ہو'' (بحوالہ بخاری و مسلم)

''حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول کریم ﷺ اس دنیا سے تشریف لے گئے اور ہم نے (آپ ﷺ کی حیات میں کبھی) دو سیاہ چیزوں یعنی کھجور اور پانی سے پیٹ نہیں بھرا'' (بحوالہ بخاری و مسلم)

یہ حدیث بھی واضح کرتی ہے کہ آنحضرت ﷺ اور آپ ﷺ کے اہل وعیال کس تنگی وسختی کے ساتھ اپنی زندگی گزارتے تھے اور باوجودیکہ اگر آپ ﷺ چاہتے تو دنیا کی تمام لذات اور ایک خوش حال بافراغت زندگی گزارنے کے سارے وسائل و ذرائع آپ ﷺ کے قدموں میں ہوتے، مگر آپ ﷺ ہمیشہ کمال ایثار و استغناء اور نفس کشی و ترک لذات پر عامل رہے۔

(دو سیاہ چیزوں) میں سے ایک سیاہ چیز کھجور ہے اور دوسری سیاہ چیز پانی! کو سیاہ چیز سے تعبیر کرنا مجاورت و مقارنت کی وجہ سے ہے اور اس طرح کا طرزِ کلام اہل عرب کے یہاں مستعمل ہے۔ جیسا کہ ماں اور باپ کو ابوین یا چاند اور سورج کو قمرین کہتے ہیں، اس کو عربی میں تغلیب کہتے ہیں۔ تاہم واضح رہے کہ اس ارشاد میں ''پانی کا ذکر'' کھجور کے ضمن و طفیل میں ہے، اصل مقصود کھجور ہی کا ذکر کرنا ہے، کیونکہ پانی نہ تو پیٹ بھرنے کے مصرف میں آتا ہے اور نہ اس کی کوئی کمی ہی تھی، اس سے یہ بات بھی واضح ہوئی کہ آنحضرت ﷺ اور ان کے گھر والوں کو غذا کے طور پر کھجوریں بھی اتنی مقدار میں مہیا نہیں ہوتی تھیں جو پیٹ بھرنے کے بقدر ہوں، بلکہ بس اتنی ہی مہیا ہو جاتی تھیں جس سے پیٹ کو سہارا مل جاتا تھا۔

''اور حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے (ایک موقع پر) فرمایا: ''کیا تم لوگ اپنے کھانے پینے میں جس طرح چاہتے ہو عیش نہیں کرتے (یعنی تم اپنے کھانے پینے کی چیزوں میں اپنی خواہش کے مطابق وسعت وافراط اختیار کر کے عیش و راحت کی زندگی گزار رہے ہو) جب کہ میں نے تمہارے نبی ﷺ کو اس حال میں دیکھا ہے کہ آپ ﷺ کو ناکارہ کھجوریں بھی اس قدر میسر نہیں ہوتی تھیں جو آپ ﷺ کا پیٹ بھر دیتیں''

(بحوالہ مسلم شریف)

''کیا تم......الخ'' حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ نے یہ بات یا تو تابعین کو مخاطب کر کے کہی، یا آنحضرت ﷺ کے وصال کے بعد صحابہ کرام ؓ کو مخاطب کرتے ہوئے کہی۔

''تمہارے نبی ﷺ......الخ'' مخاطبین کی طرف نبی ﷺ کی اضافت و نسبت ان کو الزام دینے یا یوں کہا جائے کہ غیرت دلانے کے لئے کی تاکہ تم جس نبی ﷺ کی امت میں ہو اور جن کا نام لیوا ہونے پر فخر کرتے ہو، ان نبی ﷺ کا تو یہ حال تھا کہ ان کو اپنا پیٹ بھرنے کے لئے ناکارہ کھجوریں بھی میسر نہیں آتی تھیں، اور ایک تم ہو کہ انواع واقسام کے کھانے کھاتے ہو اور عیش وعشرت کی زندگی اختیار کئے ہوئے ہو اور اس طرح گویا تم نے دنیا اور دنیا کی لذتوں سے اجتناب کرنے کے لئے اپنے نبی ﷺ کے طریقہ کو اختیار کرنے سے اعراض کیا ہے۔

واضح رہے کہ پہلی حدیث میں تو یہ بیان کیا گیا ہے کہ آنحضرت ﷺ پر بعض ایام ایسے گزرتے تھے جن میں آپ ﷺ کی غذا محض کھجوریں ہوتی تھیں، دوسری حدیث میں بیان کیا گیا ہے کہ وہ کھجوریں بھی اتنی مقدار میں میسر نہیں ہوتی تھیں جس سے پیٹ ہی بھر لیا جاتا اور یہاں یہ بیان کیا گیا کہ وہ قلیل مقدار بھی اچھی کھجوروں پر مشتمل نہیں ہوتی تھی بلکہ وہ ناکارہ کھجوریں ہوتی تھیں جن کو بالکل ہی محتاج ومفلس شخص کے علاوہ کوئی دوسرا کھانا بھی پسند نہ کرے اور یہ ساری باتیں اس حقیقت کی غماز ہیں کہ آنحضرت ﷺ کے نزدیک لذات دنیا کی قطعاً کوئی اہمیت نہیں تھی اور آپ ﷺ معمولی درجہ کی بھی خوشحالی وراحت بخش زندگی گزارنے سے کوئی دلچسپی نہیں رکھتے تھے، بلکہ آپ ﷺ نے بنیادی طور پر فقر اور ترک لذت

کو اختیار کیا تھا اور یہی آپ ﷺ کا معمول بن گیا تھا جس پر اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو ہر حالت میں قائم رکھا۔ جب اسلام اور اہل اسلام پر سخت عسرت وتنگی کا زمانہ تھا اس وقت بھی آپ ﷺ اس پر عامل رہے اور جب اسلام اور اہل اسلام کو شوکت نصیب ہوئی اور دنیا کے خزانے آپ ﷺ کے قدموں میں آگئے اس حالت میں بھی آپ ﷺ نے اسی فقر و عسرت کی زندگی گزارنے پر قناعت کی ایسا کیوں تھا؟ محض اس لئے نہیں کہ آپ ﷺ واقعتاً مفلس محتاج تھے اور آپ ﷺ خواہش وطلب کے باوجود ایک خوشگوار وخوشحال زندگی کے اسباب و وسائل مہیا کرنے پر قادر نہیں تھے۔

کیونکہ یہ بتایا جا چکا ہے کہ بعد میں مسلمانوں کو اسباب معیشت کی بڑی وسعت و فراوانی نصیب ہوئی بلکہ بجا طور پر یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ عسرت وتنگی کے زمانہ میں بھی آگر آپ ﷺ چاہتے تو عیش و تنعم کے وہ کون سے وسائل تھے جو آپ ﷺ کو حاصل نہیں ہو سکتے تھے۔ حقیقت یہ ہے کہ آپ ﷺ کا اتنی سخت وتنگ زندگی گزارنا اس سخاوت کی بنا پر تھا کہ گھر میں جو کچھ بھی آیا دوسروں پر صرف کر دیا، اس ایثار کی بنا پر تھا جو خود کو سخت سے سخت تکلیف میں مبتلا کر کے بھی دوسروں کی راحت چاہتا تھا، اس زہد و تقویٰ اور قناعت و توکل کی بناء پر تھا جس نے آخرت کی سربلندی اپنے پروردگار کی رضا جوئی اور اپنی عبدیت و بے چارگی کے مکمل اظہار کے لئے دنیا کی ہر لذت، دنیا کا ہر عیش و تنعم اور دنیا کی ہر خواہش کو کلیتاً پس پشت ڈال دیا تھا اور ایک بڑا سبب یہ بھی تھا کہ آپ ﷺ اپنی اس عملی زندگی کے ذریعہ اپنی امت کو عیش و تنعم کی زندگی سے اجتناب کرنے، قناعت و توکل اور ایثار کا وصف پیدا کرنے اور اپنے حقیقی مقصد حیات کی راہ میں سختی و مشقت برداشت کرنے کی تعلیم و تربیت دیں۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کھانے اور پینے والے کے لئے یہ مستحب ہے کہ وہ جو چیز کھا یا پی رہا ہو، اس میں سے کچھ باقی چھوڑ دے اور پھر اس کو اپنے محتاج ہمسایوں میں تقسیم کر دے۔

اللہ کا شکر ادا کیجئے اور کفرانِ نعمت نہ کیجئے:

بس قابل احترام میری بہن! اللہ کا شکر ادا کیجئے اور کفرانِ نعمت نہ کیجئے۔

اللہ عزوجل نے ارشاد فرمایا اور جب تم لوگوں نے یوں کہا کہ اے موسیٰ (روز کے

روز) ہم ایک ہی قسم کے کھانے کھانے پر کبھی نہ رہیں گے آپ ہمارے واسطے اپنے پروردگار سے دعا کریں کہ وہ ہمارے لئے ایسی چیزیں پیدا کرے جو زمین میں اگا کرتی ہیں ساگ (ہوا) ککڑی (ہوئی) گیہوں (ہوا) مسور (ہوئی) پیاز (ہوئی) آپ نے فرمایا کیا تم عوض میں لینا چاہتے ہو ادنیٰ درجہ کی چیزوں کو ایسی چیز کے مقابلہ میں جو اعلیٰ درجے کی ہے۔ کسی شہر میں جا کر اترو (وہاں) البتہ تم کو وہ چیزیں ملیں گی جن کی تم درخواست کرتے ہو۔

(سورۃ البقرۃ)

یہاں بنی اسرائیل کی بے صبری اور نعمت خداوندی کی بے قدری بیان ہو رہی ہے کہ من وسلویٰ جیسے پاکیزہ طعام پر ان سے صبر نہ ہو سکا اور ردی چیزیں مانگنے لگے۔ ایک طعام سے مراد ایک قسم کا طعام ہے یعنی من وسلویٰ۔

مطلب یہ ہوا کہ جو چیز تم طلب کرتے ہو یہ تو آسان چیز ہے۔ جس شہر میں جاؤ گے یہ تمام چیزیں پاؤ گے۔ میری دعا کی بھی کیا ضرورت ہے؟ کیونکہ ان کا یہ قول محض تکبر، سرکشی اور بڑائی کے طور پر تھا۔ اس لئے انہیں کوئی جواب نہیں دیا گیا۔ واللہ اعلم۔

ذمہ داری نمبر......۱۸

﴿شوہر کی عدم موجودگی میں اپنی ذات اور اسکے مال کی نگرانی کیجئے﴾

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

''فالصٰلحٰت قٰنتٰت حٰفظٰت للغیب بما حفظ اللّٰہ''

(سورۃ النساء)

''سو جو عورتیں نیک ہیں اطاعت کرتی ہیں مرد کی عدم موجودگی میں بحفاظتِ الٰہی نگہداشت کرتی ہیں''

''فالصّٰلحٰت'' کا معنی ہے ایمان والی بیویاں، اور ''قٰنتٰت'' کا معنی ہے اللہ تعالیٰ اور اپنے شوہروں کی فرمانبردار۔ (بحوالہ الدر المنثور للسیوطی)

آیت کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے ذمہ خاوند کے جو حقوق لگائے ہیں ان کی پاس داری کرتی ہیں، اس طرح ان کی عدم موجودگی میں بھی ان کے حقوق کا خیال رکھتی ہیں۔ امام سدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان عورتوں کو اپنی ذات کی حفاظت کا جو حکم دیا ہے وہ عورتیں اس کی تعمیل کرتی ہیں، چنانچہ وہ اپنے خاوند کے واپس آنے تک ان کے مال اور اپنی شرمگاہ کی حفاظت رکھتیں ہیں اور حکم خداوندی کی تعمیل کرتی ہیں۔

اے میری مسلمان بہن! شوہر کے ذمہ آپ کا حق یہ ہے کہ وہ آپ سے خیانت نہ کرے اور آپ کی غلطیوں اور کمزوریوں کی جستجو نہ کرے، اور اس کے ساتھ آپ کے ذمہ اس کا حق یہ ہے کہ آپ اس کی عدم موجودگی میں بھی اپنی عفت و پاکدامنی کا خوب خیال رکھیں۔

شوہر کی عدم موجودگی میں گھر سے باہر جانا، جبکہ شوہر نے اس کی اجازت بھی نہ دی ہو، دین اسلام کے خلاف ہے۔ جب آپ اس کی اجازت کے بغیر اور اس کی لاعلمی میں گھر سے باہر جائیں گی تو سمجھ لیں کہ آپ غیر شعوری طور پر گناہ میں مبتلا ہو رہی ہیں اور عفت کی بھی پاسداری نہیں کر رہی ہیں۔

خاوند جب آپ کو گھر سے باہر جانے کی اجازت دیدے تو گھر واپس آنے تک تمام حالات و معاملات میں خوفِ خدا کا احساس ہونا چاہئے۔

''نیک بیوی'' سمجھتی ہے کہ جس قدر وہ اپنی عفت و عصمت کی حفاظت کرے گی اسی قدر اللہ کی محبوب بنے گی اور خاوند کی نظر میں اس کا مقام و مرتبہ ہوگا۔ آوارہ اور آزاد منش عورت، جو اپنے گھر سے خاوند کی اجازت اور اس کے علم کے بغیر نکلتی ہے اور فتنوں کے دروازے کھولتی ہے، وہ اپنے رب کو کیا جواب دے گی؟ جس کے تمام اعمال وافعال اس کی نظر میں ہیں، اس کی ہر بات اس کے نامۂ اعمال میں ریکارڈ ہو رہی ہے، پھر قیامت کے روز اس کا نامۂ اعمال اس کے سامنے کھول دیا جائے گا۔

اپنی عفت و عصمت کی حفاظت کرنے کا مطلب یہ ہے کہ وہ عورت اپنے خاوند کی عدم موجودگی میں کسی اجنبی کو اپنے گھر میں داخل ہونے کی اجازت نہ دے۔

تمیم بن سلمہ ؒ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت عمروؓ بن العاص اپنے کسی کام سے حضرت علیؓ سے ملنے کے لئے گئے تو حضرت علیؓ گھر پر نہ ملے، آپ واپس آ گئے، پھر دوبارہ گئے تو پھر ملاقات نہ ہوئی، دو یا تین مرتبہ ایسا ہی ہوا کہ وہ ملنے گئے مگر حضرت علیؓ نہ ملے، پھر کسی موقع پر ملاقات ہوئی تو حضرت علیؓ نے فرمایا کہ جب آپ کو کوئی کام تھا تو گھر میں آ جاتے اور گھر والوں سے پوچھ لیتے؟

حضرت عمرو بن العاصؓ نے جواب دیا کہ ہمیں اس بات سے منع کیا گیا ہے کہ ہم خاوند کی اجازت کے بغیر ان عورتوں کے پاس جائیں۔

وہ ایسا پاکیزہ زمانہ تھا کہ مرد بھی عورتوں کے پاس جانے سے حیا کرتے تھے، گھر میں خاوند موجود نہ ہوتا تو گھر میں داخل نہیں ہوتے تھے، آج کی حالت! سب جانتے ہیں، دلوں میں حیا اور خوفِ خدا تو رہا نہیں، بے محابا اور بے دھڑک ہو کر گھروں میں گھس جاتے ہیں۔

''نیک بیوی'' وہ ہے جو خاوند کی عدم موجوگی میں بھی اس کا حق پہنچانتی ہے اور جس طرح خاوند کی موجودگی میں اپنی عفت کی حفاظت کرتی ہے اسی طرح عدم موجودگی میں بھی اپنی پاکدامنی کا خیال رکھتی ہے۔

''نیک بیوی'' وہ ہے جو خاوند کا مال صرف کرنے میں احتیاط رکھتی ہے، اس لئے کہ وہ اس معاملہ میں امین بنائی گئی ہے، لہٰذا وہ امانت میں خیانت نہیں کرتی، تاکہ اسے بعد میں کفِ افسوس نہ ملنا پڑے۔

اے میری مسلمان بہن! جب خاوند تجھے دیکھے تو تیری طرف سے خوشی کا اظہار ہونا چاہئے اور حکم دے تو وہ تیرے اندر طاعت وفرمانبرداری کا جذبہ محسوس کرے، جب آپ اس کے حق کو پہچانیں گی، اس کے مال کی حفاظت کریں گی، اس کی موجودگی اور عدم موجودگی دونوں صورتوں میں اپنی عفت وپاکدامنی کا خیال رکھیں گی تو بہت ممکن ہے کہ آپ وہ نیک بیوی بن جائیں جو اللہ تعالیٰ کے حکم کا منشاء بھی ہے اور حضور پاک ﷺ کے بیان کردہ اوصاف کا مقصد بھی۔

قاضی شریح رحمۃ اللہ علیہ کا واقعہ:

مروی ہے کہ ایک دن قاضی شریح رحمۃ اللہ علیہ اور امام شعبی رحمۃ اللہ علیہ کی ملاقات ہوئی، امام شعبیؒ نے گھر کے حالات معلوم کئے تو قاضی شریحؒ نے کہا، بیس سال سے میں نے اپنی اہلیہ کی طرف سے کوئی ایسی بات نہیں دیکھی جو مجھے رنجیدہ خاطر کرے۔ امام شعبیؒ نے کہا کہ یہ کیسے ہوسکتا ہے؟ قاضی شریحؒ نے کہا جب پہلی رات کو میں اپنی بیوی کے پاس آیا تو میں نے دیکھا کہ وہ تو حسن وجمال کی پیکر ہے، میں نے دل میں کہا کہ مجھے شکرانے کے دو نفل پڑھنے چاہئیں، چنانچہ میں نے وضو کیا اور دو رکعت نماز شکرانے کے طور پر پڑھی، جب میں نے سلام پھیرا تو میں نے دیکھا کہ وہ بھی میرے ساتھ نماز پڑھ رہی ہے، میرے سلام کے ساتھ ہی اس نے بھی سلام پھیرا، جب سارے دوست واحباب گھر سے چلے گئے تو میں اس کے پاس آیا، میں نے اپنا ہاتھ اس کی طرف بڑھایا ہی تھا کہ اس نے مجھے کہا، ٹھہریئے! پھر اس نے اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء بیان کی اور آنحضرت ﷺ پر درود وسلام پڑھا، پھر کہنے لگی، میں ایک سیدھی سادھی اور ناواقف عورت ہوں، مجھے آپ کے اخلاق واطوار کا علم بھی نہیں ہے، آپ مجھے بتا دیجئے کہ آپ کو کون سی باتیں پسند ہیں کہ ان کو بجالاؤں اور کون سی باتیں ناپسند ہیں کہ ان سے اجتناب کروں۔ دیکھئے! آپ کے خاندان میں بھی ایسی بہت سی

عورتیں موجود تھیں کہ جن سے آپ نکاح کرنا چاہتے تو کر سکتے تھے، اسی طرح میرے خاندان میں بھی ایسے بہت سے مرد موجود تھے کہ جن سے میں نکاح کرنا چاہتی تو کر سکتی تھی، لیکن جب اللہ تعالیٰ کا کسی کام میں فیصلہ ہو جاتا ہے تو وہ ہو کر رہتا ہے، اب آپ میرے مالک ہو گئے ہیں، لہٰذا حکم الٰہی کی تعمیل کرتے ہوئے یا تو مجھے شریعت کے بتائے ہوئے قاعدے کے مطابق رکھیئے یا خوش اسلوبی کے ساتھ چھوڑ دیجئے، بس میں یہی کہوں گی اور اللہ تعالیٰ سے اپنے لئے اور آپ کے لئے بخشش کی طلب گار ہوں۔

قاضی شریحؒ کہتے ہیں کہ مجھے بھی اس موقع پر خطبہ پڑھنا پڑا، یعنی میں نے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء بیان کی پھر حضور نبی کریم ﷺ کے حضور ہدیہ صلوٰۃ و سلام پیش کیا، پھر میں نے اس سے کہا، آپ نے ایک بات کہی ہے، اگر تو آپ اس پر ثابت قدم رہیں تو یہ آپ کے نصیب کی بات ہوگی اور اگر آپ اس پر قائم نہ رہیں تو یہ بات آپ ہی کے خلاف حجت ثابت ہوگی، دیکھو! مجھے فلاں فلاں بات پسند ہے اور فلاں فلاں ناپسند، کوئی بھی اچھی بات دیکھو تو اس کو پھیلاؤ اور بری بات دیکھو تو اس پر پردہ ڈالو۔ اس نے پوچھا کہ آپ کو میرے گھر والوں سے ملاقات کی کس قدر خواہش ہے؟ میں نے کہا کہ میں یہ نہیں چاہتا کہ میں اتنی مرتبہ ان کے ہاں جاؤں کہ وہ اُکتا جائیں، پھر اس نے کہا کہ اچھا! یہ بتا دیجئے کہ پڑوسیوں میں سے کون کون سے لوگ آپ کو پسند ہیں کہ وہ آپ کے گھر میں داخل ہوں، تاکہ میں ان کو اجازت دوں اور کون سے ناپسند ہیں کہ ان کو اجازت نہ دوں؟ میں نے کہا کہ فلاں فلاں لوگ اچھے ہیں اور فلاں اچھے نہیں ہیں۔ شریحؒ کہتے ہیں کہ پھر میں نے اپنی بیوی کے ساتھ خوشگوار انداز میں شب باشی کی، میں نے اس کے ساتھ ایک سال تک اس طرح زندگی بسر کی کہ میں ہر بات کو اپنی پسند کے مطابق ہی دیکھتا تھا، ایک دن میں عدالت کی مجلس سے واپس آیا تو میں نے دیکھا کہ میری خوش دامن آئی ہوئی ہیں، انہوں نے مجھ سے پوچھا کہ آپ نے اپنی بیوی کو کیسا پایا؟ میں نے کہا کہ بہت خوب! کہنے لگیں کہ خدا کی قسم! ناز و نخرے والی عورت سے زیادہ اور کوئی ایسا شر نہیں جو مردوں کے گھروں میں موجود ہو، لہٰذا آپ جس طرح چاہیں اس کو ادب سکھائیں، اور جیسے چاہیں اس کی اصلاح کریں۔ شریحؒ کہتے ہیں

کہ میری بیوی بیس سال تک میرے ساتھ رہی، اتنے طویل عرصے میں صرف ایک مرتبہ میں نے اس کے بارے میں نکتہ چینی کی اور اس بار بھی زیادتی میری طرف سے ہی تھی۔

اے میری مسلمان بہن! آپ نے دیکھ لیا! نیک بیوی کو ایسا ہونا چاہئے۔

امام اعمش رحمۃ اللہ علیہ کا واقعہ:

سیرت نگار لکھتے ہیں کہ امام اعمش رحمۃ اللہ علیہ کی حسین اور نوجوان عورت سے شادی ہوئی، آپ بدصورت تھے، ایک دن اپنی بیوی سے ازراہِ مذاق کہنے لگے: ہم دونوں انشاء اللہ جنت میں جائیں گے، بیوی نے پوچھا کہ یہ آپ کو کیسے معلوم ہوا؟ فرمایا: کہ میں تو اس بات پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہوں کہ اس نے مجھے آپ جیسی جوان اور خوبصورت بیوی عطا فرمائی، اور آپ نے میری بدصورتی پر صبر کیا اور صبر کرنے والا اور شکر کرنے والا دونوں جنت میں جائیں گے۔ (بحوالہ نیک بیوی کی اعلیٰ صفات)

خاوند کا مال اس کی اجازت کے بغیر صرف نہ کیجئے:

اے میری مسلمان بہن! یہ ایک امتیازی وصف ہے جس کے ساتھ نیک بیوی موصوف ہوتی ہے، یعنی خاوند کا مال اس کی اجازت کے بغیر خرچ نہ کرنا، خواہ صدقہ خیرات میں صرف کرنا ہو یا کسی اور مصرف میں، اپنے خاوند سے اجازت ضرور لیتی ہے۔

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کوئی عورت اپنے خاوند کے گھر سے کوئی چیز اس کی اجازت کے بغیر صرف نہ کرے۔'' کسی نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! کیا کھانا بھی نہیں؟

آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ تو ہمارا بہترین مال ہے۔'' (بحوالہ الترمذی، ابوداؤد، احمد)

معلوم ہوا کہ نیک بیوی وہ ہے جو اپنے شوہر کے مال کی حفاظت کرتی ہے، اس کی عدم موجودگی میں مال کو برباد نہیں کرتی، بلکہ حفاظت سے رکھتی ہے، اسی طرح وہ زیادہ مطالبات اور فرمائشوں سے اپنے شوہر کو پریشان نہیں کرتی۔ جب زوجہ اپنے شوہر کے مال میں سے کوئی چیز اس کی سابقہ اجازت کے ساتھ صدقہ وغیرہ کرتی ہے تو اس صدقہ کا نصف ثواب

اس کو اور باقی نصف اس کے شوہر کو ملتا ہے۔

حضور اقدس ﷺ نے فرمایا: ''عورت جو چیز شوہر کے حکم کے بغیر خرچ کرتی ہے اس کا نصف اجر اس کے شوہر کو ملتا ہے'' (بحوالہ البخاری، مسلم)

اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ ایک عورت کو پہلے سے خاوند کی طرف سے اذنِ عام حاصل ہے لیکن اس نے اس خاص مقدار میں اپنے شوہر سے صراحۃً اجازت نہیں لی اور اس کو صدقہ کر دیا تو اجر دونوں کو نصف نصف ملے گا، اس سے پتہ چلا کہ اگر عورت صریح اجازت کے بغیر خرچ کرے اور خرچ کرنے کا کوئی عرف بھی نہ ہو تو پھر عورت کو کوئی اجر نہیں ملے گا بلکہ وہ گناہ گار ہوگی، پس اس سے حدیث کا مفہوم متعین ہو گیا۔

اے میری مسلمان بہن! خوب یاد رکھیں عورت کے لئے خاوند کے مال میں سے صدقہ وغیرہ کرنا اس وقت جائز ہے جب وہ چیز معمولی مقدار میں ہو اور عام عادت کے مطابق شوہر کی رضا کو جانتی ہو، لیکن جب عام عرف سے زیادہ دے گی تو یہ جائز نہیں ہوگا۔ آنحضرت ﷺ کے اس فرمان کا یہی مطلب ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''جب عورت اپنے گھر کے کھانے میں سے اس طرح خرچ کرے کہ وہ برباد کرنے والی نہ ہو'' (البخاری، مسلم)

آپ ﷺ نے اس حدیث میں اشارہ فرما دیا کہ عورت کے لئے صرف اتنی مقدار میں مال خرچ کرنا جائز ہے جس کے متعلق اس کو عام عادت کے مطابق شوہر کی رضا کا علم ہو۔ پھر آپ ﷺ نے اس پر ''کھانے'' کے لفظ سے بھی تنبیہ فرما دی، اس لئے کہ عام عادت یہی ہے کہ کھانے کے معاملہ میں سخاوت کی جاتی ہے، لیکن درہم و دنانیر کے معاملہ میں اکثر لوگ ایسے نہیں ہیں۔

اے میری مسلمان بہن! مذکورہ صفت جس سے نیک بیوی آراستہ ہوتی ہے، اس سے مقصد یہ ہے کہ شوہر کو یہ احساس ہو کہ اس کا مال محفوظ ہے، اس طرح اس کا دل مطمئن رہے گا، بلکہ یہ چیز زوجین کے درمیان محبت و ہمدردی کے اضافہ کا باعث بنے گی۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ''بہترین عورت وہ ہے جو اچھی خوشبو والی ہو اور عمدہ کھانے والی ہو کہ جب خرچ کرے تو میانہ روی سے خرچ کرے اور ہاتھ روکے تو میانہ

روی سے روکے، ایسی عورت اللہ تعالیٰ کے عاملوں میں سے ہے اور اللہ کا عامل محروم نہیں ہوتا۔" (بهجة المجالس)

خاوند کے اِذن کی مزید توضیح وتشریح کے لئے علامہ نووی رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت نقل کی جاتی ہے، ملاحظہ فرمائیے۔

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "بیوی، مزدور اور غلام کے لئے ضروری ہے کہ وہ اس بارے میں اپنے مالک سے اجازت لے، اگر اذن بالکل نہ ہوتو ان تینوں میں سے کسی کو اجر نہیں ملے گا بلکہ غیر کا مال اس کی اجازت کے بغیر صرف کرنے پر گناہ ہوگا، اذن (اجازت) کی دو قسمیں ہیں: ایک یہ کہ نفقہ اور صدقہ وغیرہ کرنے پر اِذن صریح ہو اور دوسری قسم یہ ہے کہ عرف وعادت سے اِذن معلوم ہوتا ہے، جیسے سائل کو روٹی کا ٹکڑا وغیرہ دے دینا عام لوگوں کی عادت چلی آرہی ہے اور اس بارے میں لوگوں کا اذن پایا جاتا ہے خواہ وہ کلام نہ کریں، اور یہ اس وقت ہے جب خاوند وغیرہ کی رضا عرف کی کثرت سے معلوم ہو نیز یہ معلوم ہو کہ اس کا دل بھی سخاوت کرنے اور رضامندی میں عام لوگوں کی طرح ہے، لیکن اگر عرف مختلف ہو، اس کی رضامندی میں شک ہو یا وہ بخیل شخص ہو اور اس کے مال سے یہ بات معلوم ہوتی ہو یا اس میں شک ہو تو پھر عورت وغیرہ کے لئے جائز نہیں ہے کہ وہ اس کے مال میں تصرف کرے جب تک کہ اس کی طرف سے اذن صریح نہ ہو، نیز یاد رہے کہ یہ ساری صورت اس وقت ہے کہ جب وہ معمولی مقدار ہو اور عام عادت کے مطابق شوہر اور مالک کی رضامندی معلوم ہو، پس اگر عام عرف سے زیادہ صرف کرے گی تو جائز نہیں ہوگا۔ (بحوالہ شرح النووی علی مسلم)

ذمہ داری نمبر......۱۹

﴿شوہر کی اجازت کے بغیر نفل روزہ نہ رکھیئے﴾

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''عورت کے لئے جائز نہیں کہ وہ خاوند کی موجودگی میں اس کی اجازت کے بغیر روزہ رکھے۔''

(بحوالہ بخاری، مسلم، نووی)

اسلام یہ چاہتا ہے کہ میاں بیوی کے درمیان مضبوط سے مضبوط تر تعلق ہو، اسی منشاء کے پیش نظر اس نے اس تعلق کے ارد گرد مضبوط باڑ لگائی ہے تاکہ وہ تعلق محفوظ رہے۔

یہ بات ہر شخص جانتا ہے کہ مرد کی ہمیشہ یہ خواہش ہوتی ہے کہ اس کی بیوی اس کی اطاعت گزار ہو اور اس کی چاہت کے مطابق چلے، احادیثِ رسول اللہ ﷺ میں نیک بیوی کی جو صفات بیان کی گئیں ہیں ان میں یہ صفت ایسی ہے کہ اس سے میاں بیوی کا ازدواجی تعلق مضبوط ہوتا ہے۔

آیئے! ہم اس صفت کے حوالہ سے غور کریں جس صفت کے ساتھ زوجہ صالحہ متصف ہو کر اللہ تعالیٰ کی رضاء و انعام حاصل کرتی ہے۔ آپ ﷺ کا فرمان ''عورت کے لئے جائز نہیں کہ......'' یہ حدیث اس مسئلہ کی اہمیت کو اجاگر کرتی ہے۔ اس لئے بعض علماء نے صراحت کے ساتھ یہ فرمایا ہے کہ ''یہ نہی، تحریم کے لئے ہے، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ رمضان کے سوا کوئی روزہ رکھنا اس کے لئے جائز نہیں ہے۔''

امام نوویؒ فرماتے ہیں کہ ''یہ نہی نفل اور مندوب (مستحب) روزے پر محمول ہے کہ جس کے لئے کوئی وقت متعین نہیں'' (بحوالہ شرح النووی، علی صحیح مسلم)

حدیث کے ظاہری الفاظ سے معلوم یہی ہوتا ہے کہ عورت کے لئے ہر قسم کا روزہ رکھنا ممنوع ہے۔ ''امام شافعیؒ نے جو یوم عرفہ یا عاشورہ کا روزہ مستثنیٰ رکھا ہے، یہ حدیث ان کے خلاف حجت ہے۔'' (بحوالہ تحفۃ الاحوذی)

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ''یہ نہی، تحریم کے لئے ہے جیسا کہ ہمارے

اصحاب (شوافع) نے اس کی صراحت بھی فرمائی ہے اور اس کا سبب یہ ہے کہ شوہر کو حقِ استمتاع تمام ایام میں حاصل ہے اور اس میں اس کا حق واجب علی الفور ہے (یعنی یہ حق فوری طور پر واجب الاداء ہے) لہٰذا یہ حق کسی نفل یا واجب علی التراخی روزے سے فوت نہیں ہوگا۔

سوال...... پھر تو عورت کو خاوند کی اجازت کے بغیر بھی روزہ رکھنا جائز ہونا چاہئے، جب وہ استمتاع کا ارادہ کرے جیسا کہ اس کو اس بات کا حق ہے کہ اس کے روزے کو فاسد کر دے؟

جواب...... عام طور پر عورت کا روزہ استمتاع سے مانع ہوتا ہے، کیونکہ وہ افساد سے صوم کی بے حرمتی اور پامالی سے ڈرتا ہے۔ (بحوالہ شرح النووی علی مسلم)

آپ ﷺ نے فرمایا: ''شوہر کی موجودگی میں اس کی اجازت کے بغیر روزہ نہ رکھے''

اس کا مطلب یہ ہے کہ جب اس کا خاوند اسی شہر میں جہاں وہ (عورت) موجود ہو، مقیم ہو تو روزہ نہ رکھے، اس سے معلوم ہوا کہ اگر شوہر کسی دور دراز کے سفر پر ہو تو عورت کے لئے روزہ رکھنا مباح ہے، اس لئے کہ اس صورت میں اس کے لئے استمتاع ممکن نہیں ہے۔ لیکن اگر کوئی عورت خاوند کی موجودگی میں اور اس کی اجازت کے بغیر روزہ رکھ لے تو کیا حکم ہے؟ اس سوال کا جواب یہ ہے:

علامہ عمرانیؒ فرماتے ہیں کہ اگر عورت خاوند کی اجازت کے بغیر روزہ رکھ لے تو اس کا روزہ تو درست ہوگا لیکن اختلافِ جہت کی وجہ سے گنہگار ہوگی اور اس کی قبولیت کا معاملہ اللہ تعالیٰ کے سپرد ہے۔ امام نوویؒ فرماتے ہیں کہ مذہب کا تقاضا تو یہ ہے کہ اسے ثواب حاصل نہ ہو، حدیث میں نہی کا لفظ آنا حرمت کو مؤکد کرتا ہے۔ (بحوالہ فتح الباری)

علامہ مبارکپوری رحمۃ اللہ علیہ نے ''الترغیب والترهیب'' کے مصنفؒ سے یہ بات نقل کی ہے کہ ''خاوند کا بیوی پر یہ حق ہے کہ وہ اس کی اجازت کے بغیر روزہ نہ رکھے، اگر اس نے ایسا کر لیا یعنی روزہ رکھ لیا تو وہ (محض) بھوکی اور پیاسی رہی، اس کا وہ روزہ قبول نہ ہوگا۔'' اے میری مسلمان بہن! اگر آپ صفوانؓ بن المعطل کے آنے والے واقعہ میں غور کریں گی تو یہ حقیقت آپ پر عیاں ہو جائے گی کہ عورت نفل روزہ نہ رکھنے پر مامور ہے،

جب کہ اس سے خاوند کی حق تلفی ہو رہی ہو۔

حضرت ابوسعید الخذری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم لوگ موجود تھے کہ ایک عورت سرورِ دو عالم رحمتِ مجتبیٰ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئی، اس نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! جب میں نماز پڑھتی ہوں تو میرا شوہر مجھے مارتا ہے، جب روزہ رکھتی ہوں تو وہ میرا روزہ تڑوا دیتا ہے، اور خود فجر کی نماز نہیں پڑھتا یہاں تک کہ سورج طلوع ہو جاتا ہے، صفوان (اس کا شوہر) بھی مجلس میں موجود تھا، آنحضرت ﷺ نے ان سے پوچھا کہ یہ کیا کہہ رہی ہے، حضرت صفوانؓ نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! یہ جو کہتی ہے کہ نماز پڑھتی ہوں تو مجھے مارتا ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ بجائے ایک سورت کے دو سورتیں پڑھتی ہے، میں اس کو اس سے منع کرتا ہوں! حضور ﷺ نے فرمایا: ''ایک سورت بھی تمام لوگوں کو کافی ہو جاتی ہے۔'' پھر حضرت صفوانؓ نے کہا کہ جو کہتی ہے کہ روزہ رکھتی ہوں تو رکھنے نہیں دیتا یا افطار کروا دیتا ہے، تو اس کی وجہ یہ ہے کہ میں جوان آدمی ہوں، صبر نہیں کر سکتا، یہ روزے رکھنا شروع کر دیتی ہے، آپ نے اس دن یہ فرمایا: ''کوئی عورت خاوند کی اجازت کے بغیر روزہ نہ رکھا کرے۔'' حضرت صفوانؓ نے کہا کہ اس کا یہ کہنا کہ میں نماز نہیں پڑھتا یہاں تک کہ سورج طلوع ہو جاتا ہے، اس کا سبب یہ ہے کہ سب جانتے ہیں کہ میں بال بچوں والا ہوں، ہم بیدار نہیں ہو پاتے، یہاں تک کہ سورج طلوع ہو جاتا ہے، آپ ﷺ نے فرمایا کہ ''جب تم بیدار ہو، نماز پڑھ لیا کرو۔'' (بحوالہ مسند احمد، ابوداؤد)

ایسی ہوتی ہے نیک زوجہ! جو نفلی عبادت پر اپنے خاوند کی حاجت کو ترجیح اور فوقیت دیتی ہے، کیونکہ اس کی نظر میں خاوند کا حق عظیم ہے۔

ذمہ داری نمبر......۲۰

﴿شوہر کے سامنے کسی اور عورت یا مرد کی تعریف نہ کیجئے﴾

یہ بھی نیک زوجہ کی صفت ہے کہ وہ اپنے شوہر کے سامنے کسی عورت کے حسن وغیرہ کا ذکر نہیں کرتی، تاکہ اس کے گھر میں کوئی فتنہ برپا نہ ہو۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''ایسا نہ ہو کہ ایک عورت دوسری عورت کے پاس بیٹھے، اس کو دیکھے پھر اپنے شوہر کے سامنے اس کو یوں بیان کرے، گویا کہ وہ اس کو دیکھ رہا ہے۔''

امام نسائیؒ نے ''لا تباشر'' کے ساتھ ''فی الثواب الواحد'' کا بھی اضافہ کیا ہے، مطلب یہ ہے کہ کوئی عورت دوسری عورت کے ساتھ ملاقات نہ کرے اور اس کی طرف نہ دیکھے، اس حدیث میں ''مباشرہ'' کا لفظ دیکھنے سے کنایہ ہے، اس لئے کہ ''مباشرہ'' کا اصل معنی ہے التقاءِ بشرہ، یعنی جسم کا ملانا، پھر مجازاً دیکھنے کے معنی میں استعمال ہوتا ہے، معنی یہ ہوگا کہ ایک عورت دوسری عورت کے بشرہ کی طرف نہ دیکھے۔ حدیث میں مذکورہ لفظ ''فتنعتها'' کا مطلب یہ ہے کہ پھر وہ اس عورت کے خدوخال اور جسم کے حسن کو اپنے شوہر کے سامنے بیان کرے، اس کا عطف ''لا تباشر'' پر ہے۔

اس کے بعد حدیث میں مذکور عبارت ''لزوجها كانه ينظر اليها'' کا مطلب یہ ہے کہ جب وہ اپنے شوہر کے سامنے اس عورت کا حسن و جمال بیان کرے گی تو اس کا دل اس کی طرف مائل ہوگا اور وہ اس پر فریفتہ ہوگا۔ حدیث میں اس ممانعت کا تعلق ملاقات اور توصیف دونوں سے ہے۔ معلوم ہوا کہ اگر ایک عورت دوسری عورت سے صرف ملاقات کرتی ہے لیکن توصیف نہیں کرتی تو یہ جائز ہے۔

قابسیؒ فرماتے ہیں یہ حدیث سدِ ذرائع کی اصل بنیاد ہے، اور اس میں جو ممانعت آئی ہے اس کی حکمت یہ ہے کہ خاوند کے بارے میں اندیشہ ہوگا کہ وہ ان خوبیوں کو پسند کرے،

پھر واصفہ (جس عورت نے تعریف کی تھی یعنی اس کی زوجہ) کا گھر برباد ہو یعنی خاوند اس کو طلاق دیدے یا موصوفہ پر فریفتہ ہو جائے۔ (فیض القدیر)

اے میری مسلمان بہن! اسلام سدِ ذرائع پر بھی عمل کرتا ہے، لوگوں کو ابتداء ہی سے ایسے راستہ پر چلنے سے روکتا ہے جو گناہ کا سبب بنتے ہیں۔ کیونکہ بسا اوقات وہ ان کی ہلاکت کا سبب بنتا ہے، اگر لوگ ابتداء میں نصیحت قبول نہ کریں تو ان کو اس برائی کے ارتکاب سے منع کرتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کے اس فرمانِ عالی میں غور کیجئے:

ولا تقربوا الزنیٰ ''زنا کے قریب بھی نہ جاؤ'' (الاسراء:۳۲)

یہ نہیں فرمایا کہ ''زنا نہ کرو'' بلکہ فرمایا کہ اس کے قریب بھی نہ جاؤ، مطلب یہ ہوا کہ ایسا کوئی کام نہ کرو جو اس کے قریب کرنے والا ہو، لہٰذا نظر بازی سے اجتناب کرو، جذبات کو ابھارنے والی باتیں نہ کرو اور بوس و کنار سے دور رہو، جیسا کہ اللہ عزوجل کا ارشاد ہے:

قل للمؤمنین یغضوا من ابصارھم. (سورۃ النور)

''یعنی مومنوں سے کہہ دیجئے کہ اپنی نگاہیں نیچی رکھا کریں''

رسول پاک ﷺ نے حواء کی بیٹیوں کو ایسے فعل پر متنبہ کیا ہے جس میں بعض عورتیں مبتلا ہوتی ہیں اور نیک و صالح بیویاں اس سے دور رہتی ہیں۔ آنحضور ﷺ نے عورتوں کی سدِ ذرائع کی طرف بھی رہنمائی فرمائی ہے کہ کوئی ایسا کام بھی نہ کریں جو ان کے گھر کی بنیاد کو ہلا کر رکھ دے اور معاملہ طلاق تک پہنچ جائے۔

اے میری مسلمان بہن! آپ نے ایسی عورت کے بارے میں کئی بار سنا ہوگا کہ اس کے شوہر نے اس کو طلاق دے کر فارغ کر دیا اور اس کی سہیلی سے یا اس کے گھر کی پڑوسن سے یا اس کی کسی قریبی رشتہ دار سے شادی کر لی، اب بتائیے کہ شوہر کو تو اس عورت کے متعلق پہلے کچھ علم نہ تھا، اس کو اس نے بتایا؟ اس کی بیوی کی وساطت سے ہی اس کو معلوم ہوا۔

اس لئے رسول اکرم ﷺ، حواء کی ان بیٹیوں سے جو شادی شدہ ہیں، ان کو نصیحت کرتے ہوئے فرما رہے ہیں کہ تم میں سے کوئی عورت اپنے شوہر کے پاس بیٹھ کر کسی عورت

کے جسم کے اجزاء یا اس کے بدن کے اوصاف کا نرمی اور حسن کے لحاظ سے تذکرہ نہ کیا کرے کہ گویا وہ شوہر اس عورت کو بذاتہٖ دیکھ رہا ہو اور اس کا حلیہ اس کے سامنے ہو، کیونکہ اس طریقہ سے شوہر اس کا دلدادہ ہوسکتا ہے، شیطان اس کے دل پر غلبہ پائے گا اور اس کا نفس اس کو اس پر اکسائے گا کہ وہ اپنی بیوی کو طلاق دے کر فارغ کردے اور اس موصوفہ سے شادی کرلے۔ یہ ہے نیک بیوی کی وہ امتیازی صفت، جس کی وجہ سے اس کا رب بھی اس سے راضی ہوتا ہے اور شوہر بھی محبت کرتا ہے اور ازدواجی زندگی کامیاب اور پُرسعادت بنتی ہے۔

غیر محرم مردوں میں دلچسپی سے گریز کیجئے:

ہر مرد اور ہر عورت کے ذہن میں شادی سے پہلے ایک ''آئیڈیل' ہوتا ہے ہر عورت ڈھیر ساری خوبیوں کو جمع کر کے متشکل کرلیتی ہے اور اس سے ایک خیالی تصویر بناتی ہے اور چاہتی ہے کہ اس کا شوہر ایسا ہونا چاہیئے۔ بعض اوقات ان خوبیوں میں سے سب نہیں تو کچھ کسی خاص مرد میں نظر آئیں تو اس کی جانب پسندیدگی کی نظر سے دیکھتی ہے۔ یا اپنے دل ہی دل میں خواہش کرتی ہے کہ اس کا شوہر بہت دولتمند ہو اور تنومند ہو۔ وہ فلاں کاروبار یا سروس سے منسلک ہو۔ یہ بھی ممکن ہے کہ آپ نے ان لوگوں کو ناپسندیدہ یا پسند بھی کیا ہو۔ شادی سے قبل ایسی تمنا یا خواہش میں کوئی مضائقہ نہیں لیکن اب جبکہ آپ نے ایک مرد منتخب کرلیا ہے اور اب آپ کے والدین کے مرضی کے مطابق کسی ایک مرد کو شریک حیات چُن لیا تو ضروری ہے کہ اب آپ کے ذہن سے وہ تمام خیالی تصویر یا شخصیات نکل جانی چاہئیں جن کا آپ نے تصور کیا یا خواہش کی تھی۔ اپنے شوہر کے علاوہ ہر مرد سے اپنی آنکھیں بند کر لیجئے۔ شادی سے پہلے کے تمام حوالوں، رابطوں اور وعدوں کو بھول جایئے۔ وہ محض خواب تھے اور موجودہ عائلی زندگی ایک حقیقت ہے۔ خوابوں کے سراب میں کھو کر حقیقت سے روگردانی نہ کریں۔ ایسا نہ ہو کہ یہ حقیقت پچھتاوے میں تبدیل ہوجائے۔ حقیقت پسند بنیں۔

اگر کسی تقریب میں آپ کو جانے کا اتفاق ہو اور وہاں بہت سے عزیز واقارب اور دوست احباب اور انکے اہل خانہ ہوں۔ ایسے موقع پر بھی اپنے آپ کا سنبھالیں اور اپنے شوہر کے سوا کسی مرد میں دلچسپی نہ لیں۔ نہ کسی کی باتوں سے اثر قبول کریں خواہ وہ باتیں کتنی

ہی دلچسپ اور پُر لطف کیوں نہ ہوں غیر مردوں کی تاک جھانک سے بچیں۔ ایسے میں بعض چالاک عورتیں بے وقوف بنانے یا بلیک میل کرنے کیلئے پھانسنے کی نیت سے بڑی لفاظی اور چکنی چپڑی باتوں میں لگا کر مرد کے قریب کرنے کی کوشش کرتی ہیں اور پھر ایسے چانس کو کیمرے کی آنکھ میں محفوظ کرنے کی تلاش میں ہوتی ہیں تا کہ ایسی تصویر سند کے طور پر استعمال کی جا سکے۔ صرف یہی نہیں بلکہ مکار اور چالاک عورتیں بہت سے ہتھکنڈے استعمال کر کے ہمدردی کے چند بولوں کے پردے میں کسی کمزوری سے فائدہ اٹھا سکتی ہیں۔ مثلاً فلاں صاحب دست شناسی کے بہت ماہر ہیں۔ ذرا تنہائی میں انہیں ہاتھ دکھالیں یا فلاں صاحب اگرچہ نوجوان ہیں اور لگتے بھی نہیں تاہم روحانی طور پر بہت پہنچے ہوئے ہیں۔ اس سے درخواست کریں کہ آپ کی طرف توجہ کریں۔ ان کی ذرا سی توجہ سے آپ کا شوہر تابع فرمان بن جائے گا۔ پھر وہی کرے گا جو آپ کہیں گی۔ اور اس طرح ساس اور نندوں سے بھی تمہارا پیچھا چھوٹ جائے گا۔ وغیرہ وغیرہ۔ یاد رکھئے! یہ دام ہم رنگ زمین ہے۔ ایسا نہ ہو کہ اس میں پھنس کر اپنی عائلی زندگی میں آپ زہر گھول لیں۔ احتیاط کیجئے۔ اور ہوشیاری سے کام لیجئے۔

دوسروں کی تعریف نہ کیجئے:

آنحضرت ﷺ کے سفر معراج کی حدیث میں ہے کہ آپ ﷺ نے کچھ عورتوں کو گلا سڑا گوشت کھاتے دیکھا، پوچھنے پر آپ کو بتایا گیا کہ یہ وہ عورت ہے جو اپنے شوہر کے علاوہ کسی اور کی طرف توجہ کرتی تھی۔ (بحوالہ سیرت مصطفےٰ ج۔۱)

قابل احترام بہن! اگر آپ کے شوہر کو احساس ہو جائے کہ دوسرے مرد بھی آپ کی نظر میں ہیں، تو وہ بدگمان ہو جائے، اس کی محبت اور لگاؤ میں کمی آجائے، زندگی اور خاندان سے اس کی دلچسپی ختم ہو جائے گی، اس بات کا خیال رکھئے کہ ان کے یا کسی کے سامنے دوسرے مردوں کی تعریف نہ کیجئے، ان سے اظہار دلچسپی نہ کیجئے، ہنسی مذاق نہ کیجئے، مرد ان معاملات میں اس قدر حساس ہوتا ہے کہ وہ اس بات کو برداشت نہیں کر سکتا کہ اس کی بیوی غیر مرد کی تصویر تک سے اپنی دلچسپی کا اظہار کرے۔

حضور ﷺ فرماتے ہیں: ”جو شوہر دار عورت اپنے شوہر کے علاوہ غیر مرد پر ہوسناک

نظر ڈالے، پروردگار عالم کے شدید غیظ وغضب کا شکار ہوگی" (بحوالہ خواتین کا انسائیکلو پیڈیا)

اس حدیث شریف کو سامنے رکھتے ہوئے اپنا نقطہ نظر بدل لیجئے اور شوہر کے علاوہ کسی غیر محرم مرد کے تصور سے بھی دستبردار ہو جائیے جب دل کا تعلق ہو تو اظہار بھی ضرور ہو جاتا ہے۔

آپ ﷺ نے فرمایا:

"حبک الشئی یعمی ویصم" (بحوالہ ابوداؤد)

"تیرا محبت کرنا کسی چیز سے تجھے اندھا اور بہرا کر دے گا"

جہاں دل کا تعلق ہو تو انسان اس کے نتائج سے اندھا اور بہرا یعنی بالکل بے خبر ہو جاتا ہے۔

"حضرت علیؓ نبی اکرم ﷺ سے نقل فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ اس عورت کو محبوب رکھتے ہیں جو اپنے شوہر کے ساتھ محبت رکھنے والی، خوش مزاج اور دوسرے مرد سے اپنی عزت و ناموس کی حفاظت کرنے والی ہو"

ایسی عورت خداوند قدوس کو محبوب اور پسند ہے جو اپنے شوہر سے محبت رکھنے والی اور اس سے دلی لگاؤ رکھنے والی ہو، (صرف ضابطہ اور غرض کی محبت نہ ہو۔)

ایسی محبت میں ایک دوسرے کو شکایت ہوتی ہے، چونکہ محبت نہیں ہوتی تو آدمی تکلیف اور مرضی کے خلاف چیزوں کو برداشت نہیں کر پاتا ہے محبت اور خالص قلبی و دلی لگاؤ ہو تو برائیوں اور تکلیفوں کا احساس بھی نہیں ہوتا، اگر ہوتا ہے تو خوشی سے برداشت کر لیتا ہے، اس لیے شوہر اور بیوی کے درمیان عشق ومحبت کا رشتہ ہونا چاہیئے۔

دوسری صفت خدا کے محبوب ہونے کی یہ بیان کی گئی ہے کہ دوسرے اجنبی مرد سے اپنی حفاظت کرے، اس کا مطلب یہ ہے کہ شوہر کے علاوہ دوسرے اجنبی مرد سے دلچسپی نہ ہو، آج کل کی اس نئی بگڑی ہوئی تہذیب میں بعض ناعاقبت اندیش خواتین شوہر کے علاوہ دوسرے اجنبی مردوں سے بلاتکلف دل لگی کرتی ہیں، یہ عقل وشعور کے بھی خلاف ہے اور دین اسلام بھی اس کی اجازت نہیں دیتا، اسلام چاہتا ہے کہ عورت کی چاہتوں، امیدوں کا مرکز صرف اور صرف شوہر ہو۔

ذمہ داری نمبر......۲۱

﴿شوہر کی حوصلہ افزائی اور اسکی قدر کیجئے﴾

پیسہ کمانا آسان کام نہیں، ہزاروں زحمتیں اور پریشانیاں اٹھانی پڑتی ہیں۔ انسان اپنے آرام و آسائش کی خاطر مال و دولت پیدا کرتا ہے اور ذاتی طور پر اس بات سے دلچسپی رکھتا ہے کہ اگر کسی پر احسان کرتا ہے یا کسی پر اپنی دولت خرچ کرتا ہے تو وہ اس بات کا متمنی ہوتا ہے کہ اس کی قدر دانی کی جائے اور اس سلسلے میں اظہارِ تشکر اس کی ترغیب و ہمت افزائی کا سبب بنتا ہے۔ اور اسے احسان و نیکی کرنے کی جانب مائل کرتا ہے۔ نہ صرف اس شخص کے حق میں زیادہ احسان کرنے کا باعث بنتا ہے' بلکہ احساس قدر دانی مجموعی طور پر اس کو نیکی کرنے پر آمادہ کرتا ہے۔

لیکن اگر اس کی قدر دانی نہ کی جائے اور اس کے احسان کو نظر انداز کر دیا جائے تو نیک کام انجام دینے میں اسے کوئی دلچسپی محسوس نہ ہوگی۔ اپنے دل میں سوچے گا کہ میں نے ایسے احسان فراموش کے ساتھ بیکار ہی احسان کیا اور مال و دولت اس پر خرچ کر دیا۔

حق شناسی اور شکر گزاری' پسندیدہ اخلاق شمار ہوتی ہیں اور انسان کو احسان و نیکی کی جانب مائل کرنے کا ایک بہت بڑا وسیلہ ہیں۔ حتیٰ کہ خداوند عالم بھی، جو کہ بے نیاز ہے۔ اپنی نعمتوں پر شکر ادا کرنے کو نعمتوں کے جاری رکھنے کی شرط قرار دیتے ہوئے فرماتا ہے۔ اگر شکر ادا کرو گے تو اپنی نعمتوں میں مزید اضافہ کر دونگا۔

خاتون محترم! آپ کا شوہر بھی ایک انسان ہے اسے بھی قدر دانی اچھی لگتی ہے۔ وہ زندگی کے اخراجات پورے کرتا ہے۔ محنت سے کماتا ہے اور اس عمل کو اپنا ایک اخلاقی اور شرعی فریضہ سمجھتا ہے اور اس کو انجام دے کر لذت محسوس کرتا ہے۔ لیکن آپ سے اس بات کا متمنی ہے کہ اس کے وجود کو غنیمت سمجھ کر اس کے کاموں کی قدر دانی کیجئے۔ جب بھی ضروریات زندگی کی چیزیں خرید کر گھر لائے تو خوشی و مسرت کا اظہار کیجئے۔

اگر آپ بیمار پڑ گئیں اور اس نے آپ کے علاج کے لئے کوشش کی تو صحت یاب

ہونے کے بعد اس کی زحمت کا شکریہ ادا کیجئے اگر آپ کو تفریح کے لئے لے گیا یا سفر پر لے گیا تو اس کا شکریہ ادا کیجئے۔ اگر آپ کو پیسے دیئے ہیں تو اس کی قدردانی کیجئے۔ اس امر کا خیال رکھیں کہ اس کے کاموں کو حقیر اور معمولی نہ سمجھیں، اس کی طرف سے بے اعتنائی نہ برتئے، مذمت نہ کیجئے۔ اگر آپ اس کے کاموں کو سراہیں گی اور اس سے اظہار تشکر کریں گی تو یہ چیز اسے اپنی شخصیت کا احساس دلانے کا باعث بنے گی اور اس کی زندگی میں جوش و خروش پیدا کرنے اور مزید خرچ کرنے کے لئے اس میں ہمت بندھانے کا سبب بنے گی، اور زیادہ کوشش کرے گا کہ آپکی توجہ کو اپنی طرف مبذول کرے اور احسان کے ذریعہ آپ کے دل کو اپنے ہاتھ میں لے لے۔ مرد تو صرف چند تعریفی جملوں اور مفت کے خالی تشکر کے اظہار سے ہی خوش ہو جاتا ہے اور آپ اس سے بھی دریغ کرتی ہیں۔

آپ کا کوئی عزیز دوست کوئی معمولی سا تحفہ یا پھولوں کا ایک گلدستہ آپ کو پیش کرتا ہے تو اس کا تو آپ سینکڑوں بار شکریہ ادا کرتی ہیں لیکن اپنے شوہر کے دائمی احسانوں کے عوض آپ کے منہ سے اظہارِ تشکر کے لئے معمولی سے الفاظ بھی نہیں نکلتے؟

شوہر داری کے لئے یہ طور طریقے نہیں ہیں، دراصل آپ نے اپنی ذاتی مفادات کی تشخیص نہیں کی ہے۔ غرور اور خود پسندی بڑی بری بلا ہے آپ سوچتی ہیں کہ شکریے کا اظہار کر کے آپ چھوٹی ہو جائیں گی حالانکہ اس کے برعکس آپ کی محبوبیت میں اور اضافہ ہو جائے گا، اور آپ حق شناس اور مہذب سمجھی جائیں گی۔

حضرت رسول خدا ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ: ”اگر کسی نے کسی شخص کے احسان کی قدر دانی نہیں کی تو اس نے گویا خدا کا شکر بھی ادا نہیں کیا“

شوہر کی خوبیوں کا اعتراف کیجئے:

شوہر کی محبت حاصل کرنے کے لئے ایک اسلوب یہ ہے کہ بیوی اپنے شوہر کی اچھائیوں اور خوبیوں کا اعتراف کرے اور اسکی حوصلہ افزائی کرتی رہے۔

ایک حدیث مبارکہ میں رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ:

اے عورتوں کی جماعت! صدقہ کرتی رہا کرو کیوں کہ تم شوہروں کی ناشکری و ناقدری

کر بیٹھتی ہو اس کی اچھائیوں اور خوبیوں کا اعتراف نہیں کرتیں! اگر وہ عمر بھر بھی بیوی کے ساتھ اچھا سلوک کرے اور پھر کبھی عورت محسوس کرے کہ غفلت کر رہا ہے خیال نہیں رکھ رہا ہے تو (غصے وجذباتی انداز میں) کہہ بیٹھتی ہو کہ تم نے تو میرے ساتھ کبھی اچھا سلوک نہیں کیا، خیال نہیں رکھا۔

ایک حدیث مبارکہ میں آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ: ''اللہ تعالیٰ اس عورت کی طرف نظرِ رحمت نہیں فرماتا جو اپنے شوہر کی قدر نہ کرے اس کی اچھائیوں کا اعتراف نہ کرے''

حضور اکرم ﷺ کی ازدواج مطہراتؓ اور آپ ﷺ کی صاحبزادیاں اور صحابیاتؓ مسلمان عورتوں کے لئے نمونہ ہیں کہ کس طرح وہ اپنے شوہر کی عزت وقدر کرتی تھیں اور اپنے شوہر کی بات کو اونچا رکھتی تھیں جب شوہر گھر میں آتے انہیں سلام کرتیں، استقبال کرتیں، انہیں خوشیاں دیتیں ان کے اوپر اپنی جان نچھاور کرنے کے لئے تیار ہو جاتیں جب آپ ﷺ کو کوئی تکلیف پہنچتی تو ازواج مطہرات فرماتیں یہ تکلیف ہمیں پہنچ جاتی آپ ﷺ کو نہ پہنچتی۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی زوجہ حضرت نائلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حسن و جمال اور خوبصورتی میں خواتین کے اندر بہت مشہور تھیں اپنے شوہر سے اتنی محبت تھی کہ جب بعض لوگ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو مارنے کے لئے گھر میں داخل ہو گئے اور ان پر حملہ کرنے لگ گئے تو اپنے شوہر کو بچانے کے لئے خود آگے آگئیں اور زخمی ہوئیں۔

خوب سمجھ لیجئے کہ میاں بیوی دونوں کے حقوق ہیں دونوں کی ذمہ داریاں ہیں۔ شوہر رئیس ہے' بیوی نائب رئیس' شوہر وزیر خارجہ ہے بیوی وزیر داخلہ' دونوں کو ایک دوسرے کی رائے اور مشورے کا احترام کرنا چاہیئے شوہر یا بیوی یہ چاہے کہ ساری بات میری ہی چلے گی چاہے ٹھیک ہو یا نہیں۔ تو یہ بات درست نہیں ہے بلکہ دونوں ایک دوسرے کی بات کا لحاظ رکھیں احترام کریں پھر انشاء اللہ تعالیٰ گھر میں خوشیاں آئیں گی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا ہے کہ۔ ''اپنے مسلمان بھائی کے سامنے تبسم ومسکراہٹ کے ساتھ پیش آنا یہ بھی تمہارے لئے صدقہ ہے ثواب کا کام ہے''

تو پھر میاں بیوی کو تو ضرور ایک دوسرے کے ساتھ مسکراہٹ وتبسم کے ساتھ پیش آنا چاہیئے اور ہمیشہ باہمی حوصلہ افزائی سے کام لیتے رہنا چاہیئے۔ کیوں کہ ان کا آپس میں تعلق بہت ہی قربت اور محبت والا ہے۔

شوہر سے شکوے شکایت میں کمی کیجئے:

کوئی انسان ایسا نہیں جسے پریشانیوں، الجھنوں اور دشواریوں کا سامنا نہ کرنا پڑے ہر شخص کی یہ خواہش ہوتی ہے کہ اس کا کوئی غم خوار اور محرم راز ہو جس سے وہ اپنی پریشانیوں کو بیان کرے اور وہ اس سے اظہار ہمدردی کرے اور جو اس کا غم ختم کرے۔ لیکن ہر بات کا ایک موقع ومحل ہوتا ہے۔ درددل بیان کرنے کے لئے بھی مناسب موقع کا لحاظ رکھنا چاہیئے، ہر جگہ ہر وقت اور ہر حالت میں شکایتیں شروع نہیں کردینی چاہیئے۔ وہ عورتیں جو نادان اور خودغرض ہوتی ہیں اور شوہرداری کے آداب اور معاشرت کے رموز سے ناواقف ہوتی ہیں ان میں بھی صبر وضبط نہیں ہوتا کہ وہ اپنی پریشانیوں کو برداشت کریں اور درددل کو مناسب وقت کے لئے اٹھار کھیں جیسے ہی بے چارہ شوہر تھکا ماندہ گھر میں داخل ہوتا ہے، ذرا دم بھی نہیں لینے پاتا کہ اس وقت اس کی نادان بیوی شکایتوں کے دفتر کھول دیتی ہے جو اسے گھر سے بیزار بنادینے کے لئے کافی ہے مثلاً۔

خود تو چلے جاتے ہو اور مجھے ان کم بخت بچوں میں سر کھپانے کے لئے چھوڑ جاتے ہو۔ عمران نے کمرے کا دروازہ کا شیشہ توڑ دیا۔ عابدہ اور شاہدہ میں خوب لڑائی ہوئی۔ ان بچوں کی اودھم نے مجھے دیوانہ کردیا، افوہ! کامران ذرا بھی سبق نہیں پڑھتا۔ آج اسکول سے اس کی رپورٹ آئی ہے بہت خراب نمبر ہیں۔ میں بیکار ہی ان سب کے لئے زحمت اٹھاتی ہوں ،صبح سے اب تک اس قدر کام کیئے ہیں کہ حالت خراب ہوگئی کسی کو میری پرواہ نہیں، یہ بچے ذرا بھی کسی کام میں ہاتھ نہیں بٹاتے، کاش بے اولاد ہوتی۔ ہاں! آج تمہاری بہن آئی تھی، معلوم نہیں کیوں مجھ سے خار کھاتی ہے، جیسے میں اس کے باپ کا کھاتی ہوں، اور تمہاری ماں، خدا کی پناہ، ادھر ادھر میری برائیاں کرتی ہے۔ میں ان سب سے تنگ آگئی ہوں، لعنت ہو مجھ پر کہ ایسے خاندان سے پالا پڑا ہے، میرے ہاتھ دیکھو کھانا پکارہی تھی چھری سے میرا

ہاتھ کٹ گیا۔ ہاں! کل کاشف کے یہاں شادی میں گئی تھی کاش نہ گئی ہوتی وہاں جا کر عزت مٹی میں مل گئی۔ رفیق کی بیوی بھی آئی تھی۔ کیا میک اپ تھا اور کیا لباس تھا، خدا ایسی قسمت سب کی بنائے۔ لوگ اپنی بیویوں کا کس قدر خیال رکھتے ہیں، کیسے اچھے اچھے لباس ان کے لئے خریدتے ہیں۔

اس کو کہتے ہیں شوہر، جب وہ محفل میں آئی تو سب نے اس کا احترام کیا جی ہاں لوگ صرف کپڑے دیکھتے ہیں۔ آخر میں اس سے کس بات میں کم ہوں کہ اس کی اتنی شان ہے۔ ہاں! قسمت والی ہے، اس کا شوہر اس کا خیال رکھتا ہے تمہاری طرح نہیں۔ اب میں اس منحوس گھر میں تمہارے اور تمہارے بچوں کے لئے جان نہیں کھپا سکتی، جو چاہے کرو" وغیرہ وغیرہ۔

خاتون محترم! شوہر داری کا یہ طریقہ نہیں ہے۔ کیا آپ سمجھتی ہیں کہ آپ کا شوہر تفریح اور سیر سپاٹے کرنے کے لئے گھر سے باہر جاتا ہے نہیں بلکہ روزی کمانے، ضروریات زندگی مہیا کرنے اور پیسے کمانے کی غرض سے باہر جاتا ہے۔ صبح سے اب تک اس کو نہ جانے کن کن پریشانیوں کا سامنا کرنا پڑا ہو کہ جن میں سے ایک کی بھی آپ متحمل نہیں ہو سکیں گی۔ آفس یا بازار کی مشکلات کی آپ کو خبر نہیں ہے، کیسے کیسے لوگوں سے پالا پڑتا ہے اور کیسی کیسی ذہنی پریشانیاں آجاتی ہیں۔ آپ کو اپنے شوہر کی پژمردہ روح اور تھکے ماندے اعصاب کی کوئی فکر نہیں۔ اب جب کہ وہ باہر کی پریشانیوں سے جان چھڑا کر گھر میں پناہ لینے آیا ہے کہ ذرا دیر آرام کرے تو بجائے اس کے کہ آپ اس کا غم غلط کریں، شکایتوں کا دفتر اس کے سامنے کھول کر بیٹھ جاتی ہیں، آخر اس بے چارے نے مرد ہو کر کیا گناہ کیا ہے کہ گھر سے باہر طرح طرح کی پریشانیوں میں گرفتار رہتا ہے اور گھر آتے ہی اسے آپ کے شکوے شکایات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ ذرا انصاف سے کام لیجئے، تھوڑا سا اس کے بارے میں سوچئے۔ اس کے پاس بھی سوائے اس کے اور کوئی چارہ نہیں کہ چیخے چلائے تاکہ آپ کی بے جا شکایتوں اور بدزبانیوں سے نجات حاصل کرے یا اس گھر سے فرار اختیار کر کے کسی ہوٹل، سینما یا کسی دوسری جگہ جا کر پناہ لے یا سڑکوں پر آوارہ گھومتا رہے۔

خاتون محترم! خدا کی خوشنودی اور اپنے شوہر اور خاندان کی خاطر اس قسم کی بے جا

شکایتوں اور ہنگاموں سے پرہیز کیجئے۔ عقل مندی اور ہوشیاری سے کام لیجئے۔ موقع شناس بنئے۔ اگر آپ کو واقعی کوئی پریشانی لاحق ہے تو صبر کیجئے تا کہ آپ کا شوہر آرام کر لے، اس کی تھکن دور ہو جائے، اس کے بعد موقع کی مناسبت سے ضروری باتیں اس سے بیان کیجئے۔ لیکن اعتراض کی شکل میں نہیں اس طرح کہ گویا آپ اس سے مشورہ لے رہی ہیں اور اس کو حل کرنے کی فکر کیجئے۔ اگر آپ کے شوہر کو اپنے خاندان سے شدید لگاؤ ہے تو چھوٹی چھوٹی باتوں اور غیر ضروری واقعات کو اس سے بیان نہ کرئے اور ہر وقت کی چپقلش سے اپنے شوہر کے اعصاب کو خستہ نہ کیجئے۔ اس کو اس کے حال پر چھوڑ دیجئے۔ اس کو اور بھی پریشانیاں لاحق رہتی ہیں۔

رسول اللہ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ: ''جو عورت اپنی زبان سے پنے شوہر کو تکلیف پہنچاتی ہے، اس کی نمازیں اور دوسرے اعمال قبول نہیں ہوتے خواہ وہ ہر روز روزہ رکھے اور راتوں کو عبادت اور تہجد کے لئے اٹھے، غلاموں کو آزاد کرے اپنی دولت راہ خدا میں خرچ کرے۔ ایسی عورت جو بدزبان ہو اور اپنی بدزبانی سے اپنے شوہر کو رنج پہنچائے وہ پہلی عورت ہو گی جو دوزخ میں داخل ہو گی''

ایک اور موقع پر رسول اللہ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ: ''جو عورت اپنے شوہر کو تکلیف پہنچاتی ہے حوریں اس سے کہتی ہیں، تجھ پر خدا کی مار، اپنے شوہر کو اذیت نہ پہنچا، یہ مرد تیرے لئے نہیں ہے، تو اس کے لائق نہیں، وہ جلد ہی تجھ سے جدا ہو ہماری طرف آجائے گا''

میری سمجھ میں نہیں آتا کہ ان فضول باتوں سے خواتین کا مقصد کیا ہے، اگر چاہتی ہیں کہ اس طرح سے شوہر کی توجہ کو اپنی طرف مبذول کر لیں اور اپنے آپ کو اس کے سامنے محبوب مخنتی اور خیر خواہ ظاہر کریں، تو اطمینان رکھیں کہ اس کا نتیجہ برعکس ہو گا، نہ صرف یہ کہ اس طریقے سے آپ اس کی محبت حاصل کر سکیں گی بلکہ شوہر کے غیظ و غضب کا شکار ہو جائیں گی، اور اگر اس طرزِ عمل سے آپ کا مقصد اپنے شوہر کے اعصاب کو خستہ کرنا ہے تا کہ کام اور زندگی سے اس کا دل بھر جائے اور اعصابی امراض کا شکار ہو

جائے اور گھر سے فرار اختیار کرے اور اعصاب کو بے حس بنا دینے کے لئے خطرناک نشہ آور چیزوں کی عادت ڈال لے اور فتنہ وفساد کے مراکز کا رخ کرے اور آخر کار دق کا شکار ہو جائے تو اس صورت میں آپ کی کامیابی یقینی ہے۔ خاتون محترم! اگر آپ کو اپنے شوہر اور زندگی سے محبت ہے تو اس غیر عاقلانہ اور غلط روش کو چھوڑ دیجئے۔ کیا اس بات کا احتمال نہیں کہ آپ کی بے جا شکایتیں اسکی ذہنی ٹینشن کا باعث بن جائیں یا آپ کی خاندانی زندگی کا شیرازہ بکھر جائے۔

شوہر کے لائے ہوئے سامان پر اس کی حوصلہ افزائی کیجئے:

اگر تمہارا شوہر تمہارے لئے کوئی چیز لائے تو پسند آئے یا نہ آئے۔ ہمیشہ اس پر خوشی ظاہر کرو۔ یہ نہ کہو کہ یہ چیز بری ہے ہم کو پسند نہیں ہے اس سے اس کا دل ٹوٹ جائے گا اور پھر کبھی کچھ لانے کو جی نہ چاہے گا۔ اور اگر اس کی تعریف کر کے خوشی سے لے لوگی تو دل اور بڑھے گا اور اس سے زیادہ چیزیں لائے گا۔

کبھی غصہ میں آ کر خاوند کی ناشکری نہ کرو اور یوں نہ کہنے لگو کہ اس گھر میں آ کر میں نے کیا دیکھا۔ بس ساری عمر مصیبت بھری اور تکلیف ہی سے کٹی۔ میرے باپ دادا نے میری قسمت پھوڑ دی مجھے ایسی مصیبت میں پھنسا دیا ایسی آگ میں جھونک دیا۔ ایسی باتوں سے پھر اس کے دل میں جگہ نہیں رہتی۔

چنانچہ بیوی کو چاہیئے کہ شوہر کا احسان مانے۔ اس کی شکر گزار رہے۔ عورت کا سب سے بڑا محسن اس کا شوہر ہی تو ہے جو ہر طرح سے اسے خوش رکھنے میں لگا رہتا ہے۔ اس کی ہر ضرورت پوری کرتا ہے اور اس کو ہر طرح سے آرام پہنچا کر خوشی محسوس کرتا ہے۔

حضرت اسماء بن یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں، میں اپنی کچھ ہم عمر لڑکیوں کے ساتھ بیٹھی تھی کہ ہمارے پاس سے حضور اکرم ﷺ گزرے، تو آپ ﷺ نے ہمیں سلام کیا اور فرمایا۔ ''تم اچھا سلوک کرنے والے شوہروں کی ناشکری سے بچو پھر فرمایا تم عورتوں میں سے کسی کا حال یہ ہوتا ہے کہ اپنے والدین کے گھر لمبے عرصے تک کنواری بیٹھی رہتی ہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ اسے شوہر دیتا ہے اور اس سے اولاد ہوتی ہے۔ پھر کسی بات پر غصہ ہو جاتی

ہے اور شوہر سے یوں کہتی ہے ''مجھ کو تم سے کبھی آرام نہ ملا۔ تو نے میرے ساتھ کوئی احسان نہیں کیا'' (بحوالہ الادب المفرد)

ایک مرتبہ نبی کریم ﷺ نے عورتوں سے مخاطب ہو کر فرمایا: ''اے عورتو! خیرات دو کیوں کہ میں نے تمہاری اکثریت کو جہنم میں دیکھا ہے''۔ کسی ایک نے نبی ﷺ سے پوچھا۔ ''کیوں؟'' آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ ''تم طعنے بہت دیتی ہو اور تم اپنے شوہر کی ناشکر گزار ہو''

ان احادیث مبارکہ میں عورتوں کو ناشکری سے بچنے کی تعلیم دی گئی ہے۔ یہ بیماری عورتوں میں عام پائی جاتی ہے۔ اس لئے عورتوں کو اس سے بچنے کی بہت کوشش کرنی چاہیئے۔ ناشکر گزار اور احسان فراموش بیوی کو تنبیہ کرتے ہوئے نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا ''اللہ جل جلالہ قیامت کے روز اس عورت کی طرف نظر اٹھا کر بھی نہیں دیکھے گا جو شوہر کی ناشکر گزار ہوگی۔ حالانکہ عورت کسی وقت بھی شوہر سے بے نیاز نہیں ہو سکتی''

عورتیں شوہر کی عنایت پر شکر گزار ہونے کے برعکس اپنی ناخوشی اور بے اطمینانی کا اظہار کرتی ہیں۔ ان کا یہ طرزِ عمل شوہر کو افسردہ کر دیتا ہے۔

اگر شوہر کوئی تحفہ لا کر دے جو اسے پسند نہیں تو اسے آنکھ کے ابرو سے بھی اس طرف اشارہ نہیں کرنا چاہئے کہ جس سے اس کی ناپسندیدگی اور عدم دلچسپی ظاہر ہو۔ چھوٹے چھوٹے اور معمولی تحفوں پر جو شوہر اس کو لا کر دے وہ نہ صرف خوش ہو بلکہ خوشی کا اظہار الفاظ سے بھی کرے۔ اس سے وہ اپنے شوہر کا دل جیت لے گی۔ عورت کو اپنی ذات کے لئے شوہر سے کسی چیز کا تقاضا نہیں کرنا چاہیئے۔ کفایت اور سلیقے سے خرچ کریں۔ شوہر کی آمدنی سے زیادہ خرچ یا ساری آمدنی اللّے تللّوں میں اڑا دینا بہت سی برائیوں کو جنم دیتا ہے۔ اور گھر کو جہنم کو نمونہ بنا دیتا ہے۔ اس پر طرفہ یہ کہ فضول خرچ بیوی ناشکر گزار رویے کا اظہار بھی کرتی ہے اور اپنے اس رویے سے شوہر کو ناخوش اور خفا کر دیتی ہے۔ اس کا عیش و عشرت کی اشیاء کے لئے تقاضا کرنا شوہر کے ساتھ اس کے تعلقات کو بری طرح مجروح کر دیتا ہے۔

شوہر خواہ ایک امیر آدمی ہو بیوی کو چاہیئے کہ بے جا تقاضوں سے پرہیز کرے۔ صبر، تسکین

اور خاوند کی رضامندی اور خوشی اس کی مستقل صفتیں ہونی چاہئیں۔

ذمہ داری نمبر......۲۲

﴿شوہر سے کبھی طلاق کا مطالبہ نہ کیجئے﴾

اچھی بیوی ہمیشہ زندگی میں پیش آنے والے مسئلہ کا دائمی اور پائیدار حل تلاش کرتی ہے، اس کے دل میں طلاق کے مطالبہ کا خیال تک نہیں آتا، ''نیک بیوی'' ازدواجی زندگی کے دوام و بقاء کی ہر ممکن کوشش کرتی ہے، لڑائی و جھگڑے کو ختم کرنے کی حتی المقدور سعی و کاوش کرتی ہے۔ ''نیک بیوی'' اپنے خاوند کی جفا و زیادتی پر صبر کرتی ہے اور اس کی طرف سے ہونے والی غلطیوں کو برداشت کرتی ہے تاکہ اس کا گھر تباہ نہ ہو۔ ''نیک بیوی'' جب خاوند کی طرف سے جفا و زیادتی کو محسوس کرتی ہے تو اس کے اصل اسباب و محرکات معلوم کرکے اس کو ختم کرنے کی سعی کرتی ہے۔ ''نیک بیوی'' ایسی صورت میں اپنے خاوند کے پاس بیٹھ کر اس کے ساتھ مذاکرہ کرتی ہے اور اس کی رضا جوئی اور راحت رسانی کی کوشش کرتی ہے۔ ''نیک بیوی'' اصلاحِ حال کی مقدور بھر کوشش کرتی ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

وان امراة خافت من بعلها نشوزا او اعراضا فلاجناح عليهما ان يصلحا بينهما صلحا والصلح خير واحضرت الانفس الشح وان تحسنوا وتتقوا فان الله كان بما تعملون خبيرا. (سورۃ النساء)

''اور اگر کسی عورت کو اپنے شوہر سے غالب احتمال بدد ماغی یا بے پرواہی کا ہو سو دونوں کو اس امر میں کوئی گناہ نہیں کہ دونوں باہم ایک خاص طور پر صلح کرلیں اور یہ صلح بہتر ہے اور نفوس کو حرص کے ساتھ اقتران ہوتا ہے اور اگر تم اچھا برتاؤ رکھو اور احتیاط رکھو تو بلاشبہ حق تعالیٰ تمہارے اعمال کی پوری خبر رکھتے ہیں''

خاوند بھی جب اپنی بیوی کی طرف سے نفرت کا رویہ دیکھے تو اسے بھی صبر وضبط سے کام لینا چاہئے۔ کیونکہ عین ممکن ہے کہ اس کی یہ نفرت عارضی اور وقتی ہو، جیسا کہ ارشاد عالی ہے:

"فان کرھتموھن فعسیٰ ان تکرھوا شیئا ویجعل اللہ فیه خیرا کثیرا" (سورۃ النساء)

"اور اگر وہ تم کو ناپسند ہوں تو ممکن ہے کہ تم ایک شے کو ناپسند کرو اور اللہ تعالیٰ اس کے اندر کوئی بڑی منفعت رکھ دے"

لیکن اگر اختلاف کی علامات بدستور موجود ہوں اور باوجود کوشش کے کامیابی حاصل نہ ہو تو اس کا مطلب یہ نہیں ہوگا کہ فوری طور پر اس کو فیصلہ دے کر فارغ کر دیا جائے، بلکہ کوئی ایسا شخص دیکھنا چاہئے جو ان دونوں کے درمیان صلح وصفائی کرا دے۔

جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

وان خفتم شقاق بینھما فابعثوا حکما من اھلہٖ وحکما من اھلھا ان یریدا اصلاحا یوفق اللہ بینھما ان اللہ کان علیما خبیرا (سورۃ النساء)

"اور اگر تم اوپر والوں کو ان دونوں میاں بیوی میں کشاکش کا اندیشہ ہو تو تم لوگ ایک آدمی جو تصفیہ کرنے کی لیاقت رکھتا ہو مرد کے خاندان سے اور ایک آدمی تصفیہ کرنے کی لیاقت رکھتا ہو عورت کے خاوندان سے بھجواؤ، ان دونوں کو اصلاح منظور ہوگی تو اللہ تعالیٰ ان میاں بیوی میں اتفاق پیدا فرما دیں گے بلاشبہ اللہ تعالیٰ بڑے علم اور بڑے خبر والے ہیں"

اگر میاں بیوی میں صلح کرنے والے تمام ممکنہ ذرائع اور طرق بے کار ثابت ہوں تو پھر علیحدگی کی صورت باقی رہ جاتی ہے، جیسا کہ ارشادِ ربانی ہے:

"وان یتفرقا یغن اللہ کلا من سعتہٖ وکان اللہ واسعا حکیما" (النساء)

''اور اگر دونوں میاں بیوی جدا ہو جائیں تو اللہ تعالیٰ اپنی وسعت سے ہر ایک کو بے احتیاج کر دے گا اور اللہ تعالیٰ بڑی وسعت والے بڑے حکمت والے ہیں''

اے میری مسلمان بہن! عام طور پر مشاہدہ یہ ہے کہ خاوند طیش میں آکر یا آتش غضب میں آکر یا نئی محبت کی خواہش میں مبتلا ہو کر بیوی کو طلاق دیتا ہے۔

لیکن ''نیک بیوی'' اس بات کو فراموش یا پس پشت نہیں ڈالتی، کہ اس کا خاوند اس کی خاطر طرح طرح کی مشقتیں اٹھاتا ہے اور اس کی راحت وسکون کے لئے کوشاں رہتا ہے، اگر کسی وقت اس کی طرف سے کوئی خطا یا لغزش سرزد ہو جاتی ہے تو وہ فوری طور پر علیحدگی کا مطالبہ نہیں کرتی۔ اسی لئے حضور نبی کریم ﷺ نے حوا کی بیٹیوں کو اپنے شوہروں سے طلاق کا مطالبہ کرنے سے سختی سے منع فرمایا ہے اور اس پر شدید ترین وعید سنائی ہے، چنانچہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جو عورت اپنے خاوند سے بلا کسی وجہ وحرج کے طلاق کا مطالبہ کرتی ہے اس پر جنت کی خوشبو بھی حرام ہو جاتی ہے۔'' (بحوالہ مسند احمد، ابوداؤد، الترمذی)

اس حدیث سے ہمیں یہ ہدایت ملتی ہے کہ جو عورت اپنے خاوند سے مطالبہ کرے کہ وہ اس کو طلاق دیدے حالانکہ کوئی ایسی شدید مجبوری نہیں ہے جو دونوں میں جدائی کا تقاضا کرتی ہو، جیسے اس عورت کو اس بات کا اندیشہ ہو کہ وہ اللہ کی حدود کی پاسداری نہیں کر سکے گی، یعنی خاوند کے جو حقوق اس پر واجب ہیں کہ اس کے ساتھ حسن معاشرت سے زندگی بسر کرے، حسن سلوک سے پیش آئے اس کو ادا نہیں کر سکے گی یا خاوند اس کو خلع کرنے کے لئے پریشان کرتا ہو (ایسی کوئی صورت نہ ہو اور طلاق کا مطالبہ کرے) تو جنت کی خوشبو سے محروم ہو گی۔

مذکورہ حدیث میں جو فرمایا گیا کہ ''جنت کی خوشبو اس پر حرام ہے۔'' یہ وعید وتہدید کے طور پر ہے یا اس کا مطلب یہ ہے کہ ایسی عورت جنت کی خوشبو ابتدائی درجہ میں نہ پائے گی جیسا کہ دوسرے جنتی پائیں گے یا پھر وہ عورت خوشبو کو بالکل نہ پائے گی اور یہ تہدید میں مبالغہ کے طور پر فرمایا گیا ہے۔ اس کی اور بھی بہت سی نظیریں موجود ہیں۔

اے میری مسلمان بہن! اسلام کی نظر میں شادی سے مقصد ایک مربوط اور مستحکم

خاندان کا وجود میں لانا ہے جس میں مودت ومحبت کی حکمرانی ہو، وہ خاندان درحقیقت ایک چھوٹا سوشل ادارہ ہے جو اعلیٰ مقاصد کے حصول کے لئے کوشش کرتا ہے۔ اگر شادی کا یہ مقصد حاصل نہ ہو رہا ہو خواہ میاں بیوی کی کوتاہی کو اس میں دخل ہو یا ان میں سے کوئی اپنی ذمہ داری کو ادا نہ کرتا ہو یا ہر ایک دوسرے کے حقوق سے انکاری ہو تو پھر ان کے تعلق کو ختم کر دینا ہی ضروری ہو جاتا ہے، اس لئے کہ اس تعلق کو قائم یا برقرار رکھنے سے خاندان کی بنیاد قائم نہیں رہ سکتی بلکہ اس کی بنیادیں کھوکھلی ہوتی جائیں گی، ایسے موقع پر اس امر کی ضرورت پیدا ہو جاتی ہے کہ خاندان کی بقاء وسلامتی کے لئے کوئی مناسب حل تجویز کیا جائے تاکہ طلاق کی نوبت ہی نہ آئے، اس کی ذمہ داری مرد پر عائد ہوتی ہے، کیونکہ وہ خاندان کا سربراہ اور کشتی کا کپتان ہے، نان ونفقہ کی ساری ذمہ داری اسی پر ہے۔ مرد کے لئے کسی صورت میں اس بات کی گنجائش نہیں ہے کہ وہ طلاق کا حق بلاضرورت استعمال کرے، اس پر لازم ہے کہ وہ ضرورت کی حد میں رہتے ہوئے اس کا حق استعمال کرے، اگر اس نے اپنے حق میں حد سے تجاوز کیا تو وہ ظالم اور گناہ گار شمار ہوگا اور از روئے دیانت مسئول اور قابلِ گرفت ہوگا۔ طلاق اللہ تعالیٰ کے نزدیک حلال چیزوں میں سب سے زیادہ ناپسندیدہ چیز ہے۔ ایک سچا مومن جو اسلامی احکام پر عمل کرنے والا ہو، وہ اپنے رب کی ناراضگی اور اس کے عذاب سے ڈرتا ہے۔ اسلام نے عورت کو بھی خلع کی صورت میں ایک گونہ طلاق کا حق دیا ہے، اس کی صورت یہ ہوتی ہے کہ عورت اپنے شوہر کو کچھ رقم دیدے یا بعض چیزوں سے دستبردار ہو جائے اور خاوند اس کے بدلے میں اس کو طلاق دیدے۔ بلاشبہ ''نیک بیوی'' اس بات کو بخوبی جانتی ہے کہ عدالت میں یہ خیال کرتے ہوئے فوری طور پر جانا کہ اس مسئلہ کا یہی حل ہے، کوئی اچھا یا پسندیدہ کام نہیں ہے، عدالت کا رخ کرنا صرف آخری علاج اور حل کے طور پر ہونا چاہئے، جبکہ یقین ہو کہ عدالت میں جانے سے واقعی مسئلہ حل ہو سکے گا۔

''نیک بیوی'' اپنے دل سے پوچھتی ہے اور غور کرتی ہے کہ آخر اس کے اور اس کے خاوند کے درمیان یہ فضا کیوں قائم ہوئی ہے؟ اس کا شوہر اس لغزش میں کیوں مبتلا ہوا؟ وہ

اس کا جواب اور اس کے اسباب کا حتمی طور پر کھوج لگاتی ہے۔ یوں ''نیک بیوی'' کی عشرت میں دوام واستمرار اور سیرت وکردار لائقِ تعریف وتحسین اور مقام ومرتبہ بلند وبرتر ہوگا اور وہ کامیاب وباسعادت ازدواجی زندگی کے لئے ایک عمدہ نمونہ بنے گی۔

ذمہ داری نمبر......۲۳

﴿فرضِ انتظام خانہ داری بھی پورا کیجئے﴾

انتظام خانہ داری اگر عمدہ طریقہ سے ہو تو قلت معاش کے باوجود بھی گھر پُر رونق معلوم ہوتا ہے اور گھر پر ناداری اور غربت معلوم نہیں ہوتی اور عمدہ نہ ہو تو دولتمندی کے باوجود بھی گھر میں نحوست اور ناداری برستی ہے، ہم نے اپنی آنکھوں سے بعض دولت مند گھروں کو دیکھا ہے کہ انتظام خانہ داری کا مستورات میں سلیقہ نہ ہونے سے ان کے گھر کی حالت مفلسوں کے گھروں سے بھی بدترین ہوتی ہے سب سے بڑی بات اس میں اخراجات کا اندازہ اور ان کے مواقع کا لحاظ رکھنا ہے۔ اخراجات میں اعتدال رکھنا چاہیئے۔ ہمیشہ ضرورت کے موقع پر خرچ کرنا چاہیئے اعتدال سے ہمارا مطلب یہ ہے کہ آمدنی سے زیادہ خرچ نہ ہو اور نہ اس قدر کم کہ کنجوسی تک نوبت پہنچے۔ اللہ تعالیٰ نے کلام پاک میں زیادہ خرچ کرنے والوں کی اور کنجوسی کرنے والوں کی دونوں کی مذمت فرمائی ہے۔ نہ مال سے اتنی محبت ہو کہ ایک ایک پیسہ کو تھوک لگا رکھے۔ اور اپنی ضروریات پر بھی خرچ نہ کرے نہ اتنی فراخ دلی کرے کہ پیسے کی جگہ دو پیسے خرچ کرے۔

چنانچہ جتنی چادر ہو اتنے پیر پھیلائے اپنے سے بڑوں کی حرص نہ کرو۔ اگر روزانہ کا حساب لکھ لیا کرو تو بہت اچھا ہے کہ جملہ مصارف درج ہوتے ہیں جس وقت چاہو دیکھ لو اور کبھی کبھی شوہر کو دکھا دو تاکہ اس کو مزید اطمینان رہے، اگر کسی کو قرض دو تو اس کو بھی تحریر کر لیا کرو اور جب لو تو اس کو بھی درج کر لیا کرو، تاکہ بھول نہ پڑے، دھوبی کو کپڑے دو تو علیحدہ علیحدہ ہر کپڑے کی تعداد نوٹ کر لیا کرو، تاکہ لیتے وقت سب کپڑے سنبھالنے میں سہولت ہو اگر کوئی کپڑا کم ہو تو فوراً معلوم ہو جائے گا کہ فلاں کپڑا نہیں آیا اس کو بتا کر اس

سے کپڑا منگوالو۔ اس طرح اگر گھر کی تمام چیزیں گنی ہوں کہ کتنی ہیں۔ اگر خدانخواستہ کوئی چیز کم ہوتو فوراً پتہ ہو جاتا ہے کہ فلاں چیز کم ہے کہاں گئی ہے یا فلاں جگہ ہے واپس نہیں آئی اس طرح گھر کی چیزیں گم کم ہوتی ہیں۔ ہر چیز کو اس کے ٹھکانے پر رکھوتا کہ بوقت ضرورت نکال لیں ضرورت پوری ہونے کے بعد اسی جگہ پر رکھ دیں کوئی اِدھر اُدھر پڑی نہ رہے۔ اس طرح اکثر چیزیں گم ہو جاتی ہیں کپڑوں کو ٹرنک یا کسی بکس وغیرہ میں رکھو اِدھر اُدھر نہ پڑے رہیں اونی ریشمی کپڑے کی خبر گیری رکھو خاص کر برسات سے پہلے اور برسات میں بھی جس روز بارش نہ ہو اور دھوپ خوب نکلی ہوئی ہو اس روز کپڑوں کو دھوپ لگا کر کسی ٹرنک یا بکس میں بند کر دو یا نفرین کی گولیاں اس میں رکھوتا کہ کیڑا نہ لگے۔

(بحوالہ بہشتی زیور)

امورِ خانہ داری کے چند زریں اصول

بسم اللہ کیجئے:

دین و دنیا کے ہر جائز کام میں بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھنے سے اللہ کی مدد شامل ہو جاتی ہے، حضور نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں۔

"کل امر ذی بال لم یبدا ببسم اللّٰہ فھوا اقطع"

(بحوالہ مشکوٰۃ)

"ہر وہ کام جو عزت والا ہو اللہ کے نام سے شروع نہ کرنے سے ادھورا رہ جاتا ہے"

قابلِ احترام بہن! اپنے انتظامی امور میں اللہ سے مدد ضرور لیجئے، اور کوئی کام کھانا، پکانا، دھونا، دینا، لینا غرض ہر کام کی ابتدا میں ذرا سی اونچی آواز میں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ضرور پڑھ لیجئے۔

شیطانی اثرات سے اپنے آپ کو اور اپنے انتظامی امور کو بچانے کے لئے اللہ کا نام ضرور لیجئے۔ آپ کے ہر کام میں مدد الٰہی شامل ہو جائے گی، کامرانیاں آپ کے قریب ہوں

گی ناکامیوں، مایوسیوں اور پریشانیوں سے نجات مل جائے گی۔

کاموں کی ترتیب:

بہترین بیوی، اعلیٰ قسم کی منتظمہ بھی ہوتی ہے، ہمارے محبوب کائناتﷺ فرماتے ہیں:

"الا ناۃ من اللّٰہ ولعجلۃ من الشیطن" (بحوالہ ترمذی)

''سکون ووقار اللہ کی طرف سے خاص عطیہ ہے اور کاموں میں جلدی اور (بے ترتیبی) شیطان کی طرف سے ہے''

قابل احترام بہن! کھانے پکانے کا نظم ہو، یا مہمانداری، بچوں کو سکول بھیجنے کا معاملہ ہو یا شوہر کو تیار کر کے بروقت کام پر روانہ کرنا ہو۔

۱۔اوقات کی تقسیم۔ ۲۔فکرمندی۔ ۳۔ہر استعمال کی چیز کے رکھنے کی جگہ کا علم۔

کام سے فراغت پر استعمال شدہ چیزیں اپنی اپنی جگہ پر رکھنا۔ مقررہ اوقات میں کاموں کو مکمل کرنا یہ وہ امور ہیں جو ایک گھر کی کامیاب منتظمہ کو کرنے ہیں، اللہ تعالیٰ کے نام سے شروع کرنے کے بعد سب سے اہم ضروری امر قابل توجہ ہے۔''ہر کام میں نظم''

سستی چھوڑیئے! توجہ کیجئے:

ابن فرید لکھتے ہیں۔ یہ بدنظمی خود اپنی جگہ پر بھی فساد کی وجہ بن جایا کرتی ہے...... تصور کیجئے ذرا ایسے مکان کا جس میں چارپائی کہیں، چادریں الجھی ہوئی، تکئے بے ترتیب بکھرے ہوئے، کپڑے کچھ لگنیوں پر ٹنگے ہوئے ہیں تو کچھ والان اور کمرے کے کونوں میں یا کھونٹیوں پر۔

الماری میں برتن رکھے ہوئے ہیں اور کتابیں تخت اور نعمت خانہ پر ڈھیر ہیں، بچے اٹھتے ہیں تو منہ دھلانے کی نوبت نہیں آتی، ویسے ہی الجھے بالوں اور میلی آنکھوں کے ساتھ گندے سندے برتنوں میں کھانے لگتے ہیں، مدرسے جانے لگے ہیں تو پائجامہ پھٹا ہوا، قمیض کے بٹن غائب، ٹوپی میل اور تیل سے چکٹ، غرض ایک افراتفری کا منظر ہوتا ہے......

آپ کو یقین نہیں آتا؟...... لیکن میں کیا عرض کروں کہ میں یہ ایک اچھے خاصے کھاتے پیتے

گھر کا منظر پیش کر رہا ہوں، جو میں اپنی آنکھوں سے کئی بار دیکھ چکا ہوں۔

آپ سوچ سکتی ہیں کہ سب کیوں ہوتا ہے؟...... اس ساری بے ترتیبی اور بدنظمی کے پیچھے صرف ایک خرابی ہوتی ہے اور وہ ہے بے توجہی یا سستی، میں نے ایک خاتون کو کئی بار بچوں کو صاف ستھرا رکھنے کی طرف توجہ دلائی۔

''دیکھئے اس کا منہ کتنا گندہ ہو رہا ہے، ذرا دھو دیجئے۔'' میں نے کہا۔

''اور نہ ابھی تھوڑی دیر ہوئی تو دھلایا تھا، پھر گندہ کر لیا۔'' وہ منہ بنا کر بولیں۔

''اس سے کیا ہوتا ہے، اب جو گندہ ہے تو پھر دھلا دیجئے۔'' میں نے سمجھاتے ہوئے کہا''

''کہاں تک دھلاؤں آخر؟...... سارا دن یہی کیا کروں۔'' انہیں سخت ناگوار گذرا، بات جو کچھ بھی ہو، مگر آپ غور کیجئے! کہ کیا ان کی دلیل معقول ہے؟ کیا اس سے آپ کی طبیعت کی کاہلی کا پتہ نہیں چلتا؟

خاتون مکرم! پہلا اصول ہے کہ سستی اور کاہلی کو خیر باد کہئے!

(بحوالہ چیدہ چیدہ گھریلو جھگڑے اور ان کا حل)

ہر چیز اپنی جگہ پر رکھئے:

بعض خواتین جس طرح سستی سے باز نہیں آتیں اپنی اس عادت کی وجہ سے یہی رویہ وہ اپنے گھر کے ہر کام کے سلسلے میں رکھنے کے لئے مجبور ہوں گی۔

مثلاً تولیہ کھونٹی سے اتارا منہ صاف کیا، مگر اب طبیعت کی کسل مندی اس کی بالکل اجازت نہ دے گی کہ وہ اسے دوبارہ اس کی جگہ پہنچائیں۔ چارپائی پر یا فرش پر ڈال دیں گی، اور اس طرح چیزیں اپنی جگہ سے ہٹتی رہیں گی اور دوسری جگہوں پر ڈھیر لگتا رہے گا، اور گھر کی وہ شکل ہو جائے گی جس کا نقشہ میں اوپر کھینچ چکا ہوں۔

اس سستی اور بے توجہی کی وجہ سے کام کم نہیں ہوتا، بڑھ جاتا ہے، اب ضرورت سے زیادہ محنت کرنی پڑتی ہے، آپ کو اب اگر تولئے کی تلاش ہوگی تو جا بجا پلنگوں اور صندوقوں پر کپڑے کے ڈھیروں کو الٹنا پڑے گا، اس طویل عمل سے ایک طرف آپ کا وقت ضائع ہوگا اور دوسری طرف آپ کے مزاج میں چڑچڑا پن پیدا ہو جائے گا۔

انصاف کیجئے! کہ تحمل اور بربادی سے محروم ایسی خاتون اپنے شوہر کے ساتھ کیوں خوش مزاجی سے پیش آسکے گی، ایسے طور طریقے تو تلخیوں میں اور بھی زیادہ اضافہ کرتے ہیں، مثلاً شوہر کو فوراً کام سے باہر جانا ہے، قمیض میں ایک بھی بٹن نہیں ہے، وہ مطالبہ کرتا کہ بٹن ٹانک دو، بیوی سوئی دھاگے کی تلاش میں لگ جاتی ہیں، مگر سارا گھر چھان مارنے کے باوجود کامیابی نہیں ہوتی...... آپ ہی انصاف کیجئے کہ ایسی عجلت میں شوہر کا عالم کیا ہوگا؟۔

وہ بھی بدمزاج ہو جائے گا یا نہیں؟......

شاید آپ کو یہ مثال پسند نہ آئی ہو، آیئے دوسرے رخ سے جائزہ لیں۔

پلنگوں پر کباڑ کے ڈھیر لگے ہوئے ہیں، شوہر دفتر سے کام پر سے تھکا ہوا آتا ہے، ذرا دیر آرام کرنا چاہتا ہے، مگر حالت یہ ہے کہ جب تک اچھی خاصی محنت پلنگ صاف کرنے کے لئے نہیں کرتا جگہ نہیں ملتی، اب آپ ہی بتایئے کہ وہ اپنے جذبات پر قابو رکھے گا؟۔

شاید یہ مثال بھی پسند نہ آئی ہو تو اب یوں دیکھئے۔

اس گھر میں چند مہمان آجاتے ہیں، جلدی جلدی پورے گھر کی صفائی کرنی پڑتی ہے، جان ہلکی ہو جاتی ہے مہمان و میزبان دونوں ایسی صورت میں کس طرح ایک دوسرے کے ساتھ پیش آئیں گے؟...... اس بیان سے بہت ممکن ہے کہ آپ میرا مدعا سمجھ گئی ہوں کہ بد سلیقگی کو میں کیوں آپ کے تعلقات کے لئے مضر خیال کرتا ہوں، میری نگاہ میں تو یہ فساد صرف یہیں محدود نہیں رہتا بلکہ زندگی کے دوسرے معاملات کو بھی متاثر کرتا ہے۔

قابل احترام بہن! ایک اصول ذہن میں رکھنا ہے کہ استعمال کی ہر چیز اس کی مقررہ جگہ پر ہو۔ (بحوالہ چیدہ چیدہ گھریلو جھگڑے اور ان کا حل)

اخراجات کو نظم اور ترتیب دیجئے:

روزمرہ خرچ کو لے لیجئے...... بدسلیقگی اور بے ترتیبی سے جب بھی چیزوں کو رکھا جائے گا یا استعمال کیا جائے گا تو ضائع زیادہ ہوں گی، مثلاً صابن ہی کو لے لیجئے، استعمال کرنے کے بعد اگر آپ نے صحن میں گھڑونچی کے پاس ڈال دیا تو بچے پانی میں گھول گھول کر ختم کر دیں گے، یا دھوپ میں پگھل کر اتنا ملائم ہو جائے گا ایک بار کے استعمال میں چوگنا

صرف ہو جائے گا، اسی طرح اور دوسری چیزوں کا معاملہ بھی ہے جی ہاں! اب آپ ذرا سوچئے کہ جب چیزیں ضرورت سے زیادہ خرچ ہوں گی تو کیا خرچ پر اثر نہ پڑے گا؟...... اخراجات میں تنگی نہ ہو جائے گی؟ اور جہاں خرچ میں زیادتی اور آمدنی میں کمی ہوئی، یقیناً آپ کے تعلقات کی خوشگواری میں بھی کمی آجائے گی۔

اخراجات کی تنگی اکثر اوقات اچھے تعلقات کو خراب کر دیتی ہے، جب بوجھ بڑھ جاتا اور طاقت کم ہوتی ہے تو تحمل بھی جواب دے جاتا ہے، شوہر بدمزاج ہو جاتا ہے، آخر کہاں سے اتنا کما کر لائے کہ گھر کے نت نئے مطالبات کو پورا کرے، بیوی چڑچڑی ہو جاتی ہے کہ گھر کے اتنے بڑے کارخانے کو کیونکر اتنے تھوڑے سے پیسوں میں چلائے، انجام کیا ہوگا؟ ظاہر ہے!......کشیدگی۔

میری بہن! بجلی، پانی، گیس اور دیگر بے شمار سہولیات ہیں جو ہمیں ملی ہوئی ہیں ان کا درست استعمال، انہیں ضائع ہونے سے بچانا بھی بہت سی خیر اور ترتیب لے آتا ہے۔ اس لئے شوہر کی لائی ہوئی ہر چیز کی قدر کیجئے! اسے ضائع ہونے سے بچائیے!

قرآن کریم میں ارشاد ہے:

"ان شکرتم لا زید نکم" (القرآن)

"تم نعمتوں کی قدر دانی کرو گے تو تمہاری نعمتوں کو اور زیادہ بڑھا دوں گا"

میری بہن! ان نعمتوں میں سے سب سے بڑی نعمت وقت ہے اس کی قدر کیجئے! اسے ضائع ہونے سے بچائیے! کبھی ناکامی نہ ہوگی، ہر کام اپنے وقت پر مکمل ہوگا تو پریشانی نہ ہوگی اور زندگی خوشیوں سے بھری رہے گی، آپس میں تکرار تک نوبت نہ پہنچے گی اس وقت کی قدر کا سب سے پہلا اصول ہے کہ صبح سویرے اٹھیں۔ رات کو جلدی سو جائیں نماز، تلاوت کے لئے بھی وقت نکالیں۔

صبح سویرے، کام شروع کر دیجئے:

حضور اقدس ﷺ کی طرف سے صبح سویرے جلدی کام شروع کرنے کی تاکید ملتی

ہے۔ (اسوہ رسول اکرم ﷺ)

یہ قوموں کی ترقی کا راز ہے، جن قوموں نے اس راز کو پالیا آج وہی قومیں حکمران اور غالب ہیں۔

قابلِ احترام بہن! جلد اٹھیے اور رات کو سوچے گئے کاموں کو ترتیب سے کرتے جائیے! اس کے لئے ضروری ہے کہ زندگی کے ہر کام کی ترتیب آپ کے دماغ میں ہو۔ اور وہ جب ہی ہوسکتی ہے کہ ہر کام کو ایک مقررہ وقت پر کریں۔

ہر کام کے لیے وقت مقرر کیجئے:

اکثر اوقات ہمارے گھرانوں میں بدنظمی ہوتی ہے، صبح اٹھنے کا کوئی وقت نہیں، ناشتے کا کوئی وقت نہیں، کام کا کوئی وقت نہیں، گھر کی صفائی کا کوئی وقت نہیں، آرام اور سونے کا کوئی وقت نہیں، غرض کسی کام کیلئے کوئی خاص وقت نہیں ہے، جب جی چاہا سو گئے اور جب تک جی چاہا سوتے رہے، سہیلیوں سے گفتگو کا سلسلہ شروع ہوگیا تو سارا دن اسی کی نذر ہوگیا، دو دو تین تین دن تک گھر کی صفائی کی طرف توجہ نہ ہوئی، اور ایک دن خیال آیا تو سارا دن اسی میں صرف ہوگیا۔

اس طرح جب بھی کام کیا جائے گا تو ایک کام کی وجہ سے دوسرا کام متاثر ہوگا، پھر خاص طور سے متاثر ہونے والا کام جب غیر معمولی طور پر اہم ہوگا تو دونوں طرف لپکنے سے جان عذاب میں پڑ جائے گی، مثلاً گھر کی صفائی کے دوران کھانے کا وقت آ گیا، اب کیا ہو؟ صفائی چھوڑتی ہے تو کمرے کا سارا سامان الجھا پڑا رہ جاتا ہے اور کھانے کی فکر نہیں کرتی ہیں، تو بچے بری طرح پریشان کرتے ہیں اور ایک قدم آگے بڑھنے نہیں دیتے، ایسی کیفیت جب بھی پیدا ہوتی ہے تو بدنظمی کی طرف دھیان نہیں جاتا، کام کی زیادتی کا رونا البتہ رویا جانے لگتا ہے، سوال یہ ہے کہ کیا آپ اپنی روزمرہ زندگی میں ان چھوٹے چھوٹے کاموں کے لیے پابندی کے ساتھ وقت نکالتی رہی ہیں؟ اور انہیں انجام دیتی رہی ہیں؟

اگر ایسا نہیں کرتیں تو ظاہر ہے کہ ہر کام پہاڑ بن جائے گا، جس سے آپ چند منٹوں میں روزانہ نپٹ سکتی ہیں، وہ کئی دنوں کے بعد پورے ایک دن کا کام بن جائے گا، اور پھر

تصور کیجئے کہ اس بے ڈھنگے انداز میں گھر داری کرنے والی خاتون کب اپنے گھر والوں کو اور خاص طور پر شوہر کو خوش رکھ سکے گی، جو گھر آنے کے بعد ایک صاف ستھری فضا کا خواستگار ہوتا ہے، اور وہ اسے نصیب نہیں ہوتی، آپ اس کے سامنے وقت کی قلت اور کام کی بہتات کا رونا روتی ہیں مگر جب وہ دوسرے سگھڑ گھرانوں کا خیال کرتا ہے، تو آپ کی شکایت اسے قطعاً معقول نہیں معلوم ہوتی، آپ اسی کے فیصلے کو زیادتی قرار دیتی ہیں اور وہ آپ کی مجبوری کو بہانہ تصور کرنے لگتا ہے اور وہی بات پیدا ہو جاتی ہے جو آپ نہیں چاہتیں، یعنی باہم کشیدگی، حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ قصوروار دونوں میں سے کوئی بھی نہیں ہے اور دونوں ہیں بھی۔

بیوی اس لیے کہ وہ گھر کی مالکہ تو بن بیٹھی لیکن گھر داری سے نابلد رہی، شوہر اس لئے کہ وہ اس کی خامیوں کا ہمدردی کے ساتھ علاج نہیں کرتا، الٹا دل برداشتہ ہو جاتا ہے۔ بہر حال نوعیت جو کچھ بھی ہو، پہلے خود آپ اپنی اصلاح کی طرف مائل ہوں، اس کی آسان ترکیب یہ ہے کہ روزمرہ کے کاموں کا خاکہ بنائیے، اس کے مطابق اپنے کاموں کو انجام دیجئے۔

مثلاً روز صبح گھر کی صفائی، بچوں کی دیکھ بھال، ان کو سنوارنا، ناشتہ، کھانے کی تیاری وغیرہ، کسی کام کو آئندہ کے لیے نہ ٹالئے، خواہ آپ کا دل کتنا ہی زور مارے، جب اس طرح آپ اپنی عادت ڈال لیں گی، تو آپ دیکھیں گی کہ اپ کے پاس نماز، آرام، تلاوت اور مطالعہ، یا کشیدہ کاری اور سلائی کے لیے وقت بچا ہوا ہے۔

(بحوالہ چیدہ چیدہ گھریلو جھگڑے اور ان کا حل)

ایک برگزیدہ خاتون کی کچھ اچھی نصیحتیں:

گھر کے کام خود ہی کرنے چاہئیں اور سچی بات ہے تسلی بھی اپنے ہاتھ سے کام کرنے میں ہوتی ہے لیکن خاندان کی ضروریات ے پیش نظر کبھی خادماؤں سے کام لینا پڑتا ہے، کام کروانے کا ایک ڈھنگ ہے، جس کے متعلق ہم ایک عاملہ باعمل انتہائی کامیاب زندگی گزارنی والی خاتون، خیر النساء بہتر صاحبہ رحمۃ اللہ علیہا کی ایک تحریر آپ کے مطالعہ میں لانے کی سعادت حاصل کر رہے ہیں۔

ملازموں سے برتاؤ:

محترمہ بہتر صاحبہ لکھتی ہیں تمہیں معلوم ہے کہ مامائیں بڑی مشکل سے ملتی ہیں، ابھی تو خیر آگے چل کر اور بھی دشواری سے ملیں گی، اگر ملیں بھی تو روز کے یہی جھگڑے رہیں گے، لڑ کر چل دیں گی۔

اس لیے دل جلانے سے، ہاتھ کا جلانا بہتر ہے۔

تم خود ہی کام کرنے کی عادت ڈالو، یا مامائیں رکھو تو ان کو منہ نہ لگاؤ ورنہ مقابلہ کرنے لگیں گی، ان کا دل ہاتھ میں لے لو اور نرمی سے کام لو، ہر قصور پر لعنت ملامت نہ کرو، کچھ کچھ تم بھی مدد دیتی رہو، ضرورت کے وقت بے کار کام نہ لو جب وقت پر کام نہ ہوگا، تو برا کہو گی تو الٹے تمہیں کو وہ تھپڑ لگائیں گی، پھر تمہاری کیا رہ جائے گی۔

ہر وقت عیب جوئی نہ کرو، اگر تمہیں منظور ہے کہ کام بھی وقت پر ہوتا رہے اور کوئی چیز بھی ضائع نہ ہو تو نگرانی کے لیے موقع پر بیٹھ جاؤ، کچھ ہانڈی بھی دیکھتی جاؤ مگر یہ ظاہر نہ ہو کہ تم اس غرض سے بیٹھی ہو کہ یہ کھا نہ لیں بلکہ یہ خیال ہو کہ تم ہاتھ بٹانے کے لیے بیٹھی ہو، نمک وغیرہ تم بھی چکھتی رہو کہ شاید تمہارے مردوں کے نزدیک ٹھیک نہ ہو۔

اپنے مردوں کی ہانڈی تم خود پکاؤ، جب تم دیکھ بھال کرتی رہو گی، تو ان کے چلے جانے پر بھی تم کو تکلیف نہ ہوگی تم بلا تکلف کر سکتی ہو، ماماؤں کو ماہ بماہ تنخواہ دیتی رہو اور جنس بھی تلواتی رہو، غرض ان کا ادھار سر پر نہ رکھو، فرض کرو کہ اگر وہ ایک دم سے کھڑی ہو گئیں کہ بی بی ہم نہ رہیں گے، تو اس وقت تمہیں سب یکمشت دینا پڑے گا، اگر وقت پر نہ دے سکیں، تو سر نیچا ہوگا اور یہ جگہ جگہ کہتی پھریں گی۔

اس وقت کی ماماؤں کا عام قاعدہ ہے کہ یہ کہہ کر ڈراتی ہیں کہ ہمارا دے دو ہم چلی جائیں، یہ سمجھ کر اس وقت یہ دے سکتی نہیں، اگر دے دو، تو فوراً ٹھہر جائیں گی، اس کا تجربہ میں کر چکی ہوں، معاملہ صاف رکھو، کہ وقت پر تمہیں تکلیف نہ ہو۔

بعض بیبیاں کہتی ہیں کہ جب خدا دے تو زحمت کیوں اٹھائیں؟ میں پوچھتی ہوں کہ اگر ماہانہ ملے اور تمہیں بھی پکانا نہ آئے تو کیا کرو گی، ناچار کرنا پڑے گا، اگر پکایا بھی اور

خواہش کے موافق نہ ہوا، تو اس وقت ذلیل ہو گی، تم تو کھا سکتی ہو مگر مرد کیونکر برداشت کر سکیں گے، پھر سوائے ندامت کے اور کیا ہو گا؟ اس لیے ہر کام کی عادت ڈالنا چاہیے، کسی وقت بیکار نہ ہو، ہر طرح سے مردوں کو آرام پہنچاتی رہو، اکثر بیکار رہنے والوں کو دیکھا ہے سات آٹھ بجے تک سوتے رہتے ہیں، اگر کوئی کرنے والا ہو تو خیر!، ورنہ اکثر مرد خود کر لیتے ہیں، کس قدر شرم کی بات ہے کہ بی بی صاحبہ لیٹی یا بیٹھی ہیں اور مرد پریشان پھرتے ہیں۔

اے بچیو! ایسی نالائق طبیعت نہ رکھو اپنا گھر سمجھو، تمہارے بڑے تمہارا ہاتھ بٹانے والے کب تک تمہارا ساتھ دیں گے، وہ تمہیں آرام پہنچا چکے، اب تم انہیں آرام پہنچاؤ، بہو بیٹیاں اس دن کے لیے ہی تو ہوتی ہیں، تم نہ کرو گی تو کوئی دوسرا کرنے آئے گا؟

اب تم اپنا گھر دیکھو، ماماؤں کی مدد کرنے سے کچھ خادم نہ ہو جاؤ گی، تمہاری وہی عزت رہے گی اگر تمہاری آمدنی میں اتنی گنجائش ہے کہ تم ماما رکھ سکتی ہو تو ضرور رکھو، ورنہ یہ امارت چل نہیں سکتی کہ ماما ضرور ہو، ماہ بہ ماہ تنخواہ دے سکو یا نہ دے سکو، منتظم بیبیاں خود کرتی ہیں اور ماما رکھ کر پریشان ہونا نہیں چاہتیں۔'' یہ یاد رہے، کہ ماماؤں سے آرام بھی تکلیف بھی ہے، اسی وجہ سے وہ خود کرنا پسند کرتی ہیں، اگر تم خود کپڑے سیو گی، لڑکوں کو تم سنبھالو گی، کھانا پکاؤ گی، تو تمہارا کس قدر روپیہ بچے گا اور کتنے کام نکلیں گے اور جو خوبیاں حاصل ہوں گی، تم خود سمجھو گی، مرد تمہیں عزت کی نگاہ سے دیکھیں گے، تمہیں کرتے دیکھ کر پھر تمہاری اولاد بھی اور گھر کے جتنے شرکت میں ہیں وہ بھی مدد دیں گے، ہر کام آسانی سے ہو جائے گا، وہ بھی جو ہوشیار نہ ہوں گے، ہو جائیں گے، پھر تمہیں الگ سکھانے کی ضرورت نہ رہے گی۔

قابل صد احترام خاتون مکرم! گھر کے انتظام وانصرام کے متعلق کچھ تجربے کی باتیں آپ نے پڑھیں، انہیں یاد رکھیئے! آپ کو کام آئیں گی۔

ذمہ داری نمبر......۲۴

﴿شوہر کی دلجوئی کیجئے﴾

زندگی میں پیش آمدہ بہت سے مسائل کا بوجھ مرد کے کندھوں پر ہوتا ہے، خاندان کے اخراجات کو جس طرح بھی ممکن ہو پورا کرنا مرد کی ذمہ داری ہے، گھر سے باہر اسے سینکڑوں قسم کی مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے کبھی باس کی ڈانٹ پھٹکار سننا پڑتی ہے، کبھی اپنے ساتھیوں کی اذیت رسانی کا شکار ہونا پڑتا ہے۔

ممکن ہے اس کے مطالبات وصول نہ ہوئے ہوں۔

ممکن ہے چیک یا ڈرافٹ کیش نہ ہو سکے۔

ممکن ہے اسے کساد بازاری کا سامنا ہو اور آمدنی کم ہو۔

ممکن ہے وہ زندگی میں اپنے لیے کوئی مناسب مقام حاصل نہ کر سکا ہو، مرد کی ایک دو پریشانیاں نہیں ہوتی، روزمرہ زندگی میں گوناگوں حادثات کا سامنا برابر کرنا پڑتا ہے، کم ہی ایسا اتفاق ہوتا ہے کہ کوئی پریشانی نہ آ کھڑی ہو، ان ہی اسباب کی بنا پر مردوں کی عمر عموماً عورتوں سے کم ہوتی ہے آخر ایک انسان کے اعصاب، فکروں اور پرشانیوں کو کب تک اور کس حد تک برداشت کر سکتے ہیں؟

ایسے موقعہ پر آپ کا یہ برتاؤ کہ آپ اسے اپنے ''سرتاج'' کا مقام دے رہی ہیں اور آمدن کے متعلق کہہ رہی ہیں کہ ہم تھوڑا کھالیں گے، کم قیمت پہن لیں گے، آپ پریشان نہ ہوں تو یہ سن کر وہ زندگی کو بڑا آسان سمجھے گا۔

ہمارے نبی ﷺ نے ایسے مواقع کے لیے بھی فرمایا کہ:

''بشرو ولا تنفرو یسرو ولا تعسرو''

(بحوالہ بخاری ومسلم)

''خوشی کی بات کہو نفرت کی بات نہ کہو، آسان معاملات دکھاؤ مشکل منظر نہ پیش کرو''

ایسے موقعوں پر انسان کو شدت سے اس بات کی ضرورت ہوتی ہے کہ کوئی دلدار اور مہربان ہستی اس کی دلجوئی کرے اور اس کی روح اور اعصاب کو تقویت پہنچائے۔

خاتون محترم! آپ کے شوہر کا کوئی غمخوار نہیں ہے وہ تنہائی کا احساس کرتا ہے، باہر کی مشکلات سے فراغت حاصل کر کے اپنے گھر میں آپ کے پاس پناہ حاصل کرنا چاہتا ہے، اسے آپ کی دلجوئی اور تسلی کی ضرورت ہے، اگر کسی دن وہ پریشان حال اور رنجیدہ وملول گھر میں داخل ہوتا ہے تو اسے ہر روز سے زیادہ آپ کی توجہ کی ضرورت ہے، آپ کو چاہیے آپ جلدی سے اس کے آرام کرنے، کھانے یا چائے وغیرہ کا انتظام کریں، ایسے موقع پر دوسرے موضوعات پر بالکل بات نہ کریں، نہ کسی بات پر نکتہ چینی کریں، نہ فرمائش کریں، اس سے اپنی پریشانیوں اور دردِ دل کی شکایت نہ کریں۔

اسے موقع دیجیے کہ کچھ دیر آرام کرلے، اگر بھوکا ہے تو اس کا پیٹ بھر جائے، اگر گرمی لگ رہی ہے تو حواس بحال ہو جائیں اور جب اس کی تھکن دور ہو جائے اور اس کے اعصاب ٹھکانے آجائیں تب محبت بھرے لہجے میں اس کی پریشانی کا سبب دریافت کیجیے اور اگر وہ اپنا دردِ دل بیان کرنا شروع کرتا ہے تو اسے غور سے سنئے، بے جا نہ سنئے۔

بلکہ اس کی پریشانیوں کو سن کر اظہار افسوس کیجیے، اور اپنے رویے سے یہ ظاہر کیجیے کہ اس کی پریشانیوں کو سن کر آپ کو اس سے زیادہ رنج پہنچا ہے، محبت ودلداری کا اظہار کر کے اس کے زخموں پر مرہم رکھیے، نرمی اور ملائمت سے اس کی دلجوئی کیجیے، اس موضوع کو اس کے سامنے معمولی اور حقیر ظاہر کیجیے۔ اور مشکل کو حل کرنے میں اس کی ہمت افزائی کیجیے۔ آپ کا اپنا ایثار آپ کے لیے بھی مفید ہے ادھر شوہر کی زندگی کو حوصلہ ملے گا، آپ کے محبت بھرے الفاظ رس گھولیں گے، جس کی چاشنی وہ آپ کی عدم موجودگی میں بھی محسوس کریں گے۔

صبر کی آیات واحادیث پڑھ لیجیے! یہ آپ کو ہر موڑ پر کام آئیں گی، حدیثیں سنا کر اس سے کہیے کہ اس قسم کے حادثے تو زندگی کا لازمی حصہ ہیں اور ہر شخص کو پیش آتے ہیں، صبر و استقامت کے ذریعے ان مشکلات پر غلبہ حاصل کیا جاسکتا ہے، البتہ شرط یہ ہے کہ انسان خود

ہمت نہ ہار جائے، دراصل ایسے ہی موقعوں پر انسان کی شخصیت اور مردانگی ظاہر ہوتی ہے، پریشان ہونے کی بجائے صبر اور ہمت سے کام لیا جائے تو مشکل آسانی سے حل ہو جاتی ہے۔

اگر آپ کے شوہر کو رہنمائی کی ضرورت ہے اور اگر اس کے حل کی کوئی صورت آپ کی نظر میں ہے تو اس کی رہنمائی کیجئے، اور اگر کوئی صحیح راہِ حل آپ کے سامنے نہیں، تو اسے رائے دیجئے، کہ اپنے کسی خیر خواہ دوست یا رشتہ دار سے مشورہ کرے۔

خاتونِ محترم! آپ کے شوہر کو مشکلات اور پریشانیوں کے موقع پر آپ کی دلجوئی اور تسلی کی ضرورت ہوتی ہے، آپ کو اس کی مدد کرنی چاہیے، ایک مہربان نرس بلکہ ایک ہمدرد ماہر نفسیات کی مانند ایسے موقعے پر آپ کو اس کی دلجوئی کرنا چاہیے بلکہ اس سے بڑھ کر عرض کروں'' کہ اپنی شخصیت کو منظم و مستحکم کیجئے! اور شوہر کی نگہداشت کیجئے۔

جی ہاں! ایک نرس یا نفسیانی ڈاکٹر، بھلا ایک فدا کار بیوی کی طرح دیکھ بھال کر سکتا ہے؟ آپ کو اپنی طاقت کا اندازہ نہیں کہ آپ کی مہربانیاں، تشفی اور تسلی آپ کے شوہر کی روح پر کیا جادو کا سا اثر ڈال سکتی ہیں، اس کے دل اور اعصاب کو سکون مل جاتا ہے، زندگی سے اس کی دلچسپی بڑھ جاتی ہے، مشکلات سے نبرد آزما ہونے کے لیے وہ تیار ہو جاتا ہے اور اسے اندازہ ہو جاتا ہے کہ اس دنیا میں وہ بے کس اور تنہا نہیں ہے، آپ کی وفاداری اور دلجوئی اس میں اعتماد اور یقین پیدا کر دیتے ہیں، یہ چیزیں اسے آپ کا دوست اور عاشق بنا دیتی ہیں، آپ کی ازدواجی زندگی مستحکم و پائیدار ہو جاتی ہے ورنہ اللہ تعالیٰ بھی ناراض اور مخلوق خدا بھی ناراض۔

ذمہ داری نمبر......۲۵

﴿شوہر کے بارے میں بدگمانی سے بچیئے﴾

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

''ان بعض الظن اثم'' (القرآن)

''بلاشبہ بعض گمان گناہ ہیں''

بیوی اگر اپنے شوہر کی معمولی سی نگرانی کرتی رہے، تو بری بات نہیں لیکن، اس حد تک نہیں کہ بدگمانی اور شک اپنی انتہاء پر پہنچ جائیں۔

بدگمانی ایک لا علاج اور خانماں سوز مرض ہے:

بیشک بدگمانی ایک لا علاج اور خانماں سوز مرض ہے، افسوس بعض عورتیں بلکہ کہنا چاہیے بڑی تعداد میں عورتیں اس مرض میں مبتلا ہوتی ہیں، ایک شکی عورت سوچتی ہے کہ'' اس کا شوہر جائز یا ناجائز طور پر اس سے خیانت کر رہا ہے۔

وہ فلاں عورت سے ملتا ہے اس سے شادی کرنا چاہتا ہے، اپنی سکیٹری سے اس کے تعلقات ہیں، فلاں لڑکی سے عشق کرتا ہے۔

چونکہ گھر دیر سے آتا ہے یقیناً عیاشی کرنے جاتا ہے۔

چونکہ فلاں عورت سے بات کر رہا تھا اس پر اس کی نظر ہے۔

فلاں عورت نے سلام کیا تھا، یقیناً آپس میں تعلقات ہیں۔

چونکہ فلاں بیوہ اور اس کے بچوں پر احسان کرتا ہے، ضرور اس سے شادی کرنا چاہتا ہے۔

چونکہ اس کی کار میں ہئیر پن ملا ہے، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ، اپنی محبوبہ کو سیر کرانے کے لیے لے گیا تھا۔

فلاں عورت نے اس کو خط لکھا ہے، شاید، وہ اس کی بیوی ہے۔

فلاں لڑکی اس کی تعریف کر رہی تھی کہ خوش اخلاق اور اسماٹ آدمی ہے، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ ایک دوسرے کو پسند کرتے ہیں۔

چونکہ اپنے خط پڑھنے کی اجازت نہیں دیتا یقیناً، عاشقانہ خطوط ہوتے ہوں گے۔

چونکہ مجھ سے کم بات چیت کرتا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کی کوئی محبوبہ ہے، مجھ سے جھوٹ بولتا ہے، دھوکے باز ہے۔

چونکہ قسمت کا حال بتانے والے رسالے میں میرے شوہر کے ستارے کے متعلق لکھا تھا اس مہینے میں پیدا ہونے والے کا وقت اچھا گزرے گا، لہٰذا دوسری شادی کرنا چاہتا ہے۔

چونکہ میری دوست نے بتایا تھا کہ تمہارا شوہر فلاں کے گھر گیا تھا یقیناً وہاں کوئی عورت ہوگی۔

چونکہ فلاں دیکھنے والے نے بتایا تھا کہ ایک سنہری بالوں، سیاہ آنکھوں اور لمبے قد کی عورت تمہارے ساتھ دشمنی کر رہی ہے یقیناً وہ میری سوت ہوگی''

قابل احترام بہن! شکوک وشبہات اور بدظنی کی وجہ سے ہزاروں گھر اجڑے اور اجڑ رہے ہیں، خدانخوستہ آپ کا گمان درست نکلا اور واقعی کہیں ایسا ہے، تو رونے دھونے اور شور ،شرابے سے مسئلہ حل نہیں ہوگا۔

صبر وہمت سے کام لیجئے! اور اپنے طرز عمل اور روزمرہ کی خدمات میں کچھ تبدیلی کیجئے اور غور کیجئے کہ آپ سے کیا حق تلفی ہوئی ہے، جس کی سزا آپ کو مل رہی ہے۔ یقین جانئے! آج نہیں تو کل جیت آپ کی ہی ہے، انشاء اللہ۔

شکی مزاج خواتین کی خدمت میں چند گزارشات:

قابل احترام بہن! آپ کے شوہر کی خیانت کا مسئلہ دوسرے تمام موضوعات کی مانند ثبوت و دلائل کا محتاج ہے، اس کی خیانت جب تک قطعی طور پر ثابت نہ ہو جائے شرعی اور اصولی طور پر آپ کو اسے مورد الزام ٹھہرانے کا حق نہیں ہے، کیا یہ مناسب ہوگا کہ صرف ایک شبے میں کسی بے گناہ انسان پر تہمت لگا دی جائے ''اگر دلیل اور ثبوت کے بغیر کوئی آپ پر الزام لگائے'' تو کیا آپ ناراض نہ ہوں گی؟۔

خداوند بزرگ و برتر قرآن مجید میں فرماتے ہیں:

" یایھا الذین آمنوا اجتنبوا کثیراً من الظن" (سورۃ حجرات)

''اے ایمان والو! بہت سی بدگمانیوں سے پرہیز کرو، کیونکہ بعض بدگمانیاں گناہ ہوتی ہیں''

حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے: ''جو شخص کسی مومن مرد یا مومن عورت پر تہمت لگائے خداوند عالم قیامت کے دن اس کو آگ میں ڈال دے گا تا کہ اپنے اعمال کی سزا پائے'' (بحوالہ خواتین انسائیکلوپیڈیا)

خاتون گرامی! نادانی، جلد بازی، فضول خیالات سے اپنا دامن بچائیے، متین اور عاقلہ بنئے، جس وقت آپ رنجیدہ اور غصے میں نہ ہوں، تنہائی میں ٹھنڈے دل سے اپنے

شوہر کی خیانت کے قرائن وشواہد پر غور کیجئے۔

بلکہ ایک کاغذ پر نوٹ کر لیجئے اس کے بعد اس جھگڑے کے اسباب اور احتمالات کو اس کے برابر میں لکھ لیجئے۔

پھر ایک انصاف پرور اور عادل قاضی کی مانند غور کیجئے'' کہ یہ دلائل کس حد تک صحیح ہیں'' اگر قابل یقین نہیں ہیں '' تو بھی کوئی بات نہیں'' تحقیق کیجئے، لیکن اس بات کو مسلم اور قطعی نہ سمجھ لیجئے اور بے دلیل بدگمانیوں کے سبب خود اپنی اور اپنے شوہر کی زندگی کو تلخ نہ بنائیے، مثلاً کار میں سر کے ایک کلپ یا پن کے پائے جانے کی مختلف وجوہات ہوسکتی ہیں۔

آپ کے شوہر کے محرم رشتہ داروں مثلاً بہن، بھانجی، بھتیجی، پھوپھی، خالہ وغیرہ میں سے ممکن ہے کوئی کار میں بیٹھا ہو اور یہ کلپ اسی کا ہو۔

شاید آپ ہی کا ہو اور پہلے جب آپ کار میں بیٹھی ہوں اس وقت گر گیا ہو۔

ہوسکتا ہے کہ آپ کے شوہر اپنے کسی دوست یا اپنے ملنے والے کو جو اپنی بیوی کے ساتھ کار میں بٹھایا ہو اور یہ کلپ اس کے دوست کی بیوی کا ہوسکتا ہے۔

کسی مصیبت زدہ عورت کو اس کے گھر پہنچا دیا ہو۔

شاید کسی دشمن نے عمداً کلپ کو کار میں ڈال دیا ہو، تا کہ آپ کو شک میں مبتلا کر کے آپ کی بدبختی کے اسباب فراہم کرے۔

شاید اپنے ساتھ کام کرنے والی کسی خاتون کو بٹھایا ہو اور کلپ اس کا ہو۔

اور یہ احتمال بھی ہے کہ اپنی محبوبہ کو کار میں بٹھا کر عیاشی کرنے گیا ہو، لیکن یہ احتمال دوسرے احتمالات کے مقابلے میں بعید معلوم ہوتا ہے۔

بہرحال! اس بات کے متعلق صرف قیاس آرائی کی جاسکتی ہے لیکن اور تمام امکانات کو نظر انداز کر کے اس چیز کو مسلمہ حقیقت نہیں سمجھ لینا چاہیے اور ہنگامہ برپا نہیں کر دینا چاہئے اگر آپ کا شوہر دیر سے گھر آتا ہے تو یہ اس کی خیانت کی دلیل نہیں ہوسکتی شاید اوورٹائم کرتا ہو، کوئی ضروری کام درپیش ہو یا اپنے کس دوست یا رشتہ دار یا دفتر کے ساتھی کے گھر چلا گیا ہو، علمی یا مذہبی جلسے میں شرکت کرنے گیا ہو یا یوں ہی گھومنے گیا ہو، جس کے سبب دیر سے

گھر آیا ہو۔

اگر کوئی عورت آپ کے شوہر کی تعریف کرتی ہے اور اس کو خوبرو، جوان کہتی ہے تو اس میں اس کا کیا قصور ہے؟ خوش اخلاقی کو خیانت کی دلیل نہیں کہا جا سکتا، اگر وہ بد اخلاق ہوتا تو کوئی اس کے پاس نہ آتا، کیا آپ اس سے یہ توقع رکھتی ہیں کہ بد اخلاقی کا مظاہرہ کرے اور سب اس کو بد مزاج سمجھیں اور اس سے کوسوں دور بھاگیں؟ اگر کسی بیوہ اور اس کے یتیم بچوں کے ساتھ رحم دلی کا برتاؤ کرتا ہے، تو اس کو اس کی خیانت کی دلیل نہیں کہا جا سکتا، شاید از راہِ ہمدردی اور خدا کی خوشنودی کی خاطر غریبوں اور مسکینوں کی مدد کرتا ہو۔

اگر آپ کے شوہر کی کوئی مخصوص الماری یا دراز ہو یا اپنے خطوط پڑھنے کی اجازت نہ دیتا ہو، تو اسے بھی خیانت سے تعبیر نہیں کیا جا سکتا، بہت سے مرد اپنے رازوں کو ذاتی طور پر پوشیدہ رکھتے ہیں اور پسند نہیں کرتے کہ ان کے امور سے کوئی باخبر ہو، ممکن ہے ان کے کام کی نوعیت اس قسم کی ہو، جس میں کچھ چیزوں کو نہایت طریقے سے رکھنا ضروری ہو، اور وہ سمجھتا ہو، کہ آپ رازوں کو مخفی نہ رکھ سکیں گی۔

تیسری بات یہ کہ اپنے شک وشبہ کا اظہار ہر کسی کے سامنے نہ کیجئے'' کیوں کہ ان میں آپ کے دشمن یا ایسے لوگ ہو سکتے ہیں، جو آپ سے حسد کرتے ہوں، لہٰذا وہ آپ کی بات کی تائید کر کے اس میں کچھ اور حاشیہ آرائی کر دیں گے'' تا کہ آپ کی زندگی میں تلاطم پیدا ہو جائے، یا ہو سکتا ہے کہ جس کے سامنے آپ بیان کریں ''وہ آپ کا دشمن نہ ہو'' لیکن نادان، نا تجربہ کار اور ہر بات پر فوراً یقین کر لینے والا ہو اور ہمدری کے خیال سے آپ کی '' ہاں میں ہاں'' ملائے بلکہ اور کچھ فضول باتوں کا اضافہ کر کے آپ کے ذہن کو پریشان کر دے، لہٰذا مناسب نہیں کہ آپ نادان اور نا تجربہ کار لوگوں سے مشورہ لیں حتیٰ کہ اپنی ماں، بہنوں اور عزیزوں سے بھی نہ کہیں، البتہ اگر آپ ضروری سمجھیں تو اس کام کے لیے اپنے کسی عقلمند، تجربہ کار، ہوشیار اور خیر خواہ دوست کا انتخاب کریں اور اسے ساری بات بتا کر اس سے مشورہ لیں۔

چوتھی بات یہ ہے کہ اگر شواہد و دلائل کے ذریعے آپ کے شوہر کی خیانت ثابت نہ وہ

سکے اور آپ کے عزیز واقارب اور دوستوں نے بھی تصدیق کر دی ہو کہ ان دلائل کے ذریعے آپ کے شوہر کی خیانت ثابت نہیں ہوتی اور وہ بے گناہ ہے، نیز آپ کے شوہر بھی ثبوت و دلائل کے ذریعے اور قسمیں کھا کر اپنی بے گناہی کا یقین دلائیں، لیکن اس کے باوجود آپ کی بدگمانی اور شک وشبہ دور نہیں ہوتا، تو یقین کیجئے'' کہ آپ بیمار ہیں اور آپ کا یہ وہم نفسیاتی اور اعصابی مرض کا نتیجہ ہے، لہٰذا ضروری ہے کہ کسی اچھے اور تجربہ کار نفسیاتی ڈاکٹر (سائیکلوجسٹ) کے پاس جا کر اپنا علاج کرائیے اور اس کے کہنے پر عمل کیجئے۔

پہلی بات یہ کہ آپ کی مشکل کا حل وہی ہے جس کا ذکر اوپر کیا گیا ہے، لڑائی جھگڑے، چیخ و پکار اور ہنگاموں کے ذریعے نہ صرف یہ کہ آپ کی مشکلات حل نہیں ہو سکتی بلکہ اور دوسری بہت سی مشکلات لاحق ہونے کا امکان ہے۔

عدالت سے بھی رجوع نہ کریں ''علیحدگی'' اور طلاق کا مطالبہ بھی نہ کریں، اپنے شوہر کو بدنام بھی نہ کرتی پھریں، کیونکہ اس طرح کی باتوں سے کوئی اچھا نتیجہ برآمد نہیں ہوگا'' بلکہ ایسی صورت میں ممکن ہے دشمنی اور ضد پیدا ہو جائے اور مجبور ہو کر آپ کو شوہر طلاق دے دے اور آپ کی زندگی کا شیرازہ بکھر جائے، یہ صورتِ حال آپ کے لیے ذرا بھی نفع بخش نہ ہوگی اور ساری عمر آپ پچھتاتی رہیں گی۔

ایسے وقت میں صبر وضبط اور دانشمندی سے کام لینا چاہیے، گھبرا کے کوئی خطرناک فیصلہ نہ کیجئے، خودکشی کا اقدام نہ کیجئے کیونکہ اس قبیح عمل کا ارتکاب کر کے اپنی دنیا بھی کھوئیں گی اور آخرت میں بھی ہمیشہ کے لیے دوزخ کے عذاب میں مبتلا رہیں گی، کیا یہ نہایت افسوس ناک بات نہیں کہ انسان ایک فضول سے خیال کے پیچھے اتنا جذباتی ہو جائے کہ اپنی قیمتی زندگی کا خاتمہ کر لے؟ کیا یہ بہتر نہیں کہ عقلمندی اور بردباری سے کام لے کر اپنے مسائل کو سلجھانے کی کوشش کرے۔

اور دوسری بات یہ ہے کہ اگر آپ کی بدگمانی دور نہیں ہوئی ہے اور آپ کو شک یا یقین ہے کہ آپ کے شوہر کی دوسری عورتوں پر بھی نظر ہے تو ایسی صورت میں بھی قصور آپ کا اپنا ہے، اس بات سے ظاہر ہوتا ہے کہ آپ میں اتنی صلاحیت ولیاقت اور فہم وتدبر نہیں ہے کہ

اپنے شوہر کے دل کو اس طرح متوجہ کرلیں کہ اس میں دوسری عورتوں کے سمانے کی جگہ ہی باقی نہ رہے، لیکن اب بھی دیر نہیں ہوئی ہے، ہٹ دھرمی اور نادانی چھوڑیئے خوش اخلاقی، اچھے رویے اور محبت کا مظاہرہ کر کے اپنے شوہر کے دل میں اس طرح اپنی جگہ بنا لیجئے، اس کو صرف آپ ہی آپ نظر آئیں اور آپ کے علاوہ کوئی دوسری عورت اس میں جگہ نہ پا سکے۔

ہر وقت وساوس میں مبتلا رہ کر شوہر کی زندگی اجیرن نہ کیجئے:

شادی کیا ہوئی خاتون خانہ تو گویا وسوسوں کا دریا بن کر بہنے لگتی ہیں۔ قابلِ احترام بہن! یہ بات بے بات وسوسے آپ کو اندر سے کھوکھلا کر دیں گے اور یقین جانئے دنیا تو تباہ ہوگی ہی، آخرت کا بھی اللہ ہی حافظ ہے۔

نبی کریم ﷺ کی حدیث مبارکہ ہے: ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہمیشہ لوگ پوچھتے رہیں گے، یہاں تک کہ کہے کوئی اللہ نے تو سب کو پیدا کیا، پھر اللہ کو کس نے پیدا کیا۔ پھر جو کوئی اس قسم کا شبہ دل میں پائے تو کہے ایمان لایا میں اللہ پر۔

اور دوسری روایت میں ہے پناہ مانگے اللہ سے اور باز رہے۔ مطلب یہ ہے کہ اس وسوسے اور شبہ کو دل سے نکال ڈالو اور اس کا خیال چھوڑ دو اور اللہ سے دعا کرو اس کے دور ہونے کے لئے۔ امام رازی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا، ظاہر حدیث سے یہ بات نکلتی ہے کہ ایسے وسوسوں کو دور کردے۔ ان کی طرف خیال چھوڑ کر اور اللہ سے پناہ مانگ کر اور یہ ضروری نہیں کہ اس وسوسے کو غور اور فکر اور دلیلوں سے باطل کرے۔ اصل یہ ہے کہ خیالات دو قسم کے ہیں۔ ایک تو وہ جو دل میں جمے نہیں، یوں ہی یکا یک آگئے ان کا علاج تو یہی ہے جو حدیث میں مذکور ہوا، اور ایسے ہی خیال کو وسوسہ کہتے ہیں اور ایک وہ جو دل میں جم جائیں تو وہ دفع نہیں ہوتے بغیر غور اور فکر اور نظر اور استدلال کے (نوویؒ) مترجم کہتا ہے کہ جو علاج حدیث میں مذکور ہوا وہی دونوں قسم کے وسوسوں کا علاج ہے اور اگر نظر اور استدلال میں پڑیں تو اور زیادہ وسوسے پیدا ہو جاتے ہیں جن کا دور کرنا اخیر میں محال ہو جاتا ہے اور اس کلام کی وہ شخص تصدیق کرے گا۔

جس نے فلسفہ الٰہی اور حکمت اور کلام کا ذائقہ اچھی طرح سے چکھا ہو اور اس کے

دقائق اور حقائق میں ایک مدت تک نظر اور فکر اور غور اور خوض کیا ہو۔ میں نے اپنی عمر کے ایک حصہ کو اس میں صرف کیا اور بعد اس کے معلوم ہوا کہ جس قدر نظر اور استدلال کو وسعت دو اسی قدر حیرانی اور پریشانی زیادہ ہوتی جاتی ہے اور کوئی دلیل کسی دعویٰ پر نقض یا معارضہ سے خالی نہیں ہوتی الا ماشاء اللہ۔ اسی واسطے بڑے بڑے متکلمین کے اماموں نے جیسے امام غزالیؒ، امام آمدیؒ، ابن فورکؒ، امام فخر الدین رازیؒ وغیرہ نے اپنی آخر عمر میں کتاب وسنت کی طرف رجوع کیا اور اعراض کیا ان وساوس اور خیالات عقلی سے جن میں شیطان نے پھنسا دیا تھا، پھر بچا دیا اللہ نے جس کو چاہا اپنے بندوں میں سے اور اللہ قادر ہے ہر شے پر اور اسی کی پناہ مانگنی چاہئے شیطان کے شر سے۔

امام فخر الدین رازیؒ نے فرمایا کہ انتہا عقل دوڑانے کی یہ ہے کہ اخیر میں عقل رک جاتی ہے اور اس کو حیرت ہو جاتی ہے اور بہت لوگوں نے جو اس میں کوشش کی وہ آخر گمراہ ہو گئے، اب اسی شبہ کو دیکھو جو حدیث میں مذکور ہوا کہ اللہ نے سب کو پیدا کیا، پھر اللہ کو معاذ اللہ کس نے پیدا کیا۔ یہ کتنا بڑا شبہ شیطان کا ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ واجب ہے یا ممکن ہے اگر ممکن ہے تو اس کے واسطے بھی ایک خالق ضرور ہے اور جو واجب ہے تو اس کے وجوب کو ثابت کرنا چاہئے۔ اب حکماء اور متکلمین کو جو جو دقتیں اللہ کے وجوب اور وحدت کے ثابت کرنے میں پیش آئی ہیں وہ حکمت اور کلام کی کتابوں کو دیکھنے سے معلوم ہو سکتی ہیں اور جب ان کو دیکھو اور ان میں خوب غور کرو تو یہی نتیجہ پیدا ہوتا ہے۔

تو قابل احترام بہن! اس ساری بحث سے معلوم ہوا کہ شک اور وسوسے ہمیشہ نقصان کا باعث ہوتے ہیں، لہٰذا ہمیں ہمیشہ شکوک وشبہات اور وسوسوں سے بچنا چاہئے۔

طعنہ زنی سے بھی پرہیز کیجئے:

عورت کے لیے ضروری ہے کہ شوہر کو کبھی جلی کٹی باتیں نہ سنائے نہ کبھی اس کے سامنے غصے میں چلا چلا کر بولے نہ اس کی باتوں کا کڑوا تیکھا جواب دے، نہ کبھی اس کو طعنہ مارے نہ کوسنے دے نہ اس کی لائی ہوئی چیزوں میں عیب نکالے نہ شوہر کے مکان وسامان وغیرہ کو حقیر بتائے نہ شوہر کے ماں باپ یا اس کے خاندان یا اس کی شکل وصورت کے بارے میں

کوئی ایسی بات کہے جس سے شوہر کے دل کو ٹھیس لگے اور خواہ مخواہ اس کو سن کر بُرا لگے اس قسم کی باتوں سے شوہر کا دل دکھ جاتا ہے اور رفتہ رفتہ شوہر کو بیوی سے نفرت ہونے لگتی ہے جس کا انجام لڑائی جھگڑے کے سوا کچھ نہیں ہوتا یہاں تک کہ میاں بیوی میں زبردست بگاڑ ہو جاتا ہے جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ یا طلاق کی نوبت آجاتی ہے یا بیوی اپنے میکے میں بیٹھ جانے پر مجبور ہو جاتی ہے اور اپنی بھاوجوں کے طعنے سن سن کر کوفت اور گھٹن کی بھٹی میں جلتی رہتی ہے اور میکے اور سسرال والوں دونوں میں بھی اسی طرح اختلاف کی آگ بھڑک اٹھتی ہے کہ کبھی کوٹ کچہری کی نوبت آجاتی ہے اور کبھی مار پیٹ ہو کر مقدمات کا ایک نہ ختم ہونے والا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے۔ اور میاں بیوی کی زندگی جہنم بن جاتی ہے اور دونوں خاندان لڑ بھڑ کر تباہ و برباد ہو جاتے ہیں۔

ذمہ داری نمبر......۲۶

﴿اپنی عزت وعصمت کی حفاظت کیجئے﴾

بیوی پر خاوند کا ایک حق یہ بھی ہے کہ وہ خاوند کے لیے اپنی عزت وعصمت کی حفاظت کرے اس کے بارے میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

نیک بخت عورتیں، فرمانبردار اور خاوند کی عدم موجودگی میں حفاظت کرنے والی ہوتی ہیں جس طرح اللہ نے حفاظت کرنے کا حکم دیا ہے۔ (پ۵:سورہ نساء)

پارسا اور نیک بیوی کی ایک خوبی یہ ہے کہ وہ خاوند کے لیے اپنی عصمت کی حفاظت کرے یعنی نکاح کے بعد اپنی ذات کو کبھی بھی کسی مرد کے حوالے نہ کرے کیونکہ عورت کی ذات مرد کی امانت ہے اس لیے عورت کا فرض بنتا ہے کہ کبھی بھی بدکاری کا نہ سوچے اس کے بارے میں فرمان نبوی ﷺ ہے۔

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب عورت اپنی پانچ نمازیں پڑھے اور اپنے رمضان کے روزے رکھے اور اپنی پاکدامنی کی حفاظت کرے اور اپنے شوہر کی اطاعت کرے تو وہ جنت کے جس دروازے سے چاہے داخل ہو۔

یہ حدیث اگرچہ فرمانبرداری کے عنوان میں درج ہو چکی ہے لیکن اسے دوبارہ یہاں اس لیے درج کیا گیا ہے کہ اس حدیث میں عورت کو حفاظت عزت عصمت کی تاکید بھی کی گئی ہے۔

عورت کی شرمگاہ اس کے پاس مرد کی امانت ہے شادی کے بعد عورت مرد کے لیے ہوتی ہے لہٰذا اپنی شرمگاہ کو مرد کی امانت سمجھ کر اس کی حفاظت کرنا اس کا بنیادی فریضہ ہے اس کی حفاظت کے بارے میں مزید فرمان نبوی ﷺ یہ ہے۔

حضرت عمرو بن احوص جشمیؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے حجۃ الوداع کے موقع پر سنا آپ نے حمد وثنا کے بعد وعظ ونصیحت کی، پھر فرمایا، سنو! عورتوں سے حسن سلوک سے پیش آؤ بیشک وہ تمہاری قید میں ہیں تم اس (جماع) کے سوا ان

کی کسی چیز کے مالک نہیں ہو البتہ یہ کہ وہ واضح بے حیائی کا ارتکاب کریں اگر وہ ایسا کریں تو ان کے بستر الگ کر دو اور انہیں بے ضرر مار مارو اگر وہ تمہاری بات مان جائیں تو ان کے خلاف راستہ نہ تلاش کرو، سنو! بیشک تمہاری عورتوں پر تمہارے کچھ حقوق ہیں اور تمہارے ذمہ عورتوں کے کچھ حقوق ہیں ان پر تمہارا حق یہ ہے کہ وہ تمہارے ناپسندیدہ افراد کو تمہارے بستر نہ روندنے دیں اور انہیں تمہارے گھروں میں آنے کی اجازت نہ دیں اور سنو! تمہارے ذمہ ان کا حق یہ ہے کہ تم ان کے لیے اچھا لباس اور اچھا کھانا مہیا کرو۔

(بحوالہ ترمذی)

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم جانتے ہو کہ کیا چیز لوگوں کو کثرت سے جنت میں داخل کرے گی وہ اللہ کا تقویٰ اور خوش خلقی ہے کیا تم جانتے ہو کہ کیا چیز لوگوں کو کثرت سے جہنم میں داخل کرے گی وہ دو خالی چیزیں منہ اور شرمگاہ ہے۔ (بحوالہ ترمذی)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ مسلمان عورتیں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آتیں تو آپ ﷺ اس آیت کی بنا پر ان کا امتحان لیتے تھے، جس کا مفہوم یہ ہے۔ اے نبی جب آپ کے پاس مسلمان عورتیں آئیں، اور آپ سے اس پر بیعت کریں کہ وہ اللہ کے سوا کسی کو شریک نہیں بنائیں گی نہ چوری کریں گی اور نہ زنا کریں گی۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ مسلمان عورتوں میں سے جو عورت ان باتوں کا اقرار کر لیتی اس کا امتحان منعقد ہو جاتا اور جب وہ ان باتوں کا اقرار کر لیتی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان سے فرماتے جاؤ میں تمہیں بیعت کر چکا ہوں، بخدا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی کسی عورت کے ہاتھ کو مس نہیں کیا ہاں نبی صلی اللہ علیہ وسلم ان کو زبان سے بیعت کرتے تھے، حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ بخدا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے انہی باتوں کا عہد لیا جن کا اللہ تعالیٰ نے آپ کو حکم دیا تھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہتھیلی کبھی کسی عورت کی ہتھیلی سے مس نہیں ہوئی آپ ﷺ جب کبھی کسی سے بیعت لیتے تو زبانی فرما دیتے کہ میں نے تم سے بیعت کر لی۔ (بحوالہ مسلم شریف)

حضرت عوف بن مالک اشجعیؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ سلم نے فرمایا میں اور کالے رخساروں والی عورت قیامت میں ایسے ہوں گے اور یزید بن زریع نے درمیانی اور شہادت والی انگلی سے اشارہ کیا یعنی وہ جاہ و جمال والی عورت جس کا خاوند فوت ہو گیا اور اس نے اپنے نفس کو یتیم بچوں کی وجہ سے روکے رکھا یہاں تک کہ وہ جدا ہو گئے یا مر گئے۔

(بحوالہ ابوداؤد)

حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دنیا میں چار چیزیں ایسی ہیں جس کو یہ چیزیں مل گئیں تو سمجھ لو کہ دین و دنیا کی بھلائی و راحت مل گئی۔

(۱)......شکر گزار دل (۲)......ذاکر زبان (۳)......صابر بدن (۴)......نیک بیوی جو اپنے نفس اور شوہر کے مال میں کوئی گناہ نہیں کرتی۔ (بحوالہ طبرانی)

فرشتے صبح تک اس پر لعنت بھیجتے رہتے ہیں:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جب کوئی عورت اپنے شوہر کے فراش (بستر) کو چھوڑ کر رات بسر کرتی ہے تو فرشتے صبح تک اس پر لعنت بھیجتے رہتے ہیں" (بحوالہ البخاری، مسلم)

اے میری مسلمان بہن! اللہ تعالیٰ کا پسندیدہ دین "اسلام" یہ چاہتا ہے کہ میاں بیوی کے درمیان تعلق، مستحکم اور راسخ ہو۔ نبی کریم ﷺ نے ہمارے لئے ایسے امور کی نشاندہی فرمائی ہے جو اس تعلق میں کمزوری کا سبب بنتے ہیں۔ میاں اور بیوی، دونوں میں سے ہر ایک پر دوسرے کے کچھ حقوق مقرر کئے ہیں تا کہ وہ تعلق منظم اور مضبوط ہو سکے۔

عورت کے ذمہ اس کے شوہر کے جو حقوق ہیں، ان میں سے ایک حق، حق فراش ہے، یعنی ہم بستری کرنے کا حق، درحقیقت یہ مرد اور عورت کا مشترک حق ہے، اس لئے جب شوہر اپنی خواہش پوری کرنا چاہے تو عورت کے لئے جائز نہیں کہ وہ اس کو منع کرے، جبکہ وہ عورت کسی ایسے مرض شدید میں مبتلا نہ ہو جو خاوند کے اس حق کی ادائیگی میں مانع ہو۔

بسا اوقات میاں بیوی کے درمیان اس معاملہ میں اختلاف بھی ہو جاتا ہے جو نزاع و شقاق کا موجب بن جاتا ہے، اور خاوند راحت و سکون کی تلاش میں کسی اور جگہ چلا جاتا

ہے، اور اپنی بیوی سے دور رہنے لگتا ہے، جب تک کہ وہ دونوں بستر زوجیت پر اکٹھے نہ ہوں۔ کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ شوہر کوشش کرتا ہے کہ نزاع کی جو صورتحال پیدا ہوئی ہے، اس میں بہتری آئے یا اس کی کوشش ہوتی ہے کہ اس کی بیوی دلی طور پر راضی ہو اور محبت و مودت کا جذبہ اس کے دل میں دوبارہ پیدا ہو، لیکن اس موقع پر شیطان، اس کی بیوی کے دل و دماغ پر مسلط ہو جاتا ہے کہ وہ اس صورتحال کو قبول نہ کرے اور صلح و صفائی کی طرف مائل نہ ہو، چنانچہ معاملہ اس حد تک پہنچ جاتا ہے کہ وہ پھر اپنے شوہر کی دعوت پر لبیک نہیں کہتی، اس طرح وہ عورت، فرشتوں کی لعنت کا مورد بنی رہتی ہے اور اسے خبر بھی نہیں ہوتی۔

اے میری مسلمان بہن! درج ذیل حدیثِ مبارک کو غور سے پڑھیے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب مرد اپنی بیوی کو بستر پر بلائے اور وہ نہ آئے اور اس کا خاوند اس سے ناراض ہو کر رات گزارے تو فرشتے صبح تک اس پر لعنت بھیجتے رہتے ہیں۔'' (بحوالہ البخاری، مسلم)

حضرت طلق بن علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ نے فرمایا: ''جب مرد اپنی بیوی کو اپنی حاجت کے لئے بلائے تو عورت کو چاہئے کہ اس کو جواب دے (پوری کرے) خواہ وہ تنور پر بیٹھی ہو۔'' (بحوالہ مسند احمد، مصنف ابن ابی شیبہ)

خاوند اپنی بیوی کو اپنی حاجت پورا کرنے کے لئے بلائے اور وہ انکار کرے یا بیمار بنے، یہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بڑا سنگین جرم ہے۔ نیک بیوی تو لڑائی جھگڑے کو بھول جایا کرتی ہے اور اپنے رب سے اجر و ثواب حاصل کرنے کی خاطر دوبارہ اپنے شوہر کی اطاعت گزار بن جاتی ہے۔ آپ ﷺ کا یہ فرمانا: ''جب مرد اپنی بیوی کو بستر پر بلائے'' اس سے معلوم ہوتا ہے کہ خاوند کا اپنی بیوی کو اپنی حاجت کے لئے بلانا اور عورت کا اس سے انکار کرنا اور اس کی حکم عدولی کرنا بڑا سنگین مسئلہ ہے۔

ابن ابی جمرۃ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ: ظاہر ہے کہ فراش (بستر) جماع سے کنایہ ہے، اس کی تائید آپ ﷺ کے اس فرمان ''الولد للفراش'' (البخاری، مسلم) سے ہوتی ہے، یعنی بچہ اس کی طرف منسوب ہوگا جس نے بستر پر ہم بستری کی ہو، قرآن وسنت میں قابلِ

حیاء اشیاء کا اشارہ کنایہ میں استعمال کرنا عام ہے۔ (بحوالہ فتح الباری)

اس کے بعد آپ ﷺ کا یہ فرمانا: ''پھر وہ آنے سے انکار کرے'' اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ ''خاوند اس سے ناراض ہو کر رات گزارے'' علامہ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ''الفاظ کی اس زیادتی سے لعنت کا حکم مرتب ہوگا، اس لئے کہ اسی صورت میں عورت کے نافرمان ہونے کا معنی متحقق ہوتا ہے، لیکن جب خاوند عورت کے انکار پر ناراض نہ ہو، مثلاً اس نے عورت کو معذور سمجھ لیا ہو یا اپنے حق کو ہی ترک کر دیا ہو تو پھر وہ لعنت کی مستحق نہیں ہوگی۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ فرشتوں کی دعا، خواہ خیر کی ہو یا شر کی، بہر صورت قبول ہوتی ہے، اسی بناء پر آنحضور ﷺ نے فرشتوں کی بددعا سے امت کو ڈرایا ہے۔ نیز اس میں ارشاد ہے کہ مرد کے اندر نفسانی جذبات کو برداشت کرنے کی قوت عورت کی بہ نسبت کم ہوتی ہے۔ نیز اس میں اس بات کی طرف بھی اشارہ ہے کہ مردوں کے لئے سب سے تشویشناک بات ان کی خواہش کا جذبہ ہے، اس لئے شارع نے عورتوں کو اس سلسلہ میں مردوں کے ساتھ تعاون کرنے کی ترغیب دی ہے۔ نیز اس حدیث سے یہ بات مفہوم ہوتی ہے کہ ہمیں حقوق العباد کا خوب اہتمام اور خیال رکھنا چاہئے، جب اللہ کے فرشتے ایسی عورت پر لعنت بھیجتے ہیں جو خاوند کو اس کی خواہش کے حق سے روکتی ہے تو خود بندے پر بھی لازم ہے کہ وہ اپنے رب کے حقوق کو ادا کرے ورنہ اس سے زیادہ بدبخت کون ہوگا۔

اے میری مسلمان بہن! نبی کریم ﷺ عورتوں کی خیر و بھلائی کی خواہش رکھتے تھے اس لئے آپ ﷺ نے ان عورتوں کی ایسے امور کی طرف رہنمائی فرمائی جن میں ان کے لئے دین و دنیا کی فلاح و بھلائی مضمر ہے۔ آنحضور ﷺ نے عورتوں کو ایک اہم ترین بات کی طرف متوجہ کیا کہ وہ اپنے شوہر کی نافرمانی نہ کریں، آپ ﷺ نے خاوند کی نافرمانی کے انجام کا بھی ذکر فرمایا، اسی لئے نیک بیوی پر لازم ہے کہ وہ اپنے شوہر کی رضا کی طالب اور خواہشمند رہے اور اس کی ناراضگی سے بچتی رہے اور جب وہ خواہش کا اظہار کرے تو کسی شرعی عذر کے بغیر انکار نہ کرے، اگر شرعی عذر ہو جیسے حیض یا نفاس یا کوئی شدید مرض، تو ایسی

صورت میں عورت کے لئے جائز نہیں کہ وہ اپنے شوہر کی خواہش کو پورا کرے، بلکہ ایسی صورت میں خاوند کے لئے بھی یہ جائز نہیں کہ وہ اس طرح کا مطالبہ کرے، جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

''فاعتزلوا النساء فی المحیض ولا تقربو ھن حتی یطھرن''

(سورۃ البقرۃ)

''حیض کی حالت میں عورتوں سے علیحدہ رہواور جب تک پاک نہ ہو جائیں ان کے قریب نہ جاؤ''

مطلب یہ ہے کہ جب تک دم حیض ختم ہو کر خوب پاک نہ ہو جائیں عورتوں سے جماع نہ کرو، ہاں البتہ جب وہ غسل کرلیں تو پھر ان کے ساتھ ہم بستر ہونے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

خاوند کی اجازت کے بغیر کسی کو گھر میں آنے کی اجازت نہ دیجئے:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''عورت اپنے شوہر کی اجازت کے بغیر کسی کو گھر میں آنے کی اجازت نہ دے، جب خاوند موجود ہو تب بھی اس کی اجازت کے بغیر کسی کو نہ آنے دے۔'' (بحوالہ البخاری، مسلم)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث میں یہ ہے ''تمہارا ان عورتوں پر یہ حق ہے کہ وہ تمہارے بستروں پر ایسے کسی شخص کو بیٹھنے نہ دیں جس کو تم اچھا نہیں سمجھتے ہو'' (بحوالہ مسلم)

حدیث کی تشریح:

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ عورت ایسے کسی بھی شخص کو تمہارے گھروں میں آنے کی اجازت نہ دے جس کو تم پسند نہیں کرتے، خواہ وہ شخص کوئی اجنبی ہو یا عورت ہو یا بیوی کا کوئی محرم رشتہ دار ہو۔ حدیث میں ممانعت ان سب کو شامل ہے۔ فقہاء کرام کے ہاں بھی اس مسئلہ کا یہی حکم ہے کہ عورت کے لئے جائز نہیں ہے کہ وہ کسی بھی مرد یا عورت کو یا محرم رشتہ دار کو اپنے خاوند کے گھر میں آنے کی اجازت دے،

اِلّا یہ کہ اسے یقین ہو یا غالب گمان ہو کہ اس کا خاوند اس کو برا محسوس نہیں کرے گا، اس لئے کہ اصل حکم یہ ہے کہ کسی انسان کے گھر میں داخل ہونا ناجائز ہے تاوقتیکہ گھر کے مالک کی طرف سے اذن (اجازت) نہ پایا جائے، اس کی طرف سے صراحۃً اذن پایا جائے یا عرفاً اس کی اجازت معلوم ہو، لیکن جب اس کی رضامندی میں شک ہو اور کوئی چیز راجح نہ ہو اور کوئی قرینہ بھی موجود نہ ہو تو پھر کسی کا گھر کے اندر داخل ہونا یا اجازت دینا ناجائز ہوگا۔ واللہ اعلم۔ (بحوالہ شرح النووی)

علامہ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''**قولہ ولا تاذن فی بیتہ**'' امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے بطریق ھمام عن ابی ہریرۃ اس قید کا بھی اضافہ کیا ہے: ''**وھو شاھد الا باذنہ**'' (بظاہر) اس قید کا کوئی مفہوم نہیں ہے، بلکہ یہ قید محض اتفاقی ہے، کیونکہ خاوند کی عدم موجودگی عورت کے لئے اس امر کی اباحت کا تقاضا نہیں کرتی کہ وہ اس کے گھر میں کسی کو آنے کی اجازت دیدے، بلکہ اس صورت میں اس کے لئے ممانعت زیادہ مؤکد ہے، اس لئے کہ خاوند کی عدم موجودگی میں کسی کو گھر میں آنے کی ممانعت پر بہت سی احادیث وارد ہوئی ہیں۔ اور یہ بات بھی محتمل ہے کہ اس قید کا بھی کوئی مفہوم ہو اور وہ یہ ہو کہ جب شوہر گھر پر موجود ہو تو اس سے اجازت لینا آسان ہے اور موجود نہ ہونے کی صورت میں اجازت لینا مشکل ہے، پس معلوم ہوا کہ اگر کوئی سخت ضرورت پیش آجائے اور اس کے پاس آنا ضروری ہو (جیسے گھر میں کوئی حادثہ پیش آجائے کہ گھر کے افراد کو بچانا ضروری ہو اور گھر میں صاحبِ خانہ بھی موجود نہ ہو) تو اس صورت میں عورت کو خاوند سے اجازت لینے کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ یہ مشکل ہے۔

مذکورہ مسئلہ کا تعلق عورت کے پاس کسی کے آنے سے ہے، لیکن مطلق گھر میں کسی کا داخل ہونا، بایں صورت کہ کسی شخص کو اس گھر میں جس میں عورت رہتی ہے، اس گھر میں کسی جگہ میں آنے کا حق حاصل ہو یا عورت کی رہائش گاہ میں علیحدہ گھر ہو تو ظاہر یہی ہے کہ اس مسئلہ کا تعلق پہلی صورت سے ہے۔ (بحوالہ فتح الباری)

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''**ولا تاذن فی بیتہ وھو شاھد الا باذنہ**''

اس میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ یہ اس صورت پر محمول ہے کہ جب عورت اپنے شوہر کی رضامندی کو نہ جانتی ہو، لیکن اگر اسے معلوم ہو کہ شوہر اس پر راضی ہے تو پھر اس کے لئے کوئی حرج نہیں ہے، جیسا کہ لوگوں کی عام عادت ہے کہ مہمان خانے میں بٹھاتے ہیں، خواہ شوہر موجود ہو یا نہ ہو، پس اس کے لئے کسی خاص اذن (اجازت) کی ضرورت نہیں ہوگی۔ خلاصۂ کلام یہ ہے کہ خاوند کے اذن کا لحاظ رکھنا ضروری ہے، خواہ اجمالاً ہو یا تفصیلاً۔

اے میری مسلمان بہن! یہ سارے اصول وضابطے اسی مقصد کے لئے ہیں کہ آپ اپنے شوہر کے ساتھ خوشحال، سازگار اور بارآور زندگی بسر کریں اور صحیح معنی میں زوجۂ صالحہ بن سکیں۔

اپنے گھر سے بلاضرورت نہ نکلئے:

اے میری مسلمان بہن! ایک ''نیک بیوی'' کا اس بات پر یقین ہوتا ہے کہ اس کے لئے محفوظ اور بہترین مقام اس کا گھر ہے، اسی لئے وہ گھر سے باہر زیادہ نہیں نکلتی۔

''نیک بیوی'' کا اللہ کے کلام پر ایمان ہے، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

''وقرن فی بیوتکن'' (الاحزاب:۳۳)

یعنی ''تم اپنے گھروں میں قرار سے رہو''

اس آیت مبارکہ میں عورتوں کو حکم دیا جارہا ہے کہ وہ اپنے گھروں میں رہیں، اس میں خطاب تو ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کو ہے لیکن دوسری عورتیں بھی معنی ومفہوم کے اعتبار سے اس میں داخل ہیں، کیونکہ حکم عام ہے، تخصیص پر کوئی دلیل نہیں ہے۔ شریعت مطہرہ تمام عورتوں کو اپنے گھر میں قرار سے رہنے کا حکم دیتی ہے اور بلاضرورت گھر سے نکلنے سے منع کرتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ازواج نبی علیہ السلام کو بھی اپنے گھروں سے وابستہ رہنے کا حکم دیا اور ان کو احتراماً اس حکم کا مخاطب بنایا۔ (بحوالہ تفسیر الجامع للقرطبی)

ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں: ''یعنی اپنے گھروں سے وابستہ رہو، بلاضرورت گھر سے نہ نکلو، جیسے شرعی حاجات، مثلاً مسجد میں شرط پائے جانے کی صورت میں نماز پڑھنا۔'' (بحوالہ تفسیر ابن کثیر)

محمد بن سیرین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ آنحضور ﷺ کی زوجہ

مطہرہ حضرت سودہ رضی اللہ عنہا سے کسی نے پوچھا کہ آپ حج اور عمرہ کیوں نہیں کرتیں جس طرح آپ کی دوسری بہنیں حج وعمرہ کرتی ہیں؟ حضرت سودہؓ نے فرمایا کہ میں نے حج بھی کیا ہے اور عمرہ بھی کیا، میرے اللہ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں اپنے گھر میں سکونت اختیار کروں، پس خدا کی قسم میں اپنے گھر سے نہیں نکلوں گی یہاں تک کہ میں اللہ کو پیاری ہو جاؤں۔'' محمد بن سیرین رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ خدا کی قسم وہ اپنے حجرے کے دروازے سے باہر نہیں نکلیں، یہاں تک کہ ان کا جنازہ وہیں سے نکالا گیا۔

ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''میں ایک ہزار سے زائد بستیوں میں گیا ہوں، میں نے نابلس (شہر) سے زیادہ کسی اور علاقے کی عورتوں کو زیادہ پاک دامن اور اپنے بچوں کی دیکھ بھال کرنے والا نہیں دیکھا، میں وہاں مقیم رہا، میں نے دن کے وقت کسی راستہ میں کسی عورت کو نہیں دیکھا، سوائے جمعہ کے دن کے، جمعہ پڑھنے کے لئے گھر سے نکلتی تھیں اور مسجد ان سے بھر جاتی تھی، اور نماز ختم ہوتے ہی اپنے گھروں کو واپس چلی جاتی تھیں، پھر دوسرے جمعہ تک میری نگاہ کسی عورت پر نہیں پڑتی تھی'' (بحوالہ تفسیر القرطبی)

علامہ کمال الدین الادھمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''گھروں میں پابند ہو کر رہنا خیر کا وہ دروازہ ہے جو عورت اس دروازے سے داخل ہو جائے تو وہ اپنی جان، مال، عزت و آبرو اور شرافت کو محفوظ و مامون کر لیتی ہے، اور عورت عصمت وعفت کا اعلیٰ نمونہ بن جاتی ہے، گھر وہ جگہ ہے جہاں عورت اپنے گھر کے ضروری کام، اپنے شوہر اور اولاد کی ذمہ داری اور دینی امور کو انجام دیتی ہے۔ ان کاموں سے کوئی امر مانع نہیں ہوتا، بلکہ اس کو عبادت و ریاضت اور دینی و اخلاقی کتب پڑھنے کا کھلا وقت ملتا ہے، یوں وہ زندگی کی حقیقی لذت سے بہرہ یاب ہوتی ہے اور محسوس کرتی ہے کہ وہ سعادت و فلاح اور حقیقی نعمتوں سے فیضیاب اور مستفید ہو رہی ہے، ایسا کیوں نہ ہو؟ اس نے اپنے رب کو بھی اور اپنے خاوند کو بھی ان کے حقوق ادا کر کے راضی کیا ہے، عورت کے لئے اس سے بڑی سعادت کی اور کیا بات ہو سکتی ہے کہ اس کا رب اس سے راضی ہے اور اس کا شوہر بھی اس سے خوش ہے، آوارہ اور بے حیاء عورت کا حال اس کے خلاف ہے، وہ اپنے گھر میں ایک لمحہ کے لئے بھی ٹکتی نہیں

ہے، بلکہ کبھی ادھر اور کبھی ادھر دن رات گھومتی پھرتی ہے، ہر ایک کے ساتھ اختلاط کرتی ہے، خواہ وہ جائز ہو یا ناجائز، جب گھر آتی ہے تو جو کچھ باہر دیکھا ہوتا ہے، اس کے دماغ میں ایک ایک چیز کی فرمائش موجود ہوتی ہے، پھر وہ اپنے شوہر سے ہر فرمائش پوری کرنے پر اصرار کرتی ہے، حالانکہ بسا اوقات شوہر کی حالت اس کی فرمائش پوری کرنے کی اجازت نہیں دے رہی ہوتی، نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ دونوں میں اختلاف و نزاع کی آگ بھڑک اٹھتی ہے، تم دیکھتے ہو کہ ایسی عورت کو گھر کے کاموں سے دلچسپی نہیں ہوتی اور نہ ہی اپنی اولاد کی تربیت کی پرواہ ہوتی ہے، اپنے رب اور اپنے شوہر کے حقوق ادا نہیں کرتی، بلکہ ستم بالائے ستم یہ کہ وہ دین و ادب کی کتابوں کا بھی مذاق اڑاتی ہے اور اس کی ساری توجہ اخلاق سوز اور باغیانہ لٹریچر پر مرکوز ہوتی ہے، انہی کو وہ پڑھتی ہے۔ جب خاوند اس کو سمجھانے بجھانے کی کوشش کرتا ہے تو وہ اس کو اپنی انا کا مسئلہ بنالیتی ہے، اور اس پر سب وشتم کی بوچھاڑ کر دیتی ہے۔'' ہر وقت ایسی حیاباختہ عورت کو تنگ دل اور بدخُلق دیکھو گے، یہ اصل میں اس کے کیے کی اس کو سزا ہوتی ہے۔ اللہ جل شانہٗ فرماتے ہیں۔

''ومن اعرض عن ذکری فان له معيشة ضنکا ونحشره يوم القيمة أعمٰى'' (طٰہٰ)

یعنی ''جو شخص میری یاد سے منہ پھیرتا ہے اس کی زندگی تنگ ہو جاتی ہے اور قیامت کے دن ہم اس کو اندھا اٹھائیں گے''

یہ ساری خرابی عورت کے گھر سے نکلنے اور شرعی احکام کی پابندی نہ کرنے کی وجہ سے پیدا ہوئی، گھر سے نکلنے کا پہلا نقصان یہ ہوتا ہے کہ وہ حاصل شدہ نعمت کو حقیر جاننے لگتی ہے اور اپنے شوہر کو استخفاف کی نظر سے دیکھتی ہے، اس لئے کہ جب وہ باہر نکلتی ہے تو گھر سے زیادہ پُرتعیش زندگی اور اپنے شوہر سے زیادہ دل کش انسان کو دیکھتی ہے، خصوصاً جبکہ اس کا خاوند عمر رسیدہ یا تنگ دستی کا شکار ہو، نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ میاں بیوی کے درمیان اختلاف و نزاع کی زہر آلود فضا پیدا ہونے لگتی ہے، جس کی وجہ سے بسا اوقات معاملہ طلاق وافتراق کی حد تک پہنچ جاتا ہے، پھر شادی، آبادی کی بجائے بربادی کا سبب بن جاتی ہے۔

آج کل تو عورت کو گھر سے باہر جانے کی ضرورت ہی نہیں، گھر پر ''ٹیلی ویژن'' کی صورت میں بربادی کے سامان موجود ہیں، اس لئے نیک عورتوں کو انتہائی احتیاط اور ہوش مندی کے ساتھ اپنی مستعار زندگی گزارنی چاہئے۔

جو عورت اپنے گھر سے وابستہ رہتی ہے وہ سب سے زیادہ خوشحال نظر آئے گی اور اپنے خاوند کے ساتھ بڑی اچھی ہوگی، کسی اور کی طرف نگاہ نہیں اٹھائے گی، کسی نعمت کی ناشکری نہیں کرے گی، خواہ وہ معمولی سی نعمت کیوں نہ ہو، شیطان کو بھی میاں بیوی کے درمیان اختلاف ڈالنے کا موقع نہیں ملتا، وہ اپنے شوہر کے ساتھ خوش باش زندگی گزارتی ہے، یہ ساری برکت، گھر میں رہنے کی وجہ سے حاصل ہوئی۔

اے میری مسلمان بہن! اسلام یہ چاہتا ہے کہ نیک بیوی کی معاشرت بہتر سے بہتر ہو، وہ شک و شبہ کے مواقع سے دور رہے، اسی مقصد کے پیش نظر جب عورت اپنے کسی ضرورت کے لئے گھر سے باہر نکلے تو اس کے لئے لازمی ہے کہ وہ اپنے آپ کو ایک بڑی چادر میں ڈھانپ لے، نظروں کو جھکاتے ہوئے بڑے ادب کے ساتھ چلے اور راستہ کے بیچ میں نہ چلے۔ جیسا کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''راستہ کے بیچ میں چلنا عورتوں کے لئے جائز نہیں ہے۔'' (البیہقی فی شعب الایمان)

نیک بیوی راستہ کے کنارے کنارے چلتی رہے، اس کے بیچ میں نہیں چلتی، اگر راستہ کے بیچ میں چلے گی تو مردوں کی نظریں اس پر لازماً پڑیں گی، اور عورت کا احترام و وقار بھی جاتا رہے گا۔ لیکن راستہ کے ایک جانب چلنے میں یہ قباحت بہت کم پیدا ہوگی، نیز وہ شک و شبہ کے موقع سے بھی بچے گی، کیونکہ وہ حجاب میں نکلی ہے اور احترام اور وقار کے ساتھ جا رہی ہے، ہر ایسی چیز سے دور ہے جو اس کے لئے کسی قسم کے شبہات کو پیدا کرسکتی ہو۔

اے میری مسلمان بہن! مذکورہ حدیث کا مطلب وہ نہیں ہے جو بہت سی مسلمان بہنیں سمجھتی ہیں کہ اس حدیث کا مقصد عورتوں کی نقل وحرکت پر پابندی لگانا یا ان کی شان کو کم کرنا ہے، بلکہ اس حدیث کا مقصد صرف یہ ہے کہ عورت کے باہر جانے کا معاملہ نظم وضبط کے ساتھ ہو، اصل حکم یہی ہے کہ عورت اپنے گھر میں رہے، گھر کے امور انجام دے، ضرورت

شدیدہ کے گھر سے نہ نکلے اور گھر سے نکلے بھی تو شریعت کی بتائی ہوئی حد میں نکلے، اور ایسے کام کے لئے نکل سکتی ہے جس کی شریعت نے اجازت دی ہے، اگر ایک مسلمان عورت، بے پردہ حالت میں گھر سے نکلتی ہو، راستوں میں بے محابا پھرتی ہو اور مردوں کے ساتھ اختلاط کرتی ہو، اور بزعم خویش کام کاج کرتی ہو تو یہ ایسا مسئلہ ہے کہ جس کے لئے طویل وقفہ (لمحہ) کی ضرورت ہے، جس میں وہ اپنے نفس کا محاسبہ کرے اور اپنے اعمال کا وزن کرے اور سوچے کہ اس کا دین کہاں گیا جس کو اس نے غیر مردوں سے باتیں کرنے کے سبب کھودیا، بلکہ وہ عمل کہاں گیا، جس میں اس کو مسابقت کی کوشش کرنی چاہئے تھی، جس سے مسلمانوں کے بچوں اور بچیوں کو نفع ہوتا۔

اے مسلمان بہن اور نیک زوجہ! تجھے کیا ہوگیا؟ تم اپنے دین سے بے خبر ہو کر محض اپنے دنیا کے کاموں کی فکر دامن گیر کئے ہوئے ہو۔

ذرا سوچئے! اگر (بالفرض) رسول کریم ﷺ آج کی عورتوں کو اور بازاروں میں ان کے حالات وحرکات کو دیکھ لیتے اور آج کی عورتیں جن کاموں کو انجام دے رہی ہیں، ان کو دیکھتے تو کیا فرماتے؟

ہماری اماں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ''اگر رسول اللہ ﷺ دیکھ لیتے کہ آج کی عورتیں کن حالات میں مبتلا ہیں تو ان کو گھر سے نکلنے کی اجازت نہ دیتے۔'' یعنی مسجد میں نماز پڑھنے کے لئے بھی گھر سے نکلنے کی اجازت نہ دیتے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا یہ فرمان وصال نبوی ﷺ کے کچھ ہی عرصہ کے بعد کا ہے، پھر آج کل کی عورتوں کا کیا حال ہوگا! حالانکہ پندرہ صدیاں بیت گئی ہیں۔

پس اے وہ نیک بخت اور خوش نصیب عورت جو زوجۂ صالحہ کا مقام ومرتبہ حاصل کرنے کی تمنا رکھتی ہو اور سعادت مند ازدواجی زندگی کی خواہش رکھتی ہو! اپنے گھر کو اپنے اوپر لازم کرو، اپنے گناہوں پر رویا کرو اور ایسے کاموں کی جستجو میں لگو جو پروردگارِ عالم کو راضی اور خوش کرنے والے ہوں۔

پردے کا خوب اہتمام کیجئے:

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: ''جس عورت نے اپنے شوہر کے گھر کے علاوہ کسی اور جگہ پر اپنے کپڑے اتارے اس نے اس پردے کو جو اس کے اور اللہ کے درمیان میں ہے، ہٹا دیا''

''کپڑے اتارنا'' اجنبیوں کے سامنے پردہ نہ کرنے سے کنایہ ہے۔ اور ''اپنے شوہر کے گھر کے علاوہ کسی اور جگہ میں'' اس کا مفہوم یہ ہے کہ نیک بیوی اپنے شوہر کے گھر ہی میں اپنے کپڑے اتارتی ہے یعنی اپنے گھر ہی میں اپنے پردے کو اٹھاتی ہے، غیروں کے سامنے بے پردہ نہیں ہوتی۔ اور ''اس نے اس پردے کو جو اس کے اور خدا کے درمیان میں ہے ہٹا دیا'' اس جملے کا مفہوم کیا ہے؟ اس کے لئے کچھ وضاحت کی ضرورت ہے۔

قابل احترام مسلمان بہن! اللہ تعالیٰ نے لباس پہننے کا حکم اس لئے دیا تا کہ ہم اپنی شرمگاہوں کو اس کے ذریعہ ڈھانپیں اور اللہ تعالیٰ اپنے حکم میں کلی طور پر مختار ہے، جو چاہتا ہے حکم دیتا ہے، جب ایک بیوی کو اپنے رب کا خوف نہ ہو، قابل ستر حصوں کو غیروں کے سامنے کھول دے، اپنے شوہر کے علاوہ کسی اور جگہ میں کپڑے اتار دے یعنی بے پردہ ہو جائے تو اس عورت نے یقیناً اس پردے کو اٹھا دیا جو اس کے اور اس کے رب کے درمیان تھا، عورت کو سزا اس کے فعل کی طرح ملی، یعنی جیسا عمل ویسی سزا، اللہ تعالیٰ نے اس پر پڑے ہوئے پردے کو ہٹا دیا یعنی اس کے فعل قبیح کی وجہ سے اس کو رسوا کر دیا کہ اب اس عورت کو اس فضیحت و رسوائی سے بچنے کے لئے کوئی جگہ نہیں ملتی۔

''نیک بیوی'' ایسی حقیر اور گھٹیا حرکت سے بہت دور ہوتی ہے۔ ''نیک بیوی'' بڑی ذمہ داری اور امانت داری کے احساس کے ساتھ اپنی زندگی بسر کرتی ہے، اللہ تعالیٰ نے وہ امانت آسمان و زمین کو پیش کی مگر انہوں نے اس امانت کو اٹھانے سے انکار کر دیا، لیکن اس نیک عورت نے اس امانت کو برداشت کرنے کی ذمہ داری قبول کر لی۔ ''نیک بیوی'' خود کو جنسی تسکین کا محض ذریعہ نہیں سمجھتی، ''نیک بیوی'' کی شان اس سے برتر اور عالی ہوتی ہے کہ وہ سڑکوں پر یا گھروں میں محض سامانِ زینت بنے کہ لوگ اس کی طرف دیکھیں اور وہ

(عورت) ان کی دلکشی کا ذریعہ بنے۔

''نیک بیوی'' تو دنیا و آخرت کا بہترین سامان اور قیمتی دولت ہے۔

(بحوالہ چیدہ چیدہ از نیک بیوی کی اعلیٰ صفات)

ذمہ داری نمبر......۲۷

﴿سسرالی رشتوں کو نظر انداز مت کیجئے﴾

ہمارے دور میں ایک نئی وباء چل پڑی ہے کہ عورتیں شوہر سے تو ہر ممکن پیار جتاتی ہیں (چاہے ظاہری طور پر ہی سہی) اور اس کے تو وارے نیارے جاتی ہیں لیکن شوہر کے سامنے بھی اور غیر موجودگی میں بھی اس کے والدین، بہن بھائیوں اور عزیز و اقرباء کو گھاس نہیں ڈالتیں۔ یقین جانئے اگر ان باتوں کے باوجود آپ کا شوہر سے اس بابت کوئی جھگڑا (تلخ کلامی) وغیرہ نہیں ہوتی تو جان رکھئے یہ بم پھٹنے کو ہی ہے اور جب یہ عمل رونما ہوگا تو اپنے ساتھ بہت کچھ بہا کر لے جائے گا۔

چنانچہ اگر آپ کی مالی حالت بہتر نہیں پھر بھی حتی الامکان شوہر کے بہن بھائیوں کے ساتھ صلہ رحمی اختیار کیجئے۔

اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے: اور تم اللہ تعالیٰ کی عبادت اختیار کرو اور اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک مت کرو اور والدین کے ساتھ اچھا معاملہ کرو اور اہل قرابت کے ساتھ بھی اور یتیموں کے ساتھ بھی اور غریب غرباء کے ساتھ بھی اور پاس والے پڑوسی کے ساتھ بھی اور دور والے پڑوسی کے ساتھ بھی اور ہم مجلس کے ساتھ بھی اور راہگیر کے ساتھ بھی جو تمہارے مالکانہ قبضہ میں ہیں۔ بیشک اللہ تعالیٰ ایسے شخصوں سے محبت نہیں رکھتے جو اپنے کو بڑا سمجھتے ہوں، شیخی کی باتیں کرتے ہوں۔ (سورۃ النساء)

صلہ رحمی کی ترغیب:

اللہ تبارک وتعالیٰ اپنی عبادت کا حکم دیتا ہے اور اپنی توحید کے ماننے کو فرماتا ہے اور

اپنے ساتھ کسی کو شریک کرنے سے روکتا ہے۔ اس لئے کہ خالق، رازق، نعمتیں دینے والا تمام مخلوق پر ہر وقت اور ہر حال میں انعام کی بارش کرنے والا صرف وہی ہے تو لائق عبادت بھی صرف وہی ہوا۔ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے جب رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں: جانتے ہو اللہ تعالیٰ کا حق بندوں پر کیا ہے؟ آپ جواب دیتے ہیں اللہ اور اس کا رسول ﷺ زیادہ جاننے والے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا یہ کہ وہ اسی کی عبادت کریں۔ اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں۔ پھر فرمایا جانتے ہو، جب بندے یہ کریں تو ان کا حق اللہ کے ذمہ کیا ہے؟ یہ کہ انہیں وہ عذاب نہ کرے۔ پھر فرمایا ماں باپ کے ساتھ احسان کرتے رہو، وہی سبب بنے ہیں تمہارے عدم سے وجود میں آنے کا۔ قرآن کریم کی بہت سی آیتوں میں اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے اپنی عبادت کے ساتھ ہی ماں باپ سے سلوک واحسان کرنے کا حکم دیا ہے۔ جیسے فرمایا:

"ان اشکرلی ولوالدیک" (لقمان)

اور

"قضی ربک ان لا تعبدوا الا ایاہ وبالوالدین احسانا" (الاسراء)

یہاں بھی یہ بیان فرما کر پھر حکم دیا ہے کہ اپنے رشتہ داروں سے بھی سلوک واحسان کرتے رہو۔ حدیث میں ہے مسکین کو صدقہ دینا صرف صدقہ ہی ہے۔ لیکن قریبی رشتہ دار کو دینا صدقہ بھی اور صلہ رحمی بھی ہے۔

پھر فرمایا کہ یہ یتیموں کے ساتھ بھی سلوک واحسان کرو۔ اس لئے کہ ان کی خبر گیری کرنے والا، ان کے سر پر محبت سے ہاتھ پھیرنے والا، ان کے ناز و نخرے اٹھانے والا انہیں محبت کے ساتھ کھلانے پلانے والا ان کے سر سے اٹھ گیا ہے۔ پھر مسکینوں کے ساتھ نیکی کرنے کا ارشاد فرمایا کہ وہ حاجتمند ہیں، خالی ہاتھ ہیں محتاج ہیں۔ ان کی ضرورتیں تم پوری کرو، ان کی احتیاج تم رفع کرو، ان کے کام تم کر دیا کرو۔

ساس، سسر کو عزت دیجئے پورے گھر میں آپ کی عزت ہو جائے گی:

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے بیان فرمایا جو بھی جوان کسی

بوڑھے شخص کی اس کے بڑھاپے کے سبب تعظیم وتکریم کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے بڑھاپے کے وقت کسی ایسے شخص کو متعین کر دیتا ہے جو اس کی تعظیم وخدمت کرتا ہے''

(بحوالہ جامع الترمذی)

اس حدیث کے ذریعہ گویا اس حقیقت کو واضح کیا گیا ہے کہ جو شخص دوسروں کی تعظیم و خدمت کرتا ہے تو اس کی بھی تعظیم وخدمت کی جاتی ہے اور جو لوگ اپنے بزرگوں کی تعظیم و خدمت نہیں کرتے اور اپنے بڑے بوڑھوں کی تحقیر کرتے ہیں وہ اپنے بڑھاپے میں اپنے چھوٹوں کی طرف سے اسی تحقیر وتذلیل اور بے وقعتی سے دوچار ہوتے ہیں۔

اس ارشادِ گرامی میں اس طرف بھی اشارہ ہے کہ اس جوان کی عمر دراز ہوتی ہے جو اپنے بڑے بوڑھوں کی تعظیم وخدمت کرتا ہے۔

منقول ہے ایک بزرگ تھے جو مصر میں سکونت پذیر تھے اور ان کا ایک مرید تھا جو خراسان میں رہتا تھا ایک مرتبہ وہ مرید اپنے شیخ کے پاس کچھ دن رہنے کے لئے خراسان سے چل کر مصر پہنچا اور وہاں ایک طویل مدت تک شیخ کی خدمت میں رہا انہی دنوں کچھ دوسرے بزرگوں کی جماعت اس کے شیخ کی زیارت کے لئے آئی تو شیخ نے اس مرید سے اشارہ کیا کہ ان بزرگوں کی سواری کے جانور تھام لو وہ ان کے پاس سے چلا گیا اور ان جانوروں کی نگرانی کرنے لگا۔ مگر اس کے دل میں یہ وسوسہ پیدا ہوا کہ میں جو اتنی دور دراز سے سفر طے کر کے شیخ کی خدمت میں آیا تھا یہ اس کا نتیجہ ہے! بہر حال جب وہ بزرگ ان شیخ کے پاس سے چلے گئے اور وہ مرید اپنے پیر کی خدمت میں حاضر ہوا تو انہوں نے کہا کہ عزیز من! اس وقت میں نے تمہیں ان بزرگوں کی سواری کے جانوروں کی دیکھ بھال پر جو متعین کیا تھا، تو اس کی وجہ سے نہ معلوم تمہارے دل میں کیا وسوسہ پیدا ہوا ہوگا لیکن اتنی بات یاد رکھو کہ تمہیں اس خدمت کا بہت بڑا اجر ملے گا اور عنقریب اللہ تعالیٰ تمہیں اس درجہ پر پہنچائے گا کہ تمہاری خدمت میں بڑے بڑے بزرگ اور اکابر آئیں گے اور پھر خدا کی طرف سے تمہارے پاس ایسے لوگ مقرر کئے جائیں گے جو ان آنے والوں کی خدمت کریں گے۔ چنانچہ بیان کیا جاتا ہے کہ ان شیخ نے جو کہا تھا وہ صحیح ثابت ہوا اور اس شخص کی

ملاقات کے لئے آنے والے بڑے بڑے بزرگوں کی کثرت کی وجہ سے ہمیشہ اس کے دروازے پر خچر اور گھوڑوں کا ایک ہجوم رہا کرتا تھا۔

خود اس حدیث کے راوی حضرت انس رضی اللہ عنہ رسول خدا ﷺ کی خدمت کے سلسلے میں دین و دنیا کے بڑے بڑے اجر و انعام سے نوازے گئے، چنانچہ جب وہ آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے تو اس وقت ان کی عمر دس سال تھی اور جب تک آنحضرت ﷺ اس دنیا سے تشریف فرما رہے ان کی زندگی کا سارا وقت حضور ﷺ کی خدمت ہی میں صرف ہوتا رہا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو ایک بڑی نعمت تو یہ عطا کی کہ ان کی حیات بہت طویل ہوئی اور وہ تقریباً ایک سو تین سال تک نہایت پاکیزہ اور اچھے احوال اور اطمینان وسکون کے ساتھ اس دنیا میں رہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو مال و دولت کی فراوانی سے بھی نوازا اور کثیر اولاد کی نعمت سے بھی سرفراز کیا۔ کہا جاتا ہے کہ ان کے ایک سو لڑکے تھے۔

قابل احترام بہن! صرف ساس، سسر ہی نہیں بلکہ ان کے بہن بھائیوں سے بھی اچھا سلوک روا رکھئے۔

چنانچہ نبی کریم ﷺ کا فرمانِ عالی شان ہے حضرت عبدالمطلب بن ربیعہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ (ایک دن) میں رسول کریم ﷺ کی خدمت میں بیٹھا ہوا تھا کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ غصہ میں بھرے ہوئے آئے۔ یعنی کسی نے کوئی ایسی حرکت کردی تھی یا کوئی ایسی بات کہہ دی تھی جس سے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو سخت غصہ آیا اور اسی غصہ کی حالت میں وہ آنحضرت ﷺ کے پاس آئے۔ آنحضرت ﷺ نے پوچھا کہ ایسی کیا بات پیش آگئی جس سے تمہیں اتنا غصہ آرہا ہے؟ حضرت عباس رضی اللہ عنہ بولے اے اللہ کے رسول ﷺ! ہمارے (یعنی بنی ہاشم) اور (باقی) قریش کے درمیان کیا (بیگانگی) ہے کہ جب وہ (قریش) آپس میں ملتے ہیں تو کشادہ روئی سے ملتے ہیں اور جب ہمارے ساتھ ملتے ہیں تو اس طرح نہیں ملتے۔ رسول کریم ﷺ نے (حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے یہ بات سنی تو ان قریش کے اس برے رویہ پر) سخت غصہ ہوئے یہاں تک کہ غصہ کی شدت سے آپ ﷺ کا چہرہ مبارک سرخ ہوگیا۔ پھر حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے مخاطب ہو کر فرمایا: قسم ہے اس

ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، کسی شخص کے دل میں ایمان داخل نہیں ہوگا، اگر وہ تم (اہل بیت) کو اللہ اور اللہ کے رسول کی محبت وخوشنودی حاصل کرنے کے لئے دوست نہیں رکھے گا۔'' اور پھر فرمایا: لوگو جان لو! جس شخص نے خصوصاً میرے چچا کو ستایا اس نے (گویا) مجھ کو ستایا، کیونکہ کسی کا چچا اس کے باپ کی مانند ہوتا ہے۔'' (بحوالہ جامع الترمذی)

قابل احترام بہن! ساس کو اپنی ماں جتنا احترام دیجئے وہ آپ کو اپنی اولاد سے بڑھ کر چاہنے لگے گی۔

چنانچہ اللہ عزوجل نے قرآن میں ارشاد فرمایا:

''واذ اخذنا میثاق بنی اسرائیل لا تعبدون الا اللّٰہ''

(سورۃ البقرۃ)

''اور (وہ زمانہ یاد کرو) جب لیا ہم نے (توریت میں) قول وقرار بنی اسرائیل سے کہ عبادت مت کرنا (کسی کی) بجز اللہ تعالیٰ کے اور ماں باپ کی اچھی طرح خدمت گزاری کرنا اور اہل قرابت کی بھی اور بے باپ کے بچوں کی بھی اور غریب محتاجوں کی بھی اور عام لوگوں سے بات اچھی طرح (خوش خلقی سے) کہنا اور پابندی رکھنا نماز کی اور ادا کرتے رہنا زکوٰۃ پھر تم (قول وقرار کر کے) اس سے پھر گئے، بجز معدودے چند کے اور تمہاری تو معمولی عادت ہے اقرار کر کے ہٹ جانا''

قابل احترام بہن! دیکھئے اس آیت میں بنی اسرائیل کو جو احکام دیئے گئے اور ان سے جن چیزوں پر عہد لیا گیا، ان کا بیان ہو رہا ہے اور ان کی عہد شکنی کا ذکر ہو رہا ہے۔ انہیں حکم دیا تھا کہ وہ توحید کو تسلیم کریں۔ خدا کے سوا کسی کی عبادت نہ کریں۔ نہ صرف بنی اسرائیل کو بلکہ تمام مخلوق کو یہی حکم ہوا ہے۔ فرمان ہے:

''وما ارسلنا من قبلک من رسول الا نوحی الیہ انہ لا الہ الا انا فاعبدون'' (سورۃ الانبیاء)

یعنی تمام رسولوں کو ہم نے یہی حکم دیا ہے کہ وہ اعلان کردیں کہ قابل عبادت میرے سوا کوئی نہیں۔ سب لوگ میری عبادت کیا کریں اور پھر فرمایا:

"ولقد بعثنا فی کل امة رسولا ان اعبدوا الله واجتنبوا الطاغوت" (سورۃ النحل)

یعنی ہم نے ہر امت میں رسول بھیجا کہ اللہ کی ہی عبادت کرو اور اس کے سوا دوسرے معبودانِ باطل سے بچو۔

سب سے بڑا حق اللہ تعالیٰ ہی کا ہے اور اس کے تمام حقوق میں بڑا حق یہی ہے کہ اس کی عبادت کی جائے اور دوسرے کسی کی عبادت نہ کی جائے۔ پھر حق تعالیٰ کے بعد حقوق العباد کا بیان ہو رہا ہے۔ بندوں کے حقوق میں ماں باپ کا حق چونکہ بہت بڑا ہے، اسی لئے پہلے ان کا حق بیان ہوا اور ارشاد ہے:

"ان اشکرلی ولوالدیک" (سورۃ لقمان)

"میرا شکر اور اپنے ماں باپ کا بھی احسان مان"

اور فرمایا: **وقضی ربک ....** (سورۃ بنی اسرائیل)

تیرے رب کا فیصلہ یہ فیصلہ ہے کہ اس کے سوا دوسرے کی عبادت نہ کر اور ماں باپ کے ساتھ احسان سلوک کرتے رہو۔

صحیحین میں ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے پوچھا، یا رسول اللہ ﷺ! کون سا عمل سب سے افضل ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: نماز کو وقت پر ادا کرنا۔ پوچھا کہ اس کے بعد؟ فرمایا کہ ماں باپ کے ساتھ سلوک اور احسان کرنا۔ پوچھا پھر کون سا؟ فرمایا اللہ کی راہ میں جہاد کرنا۔

اور ایک صحیح حدیث میں ہے۔ کسی نے کہا: حضور ﷺ میں کس کے ساتھ سلوک اور بھلائی کروں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اپنی ماں کے ساتھ، پوچھا پھر کس کے ساتھ؟ فرمایا اپنی ماں کے ساتھ، پھر پوچھا کس کے ساتھ؟ فرمایا اپنے باپ کے ساتھ۔ پھر اور قرابت داروں

کے ساتھ۔ (بحوالہ مسلم شریف)

یتیم ان چھوٹے بچوں کو کہتے ہیں جن کا سرپرست باپ نہ ہو۔ مسکین ان لوگوں کو کہتے ہیں جو اپنی ماں اور اپنے بال بچوں کی پرورش اور دیگر ضروریات پوری طرح مہیا نہ کر سکتے ہوں۔

پھر فرمایا لوگوں کو اچھی طرح بات کہا کرو۔ یعنی ان کے ساتھ نرم کلامی اور کشادہ پیشانی کے ساتھ پیش آیا کرو۔ بھلی باتوں کا حکم دو، برائی سے روکو۔ حضرت حسن رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ بھلائی کا حکم دو، برائی سے روکو۔ بُردباری درگزر اور خطاؤں سے معافی کو اپنا شیوہ بنالو۔ یہی اچھا خلق ہے جسے اختیار کرنا چاہئے۔ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں: اچھی چیز کو حقیر نہ سمجھو۔ اگر اور کچھ نہ ہوسکے تو اپنے بھائیوں سے ہنستے ہوئے چہرے سے ملاقات کرلیا کرو۔

(بحوالہ مسند احمد)

پس قرآن کریم نے پہلے اپنی عبادت کا حکم دیا۔ پھر لوگوں کے ساتھ بھلائی کرنے کا۔ پھر اچھی بات کہنے کا۔ پھر بعض اہم چیزوں کا ذکر بھی کر دیا کہ نمازیں پڑھو، زکوٰۃ دو۔ پھر خبر دی کہ ان لوگوں نے عہد شکنی کی اور عموماً نافرمان بن گئے مگر تھوڑے سے۔

اس امت کو بھی یہی حکم دیا گیا، فرمایا:

”واعبدوا اللہ ولا تشرکوا بہ شیئا وبالوالدین احسانا“

(سورۃ النساء)

اللہ کی عبادت کرو، اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو۔ ماں باپ کے ساتھ، رشتہ داروں کے ساتھ، یتیموں کے ساتھ اور مسکینوں کے ساتھ، قرابت دار پڑوسیوں کے ساتھ، اجنبی پڑوسیوں کے ساتھ، ساتھ والوں کے ساتھ، مسافروں کے ساتھ، لونڈی غلاموں کے ساتھ، سلوک، احسان، بھلائی کیا کرو۔ یاد رکھو تکبر اور فخر کرنے والوں کو خدا پسند نہیں کرتا۔ الحمدللہ کہ یہ امت بہ نسبت اور امتوں کے ان فرمانوں کے مانتے ہیں، ان پر عمل پیرا ہونے میں زیادہ مضبوط ثابت ہوئی۔

جس گھر میں آئی ہیں اس کے پڑوس کا بھی خیال رکھئے:

اپنے پڑوسیوں کا خیال رکھو، ان کے ساتھ بھی اچھا برتاؤ کرو اور نیک سلوک رکھو، خواہ

وہ قرابت دار ہوں یا نہ ہوں۔ خواہ مسلمان ہوں یا یہود و نصرانی ہوں۔ یہ بھی کہا گیا: جار ذی القربی سے مراد بیوی ہے اور جار الجنب سے مراد رفیق سفر ہے۔ پڑوسیوں کے حق کے سلسلہ میں بہت سی حدیثیں ہیں۔ کچھ آپ بھی پڑھ لیجئے۔

مسند احمد میں ہے رسول اللہ فرماتے ہیں: مجھے حضرت جبرئیلؑ پڑوسیوں کے بارے میں یہاں تک وصیت و نصیحت کرتے رہے کہ مجھے گمان ہوا کہ شاید پڑوسیوں کو وارث بنادیں گے۔ فرماتے ہیں کہ بہتر ساتھی اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہ ہے جو اپنے ساتھیوں کے ساتھ خوش سلوک ہو اور پڑوسیوں میں سب سے بہتر اللہ کے نزدیک وہ ہے جو ہمسایوں سے نیک سلوک زیادہ کرتا ہو۔

فرماتے ہیں: انسان کو ہرگز نہ چاہئے کہ اپنے پڑوسی کی آسودگی کے بغیر خود شکم سیر ہو جائے۔ ایک مرتبہ آپ ﷺ نے صحابہؓ سے سوال کیا، زنا کے بارے میں تم کیا کہتے ہو؟ انہوں نے کہا: وہ حرام ہے، اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے اسے حرام کیا ہے اور قیامت تک حرام ہی رہے گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: سنو! دس عورتوں سے زنا کرنے والا اس شخص کے گناہ سے کم گنہگار ہے جو اپنے پڑوسی کی عورت سے زنا کرے۔ پھر دریافت فرمایا: تم چوری کی نسبت کیا کہتے ہو؟ انہوں نے جواب دیا کہ اسے بھی اللہ تعالیٰ نے اور اس کے رسول ﷺ نے حرام کیا ہے اور وہ قیامت تک حرام ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: سنو! دس گھروں سے چوری کرنے والے کا گناہ اس شخص کے گناہ سے ہلکا ہے جو اپنے پڑوسی کے گھر سے کچھ چرائے۔

صحیحین کی حدیث میں ہے: حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سوال کرتے ہیں کہ یارسول اللہ ﷺ! اللہ کو کونسا گناہ سب سے برا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: یہ کہ تم اللہ کے ساتھ شریک ٹھہراؤ، حالانکہ اسی ایک نے تجھے پیدا کیا ہے۔ میں نے پوچھا: پھر کونسا؟ فرمایا: یہ کہ تو اپنی پڑوس کی عورت کے ساتھ زنا کرے۔ ایک انصاری صحابی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہونے کے لئے گھر سے چلا۔ وہاں پہنچ کر دیکھتا ہوں کہ ایک صاحب کھڑے ہیں اور حضور ﷺ کھڑے ہیں اور باتیں ہو رہی ہیں۔ دیر ہوگئی، یہاں تک کہ مجھے آپ ﷺ کے تھک جانے کے خیال نے بے چین کر دیا، بہت دیر کے بعد آپ ﷺ

لوٹے اور میرے پاس آئے۔ میں نے عرض کیا: حضور ﷺ! اس شخص نے تو آپ ﷺ کو بہت دیر تک کھڑا رکھا۔ میں تو پریشان ہو گیا، آپ ﷺ کے پاؤں تھک گئے ہوں گے۔

آپ ﷺ نے فرمایا: اچھا تم نے انہیں دیکھا۔ میں نے کہا خوب اچھی طرح دیکھا۔ فرمایا، جانتے ہو وہ کون تھے؟ وہ جبرئیلؑ تھے۔ مجھے پڑوسیوں کے حق کی تلقین کرتے رہے، یہاں تک کہ ان کے حقوق بیان کئے کہ مجھے خیال ہوا کہ غالباً آج پڑوسی کو وارث ہی ٹھہرا دیں گے۔

(بحوالہ مسند احمد)

مسند عبد بن حمید میں ہے، حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ایک شخص عوالی مدینہ سے آیا۔ اس وقت رسول اللہ ﷺ اور حضرت جبرئیلؑ اس جگہ نماز پڑھ رہے تھے، جہاں جنازہ کی نماز پڑھی جاتی تھی۔ جب آپ ﷺ فارغ ہوئے تو اس شخص نے کہا: حضور ﷺ کے ساتھ یہ دوسرا کون شخص نماز پڑھ رہا تھا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: تم نے انہیں دیکھا؟ اس نے کہا: ہاں۔ فرمایا: تو نے بہت بڑی بھلائی دیکھی یہ جبرئیلؑ تھے، مجھے پڑوسی کے بارے میں وصیت کرتے رہے۔ مجھے خیال ہوا کہ عنقریب اسے وارث بنا دیں گے۔

حضور ﷺ نے فرمایا: پڑوسی تین قسم کے ہیں، ایک حق والے یعنی ادنیٰ، دو حق والے اور تین حق والے یعنی اعلیٰ ہیں۔ ایک حق والا وہ ہے جو مشرک ہو اور اس سے رشتہ داری نہ ہو۔ دو حق والا وہ ہے جو مسلمان ہو اور رشتہ دار نہ ہو۔ ایک حق اسلام، دوسرا حق پڑوسی کا۔ تین حق والا وہ ہے جو مسلمان بھی ہو پڑوسی بھی ہو اور رشتے ناتے کا بھی ہو تو حق اسلام، حق ہمسائیگی، حق صلہ رحمی، تین تین حق اس کے ہو گئے۔

مسند احمد میں ہے، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا کہ میرے دو پڑوسی ہیں، میں ایک کو ہدیہ بھیجنا چاہتی ہوں تو کسے بھجواؤں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: جس کا دروازہ قریب ہوا۔

طبرانی میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے وضو کیا، لوگوں نے آپ کے پانی کو لینا اور ملنا شروع کیا۔ آپ نے پوچھا: ایسا کیوں کرتے ہو؟ انہوں نے کہا: اللہ اور اس کے رسول کی محبت میں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: جسے یہ اچھا معلوم ہوتا ہے کہ اللہ اور اس کا رسول اس سے

محبت کریں تو اسے چاہئے کہ جب بات کرے سچ کرے اور جب امانت دی جائے تو ادا کرے۔ (تفسیر ابن کثیر) میں یہ حدیث یہیں پر ختم ہے۔

لیکن اگلا جملہ اس کا سہوا رہ گیا ہے، جس کا حقیقی تعلق اس مسئلہ سے ہے۔ وہ یہ کہ اسے چاہئے پڑوسی کے ساتھ سلوک واحسان کرے۔

مسند احمد میں ہے کہ قیامت کے دن سب سے پہلے جو جھگڑا اللہ کے سامنے پیش ہوگا وہ دو پڑوسیوں کا ہوگا۔ پھر حکم ہوتا ہے: صاحب الجنب کے ساتھ سلوک کرنے کا۔ اس سے مراد بہت سے مفسرین کے نزدیک عورت ہے اور بہت سے فرماتے ہیں مراد سفر کا ساتھی ہے اور یہ بھی نقل ہے کہ اس سے مراد دوست اور ساتھی ہے۔ عام اس سے کہ سفر میں ہو یا قیام کی حالت میں۔ ابن سبیل سے مراد مہمان ہے اور یہ بھی کہ جو راہ گزرتے ہوئے ٹھہر گیا ہو۔ پس اگر مہمان سے بھی یہ مراد لی جائے کہ سفر میں جاتے ہوئے مہمان بنا تو دونوں ایک ہو گئے۔

اپنی کام والیوں کا بھی خیال رکھئے:

اب یہاں پر غلاموں (آج کے دور میں گھریلو ملازمائیں) کے بارے میں ہدایات بیان فرمائی جارہی ہیں کہ ان کے ساتھ بھی نیک سلوک رکھو۔ اس لئے کہ وہ غریب تو تمہارے ہاتھوں اسیر ہے۔ اس پر تو تمہارا کامل اختیار ہے۔ تو تمہیں چاہئے کہ اس پر رحم کھاؤ اور اس کی ضروریات کا خیال رکھو۔ رسول کریم ﷺ تو اپنے مرض الموت میں بھی اپنی امت کو اس کی وصیت فرما گئے۔ فرماتے ہیں: لوگو! نماز کا اور غلاموں کا خوب خیال رکھو۔ بار بار فرماتے رہے۔ یہاں تک کہ زبان رکنے لگی۔ مسند کی حدیث میں ہے آپ فرماتے ہیں تو خود جو کھائے وہ بھی صدقہ ہے، جو اپنے بچوں کو کھلائے وہ بھی صدقہ ہے، جو اپنی بیوی کو کھلائے وہ بھی صدقہ ہے، جو اپنے خادم کو کھلائے وہ بھی صدقہ ہے۔

مسلم میں ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ اپنے داروغہ سے فرمایا کہ کیا غلاموں کو تم نے ان کی خوراک دے دی؟ اس نے کہا: اب تک نہیں دی۔ فرمایا جاؤ دے کر آؤ۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے انسان کو یہی گناہ کافی ہے کہ جن کی خوراک کا وہ مالک ہے ان سے روک رکھے۔

مسلم میں ایک اور حدیث ہے کہ مملوک ماتحت کا حق ہے کہ اسے کھلایا، پلایا، پہنایا اور اوڑھایا جائے اور اس کی طاقت سے زیادہ کام اس سے نہ لیا جائے۔ بخاری شریف میں ہے، جب تم میں کسی کا خادم اس کا کھانا لے کر آئے تو تمہیں چاہئے کہ اگر ساتھ بٹھا کر نہیں کھلاتے تو کم از کم اسے لقمہ دو لقمہ دے دو۔ خیال کرو کہ اس کے پکانے کی گرمی اور تکلیف اسی نے اٹھائی ہے۔ دوسری روایت میں ہے، چاہئے تو یہ کہ اسے اپنے ساتھ بٹھا کر کھلائے اور اگر کھانا کم ہو تو لقمہ دو لقمہ ہی دے دیا کرو۔ آپ ﷺ فرماتے ہیں تمہارے غلام بھی تمہارے بھائی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں تمہارے ماتحت کر دیا ہے۔ پس جس کے ہاتھ تلے اس کا بھائی ہو، اسے اپنے کھانے میں سے کھلائے اور اپنے پہننے میں سے پہنائے اور ایسا کام نہ لے کہ وہ عاجز ہو جائے۔ اگر کوئی ایسا ہی مشکل کام آ پڑے تو خود بھی اس کا ساتھ دے۔ (بحوالہ بخاری و مسلم)

پھر فرمایا کہ خود بیں، متعجب، متکبر، خود پسند لوگوں پر اپنی فوقیت جتانے والا، اپنے آپ کو تولنے والا، اپنے تئیں دوسروں سے بہتر جاننے والا اللہ کا پسندیدہ بندہ نہیں۔ گو وہ اپنے آپ کو بڑا سمجھے، لیکن اللہ کے ہاں وہ ذلیل ہے۔ لوگوں کی نظروں میں وہ حقیر ہے۔ بھلا کتنا اندھیری ہے کہ خود تو کسی سے سلوک کرے تو اپنا احسان اس پر رکھے، لیکن رب کی نعمتوں کا جو اللہ نے اسے دے رکھی ہیں، شکر نہ بجالائے۔ لوگوں میں بیٹھ کر فخر کرے کہ میں اتنا بڑا آدمی ہوں، میرے پاس یہ ہے اور وہ ہے۔

ذمہ داری نمبر......۲۸

﴿ہمیشہ برداشت سے کام لیجئے﴾

ایک دفعہ ہمارے نبی ﷺ شب قدر کی تعین بتانے کے لیے گھر سے باہر نکلنے، دیکھا دو مسلمان لڑ رہے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا ان کے لڑنے کی نحوست کی وجہ سے مجھے وہ مبارک تاریخ بھلادی گئی ہے۔ (بحوالہ فضائل اعمال)

اللہ تعالیٰ نے ہمیں لڑائی جھگڑے سے منع کیا ہے اور اس کے نقصانات واضح فرمائے

ہیں، قرآن کریم میں اس کی نحوست کو یوں ارشاد فرمایا:

"فتذهب ريحكم"

"(لڑائی سے) تمہاری ہوا اکھڑ جائے گی"

یعنی اس عمل سے آپ کی یکجہتی اتحاد و محبت متاثر ہوتے ہیں اور روحانی قوت ختم ہو جاتی ہے۔

بعض عورتیں ایسی ہوتی ہیں کہ جب اپنے شوہر سے ناراض ہو جاتی ہیں تو بات چیت بند کر دیتی ہیں، منہ پھیلائے ہوئے، یتوریاں چڑھی ہوئی، ایک کونے میں بیٹھی، کسی کام کو ہاتھ نہیں لگا رہی ہیں، کھانا نہیں کھا رہی ہیں، بچوں پر غصہ اتار رہی ہیں، شور و ہنگامہ کر رہی ہیں، ان کے خیال میں لڑائی، جھگڑا "بہترین وسیلہ" ہے جس کے ذریعے شوہر سے انتقام لیا جا سکتا ہے، لیکن ان طریقوں سے نہ صرف یہ کہ شوہر کو تنبیہ کی جا سکتی ہے بلکہ اس کے برے نتائج برآمد ہونے کا بھی امکان ہے، ممکن ہے شوہر بھی جوابی کاروائی کرے اور ایسی صورت میں کئی دن تک آپ کا گھر لڑائی جھگڑے کا "میدان" بنا رہے۔

آپ چیخیں چلائیں گی وہ بھی چیخے چلائے گا، آپ برا بھلا کہیں گی وہ بھی برا، بھلا کہے گا، آپ بات چیت نہیں کریں گی وہ بھی بات کرنا بند کر دے گا، یہاں تک کہ تھک ہار کر آپ اپنی کسی دوست یا رشتہ دار کی وساطت سے کسی بہانے سے صلح کریں یا میکے چلی جائیں لیکن یہ آپ کی آخری لڑائی نہیں ہوگی بلکہ زیادہ وقت نہیں گزرے گا، کہ پھر یہی سلسلہ شروع ہو جائے گا یعنی ساری زندگی اسی طرح لڑائی جھگڑے اور کشمکش میں گزرے گی اور اس طرح خود آپ اپنی بدبختی کے اسباب فراہم کریں گی اور اپنے معصوم بچوں کی زندگیوں کو بھی عذاب میں مبتلا کر دیں گی، اکثر بچے جو اپنے گھروں سے بھاگ جاتے ہیں اور طرح طرح کی برائیوں میں گرفتار ہو جاتے ہیں ایسے ہی خاندانوں کے بچے ہوتے ہیں۔

ممکن ہے ان لڑائی جھگڑوں سے آپ کے شوہر اتنا اکتا جائیں کہ اس "بیہودہ زندگی" پر علیحدگی کو ترجیح دیں، ایسی صورت میں آپ اپنے شوہر کی زندگی بھی برباد کریں گی اور خود اپنی بھی، لیکن آپ زیادہ گھاٹے میں رہیں گی کہ تنہا زندگی گزارنی پڑے گی اور ماں باپ کے

سر پر پڑی رہیں گی، یقیناً بعد میں آپ پچھتائیں گی لیکن اس وقت یہ پچھتاوا بے سود ہوگا۔
لہٰذا یہ لڑائی جھگڑے نہ صرف یہ کہ کسی درد کی دوا نہیں بن سکتے ہیں بلکہ مزید پریشانیوں اور مصیبتوں کا ذریعہ بن سکتے ہیں۔

قابل احترام بہن! لڑائی جھگڑے سے اجتناب کیجئے! اگر شوہر کی کسی بات سے آپ بے حد غصہ ہوگئی ہیں، تو ذرا صبر سے کام لیجئے!! اور جب آپ کے حواس ٹھکانے آجائیں، تو اس کے بعد نرمی اور ملائمت سے اپنی ناراضگی کی وجہ اپنے شوہر سے بیان کیجئے لیکن اعتراض کی شکل میں نہیں بلکہ اچھے لب و لہجے میں کہیے، مثلاً آپ نے فلاں محفل میں میری توہین کی تھی یا فلاں بات مجھ سے کہی تھی یا میری فلاں بات نہیں مانی، کیا یہ مناسب ہے کہ آپ میری نسبت ایسی باتیں کریں؟ اس قسم کی گفتگو سے آپ کا مسئلہ حل ہو جائے گا اور آپ کے شوہر کو بھی تنبیہ ہو جائے گی یقیناً وہ تلافی کرنے کی فکر کرے گا، آپ کو ایک وفادار خوش اخلاق اور نیک و لائق خاتون کی حیثیت سے پہنچانے گا اور یہ احساس اس کے اخلاق و کردار اور طرز عمل پر اچھا اثر ڈالے گا۔

حضرت رسول خدا ﷺ فرماتے ہیں: ''اگر دو مسلمان آپس میں بات چیت بند کر دیں اور تین دن تک صلح نہ کرلیں تو اسلام سے خارج ہو جائیں گے ان میں جو صلح کرنے میں پیش قدمی کرے گا قیامت میں وہ پہلے بہشت میں جائے گا۔'' (مشکوٰۃ۔ ریاض الصالحین)

قابل احترام بہن! آپس کی تکرار سے پہلے ہی اپنے غصے پر کنٹرول کر لیجئے! احادیث سے ثابت ہے کہ غصے کے وقت شیطان انسانی رگوں میں خون کے دوڑنے کی طرح قابض ہو جاتا ہے اور پھر وہی تباہی بکنے اور ہاتھ پیروں کے غلط سمت پر چلنے کی طرف مجبور کر دیتا ہے۔

ایسے موقعہ پر ذرا احتیاط سے کام لیجئے اور غصہ کو پی جایئے، وضو کیجئے یا نماز پڑھئے یا اپنی اس حالت یعنی لیٹنے، بیٹھنے، کھڑے ہونے کی حالت کو بدل لیجئے!! غصہ جاتا رہے گا۔

میری بہن! گھر سے باہر مرد کو گوناگوں مشکلات اور پریشانیوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے، مختلف قسم کے افراد سے سابقہ پڑتا ہے، جب انسان تھکا ماندہ گھر آتا ہے تو اکثر اسے معمولی

بات بھی ناگوار ہوتی ہے اور اسے غصہ آجاتا ہے ایسی حالت میں ممکن ہے بیوی بچوں کے ساتھ زیادتی کرے۔

ہوشیار اور سمجھدار عورتیں اس وقت غصے کا جواب تلخی سے نہیں دیتیں، نیک عورتیں اپنے شوہر کی مشکلات اور پریشانیوں کو مدنظر رکھتے ہوئے اس کے حال زار پر رحم کھاتی ہیں، اس کو غصے میں دیکھ کر صبر وسکون کا مظاہرہ کرتی ہیں، حضور نبی اکرم رحمت مجسم ﷺ کا فرمان ہے:

"الشديد الذي يملك نفسه عند الغضب" (بحوالہ مشکوۃ شریف)

''پہلوان اور بہادر وہ ہے جو غصے کے وقت اپنے اوپر قابو رکھتا ہے''

لڑائی جھگڑا نہیں کرتا بلکہ خاموشی سے اس حالت کا مقابلہ کرتا ہے۔

قابل احترام بہن! اگر آپ کے شوہر غصہ پر کنٹرول نہیں کر سکے تو آپ اس کا جواب نرمی اور برداشت سے دے کر غصے کے نقصانات سے بچ سکتی ہیں۔

قابل احترام بہن! ہمیشہ دوسروں کے لیے خیر خواہی کا سوچئے، رسول خدا ﷺ کی زندگی کے واقعات میں ہمیں جو رہنمائی اور جو طریقہ ملتا ہے، یہی مومن کا اصل مزاج ہے، مومن کے دل میں دوسروں کے لیے خیر خواہی ہوتی ہے، اس لیے وہ بھی ایک مومن کے لیے وہی بہتر چیز چاہنے لگتا ہے، جس کا وہ خود خواہاں ہو۔ مومن دوسرے کی ہدایت کا حریص ہوتا ہے، اس لیے جب وہ دیکھتا ہے کہ کوئی شخص صحیح راستہ اختیار کرنے پر آمادہ نہیں ہے تو وہ اس کے خلاف بددعا نہیں کرتا بلکہ اس کے حق میں خیر خواہی کے جذبات رکھتا ہے اور اپنے خدا سے یہ درخواست کرتا ہے کہ وہ اس کا سینہ ہدایت کے لیے کھول دے۔ اللہ کے پیارے حبیب ﷺ فرماتے ہیں:

"واعف عن من ظلمک" (بحوالہ مشکوۃ شریف)

''جو تجھ سے ناانصافی کرے تو اس سے درگزر کر''

مسجد نبوی میں پیشاب کرنا مسجد کی بے حرمتی کی آخری قبیح صورت ہے مگر ایک واقعہ میں ایسی قبیح حرکت پر بھی رسول اللہ ﷺ نے تنبیہ کرنا پسند نہیں فرمایا، اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ وہ اعرابی جب اپنے قبیلے میں واپس گیا تو اس نے قبیلے والوں سے کہا کہ میں مدینہ گیا اور وہیں

میں نے مسلمانوں کی مقدس عبادت گاہ میں پیشاب کر دیا، محمد ﷺ بھی وہاں موجود تھے، مگر خدا کی قسم محمد ﷺ نے مجھ کو جھڑکا اور نہ مجھ پر غصہ کیا۔ اس اعلیٰ سلوک کا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ اعرابی اور اس کے قبیلے کے دوسرے لوگ اسلام میں داخل ہو گئے۔ اس سے معلوم ہوا کہ اہل اسلام کو چاہیے کہ قبیح ترین معاملات میں بھی ان کی خیر خواہی کا پہلو غالب رہے اور وہ انسانوں سے درگذر کریں، لوگوں کی بری حرکتوں کے باوجود ان کے اوپر سختی کرنے والے نہ بنیں، اہل اسلام کو ہر حال میں نرمی کا طریقہ اختیار کرنا ہے، خواہ دوسروں کی طرف سے کتنا ہی اشتعال انگیز معاملہ کیوں نہ کیا گیا ہو۔

شوہر سے درگزر کا رویہ، اچھی پیش رفت ہے:

خاتون مکرم!! معصوم پیغمبران خدا کے علاوہ ہر انسان سے خطا اور لغزش سرزد ہوتی ہے، دو آدمی جو ساتھ زندگی گزارے ہیں وہ آپس میں ایک دوسرے کے معاون اور مددگار ہوتے ہیں، لہٰذا انہیں ایک دوسرے کی غلطیوں اور خطاؤں کو معاف کر دینا چاہیے، تاکہ زندگی کی گاڑی بخوبی چلتی رہے اور اس سلسلے میں اگر سخت گیری سے کام لیا گیا تو تعاون ناممکن ہو جائے گا۔ لہٰذا دو ساتھ رہنے والے انسانوں، دو ہمسائے، دو رفیق، دو ساتھی اور میاں بیوی کو اجتماعی زندگی میں عفو و درگزر سے کام لینا چاہیے۔ چوتھے پارے میں قرانی اصول ہے۔

"والعافين عن الناس"

"اور (نیک لوگ) دوسروں کو معاف کرنے والے ہیں"

پھر یہ عمل کیجئے اور صاف کہہ دیجئے میں نے آپ کو اللہ کے لیے معاف کیا میرا آپ پر کوئی شکوہ نہیں ہے۔

قابل احترام بہن! ممکن ہے آپ کے شوہر سے کوئی غلطی یا غلطیاں ہو جاتی ہوں، ممکن ہے غصے کی حالت میں وہ کبھی آپ کی توہین کرے یا اس کے منہ سے نامناسب الفاظ نکل جائیں یا اپنے آپ میں نہ رہے اور مار پیٹ کر دے یا ایک بار آپ سے جھوٹ بول دے یا کوئی ایسا کام کرے جو آپ کو پسند نہ ہو، اس قسم کی خطائیں ہر مرد سے سرزد ہوتی ہیں، لیکن

اس کو معاف کر دیں اور اس موضوع کو نہ چھیڑیں وہ عذر خواہی کرے تو فوراً اس کو قبول کر لیں۔ اسے اندازہ ہو جائے گا کہ آپ کو اپنے شوہر، خاندان سے انس و محبت ہے، لہٰذا وہ آپ کی قدر پہچانے گا اور اس کی محبت میں کئی گناہ اضافہ ہو جائے گا۔

کیا یہ بات افسوس ناک نہیں کہ عورت اس قدر کینہ پرور ہو کہ اپنے شوہر کی ایک معمولی سی غلطی کو برداشت نہ کر سکے اور اس کے سبب شادی کے مقدس بندھن کو توڑ ڈالے۔

قابل احترام بہن! آپ اصلاح احوال کرتے ہوئے شوہر میں دلچسپی کو بڑھائیں وہ یہ کہ دینی و دنیاوی ترقی میں ان کی مسلسل معاونت کریں، اس پر اللہ تعالیٰ سے اچھے نتائج کی امید رکھیں۔ **والی اللہ ترجع الامور** اور سب کام اسی کی طرف جاتے ہیں۔ (القرآن)

ذمہ داری نمبر......۲۹

﴿ہمیشہ قناعت اختیار کیجئے﴾

قابل احترام بہن! جو خوراک، رہائش اور کپڑے مل جائیں ان پر صبر اور اللہ کا شکر کریں یہ صبر اور شکر وہ صفات ہیں جن سے اللہ کی رحمت اس کے بندوں کے ساتھ ہو جاتی اور قرآنی وعدوں کے مطابق اس کی نعمتوں میں اضافہ ہوتا ہے۔

حضور نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں:

"**ماقل و کفیٰ خیر مما کثرو الھی**" (رواہ ابونعیم)

"(دنیا کا سامان) جو کم ہو اور کافی ہو (وہ) بہتر ہے اس سے جو زیادہ ہو اور (اللہ کے ذکر سے) غافل کر دے"

قابل احترام بہن! اس حدیث میں مال کی حرص سے بچنے اور تھوڑے مال پر صبر کی تلقین کی گئی ہے اور وضاحت کی گئی ہے کہ دنیا اور جو اس میں ہے اس وقت تک انسان کے لیے مفید ہے جب تک کہ وہ اللہ کے ذکر سے غافل نہ کر دے، اس کی موجودگی میں اعمال سے دوری نہ ہو۔

جو مال دکھاوے، ریاکاری اور لایعنی چیزوں کا ذریعہ بن جائے، وہ انسان کے لیے

کس طرح مفید ہوسکتا ہے؟، صبر اور شکر سے انسان نہ صرف پریشانیوں سے بچا رہتا ہے، بلکہ اس کی زندگی بہت سی تلخیوں سے بچی رہتی ہے، کاش ہمیں شکر کی دنیاوی کرم فرمائیوں کا اندازہ ہو جائے اور تھوڑے پر صبر کی دولت مل جائے تو ہم بہت سی تکلیفوں سے بچ جائیں۔

اس لیے میری بہن! کبھی بھی شکر کا دامن نہ چھوڑیئے۔

خاوند کی طرف سے جو پہننے، کھانے اور رہنے کو مل جائے اس کی تعریف کیجئے، تذکرہ کرتے رہیے، اپنے اردگرد سے متاثر ہو کر شکوہ کی کیفیت پیدا نہ کیجئے، اور صاف کہہ دیجئے کہ ہم روکھی سوکھی کھالیں گے، آپ صرف رزق حلال کی کوشش کریں اور احکام الٰہی کی پابندی کریں، کیونکہ ہمارے نبی ﷺ کا ارشاد ہے:

"التاجر الصدوق الامین مع النبیین والصدیقین والشهداء" (ترمذی شریف)

"تاجر سچا امانت دار (قیامت کے دن) نبیوں کے ساتھ ہوگا اور سچوں کے ساتھ (ہوگا) اور شہیدوں کے ساتھ (ہوگا)"

اس حدیث میں اسلامی اصولوں یعنی سچائی اور امانت داری کے ساتھ تجارت کرنے والوں کی فضیلت بتائی گئی ہے کہ قیامت کے دن ان کا حشر انعام یافتہ لوگوں کے ساتھ ہوگا وجہ اس کی یہ ہے کہ ایمان دار تاجر پوری دنیا میں اسلام کی شان کا ذریعہ ہے، اور اس کی دیانت کی وجہ سے کفار کے قلوب اسلام کی طرف راغب ہوتے ہیں۔

میری بہن! آپ کے تھوڑے سے ایثار سے آپ کا شوہر کہاں سے کہاں پہنچ جائے گا۔ جس طرح کہ یہ فرمان آپ نے پہلے بھی پڑھ لیا ہے کہ:

"طلب کسب الحلال فریضة بعد الفریضة" (بحوالہ بیہقی)

"حاصل کرنا حلال روزی کا فرض ہے (دورے) فرائض کے بعد"

اس حدیث پاک میں ارکان اسلام، نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ اور اقرار توحید کے ساتھ ساتھ زرق حلال کو بھی ضروری قرار دیا گیا ہے بلکہ یہ ایک ایسا فرض ہے جو دوسرے فرائض کی تکمیل کا ذریعہ بنتا ہے، ان سب فرائض کا ثواب آپ کو ملے گا۔

بے جا توقعات چھوڑ دیئے اور سادگی اختیار کیجئے:

فرمان نبی ﷺ ہے:

"البذاذة من الایمان"

"سادگی ایمان کا حصہ ہے" (بحوالہ ریاض الصالحین)

تمام افراد کے مالی وسائل اور آمدنی یکساں نہیں ہوتی، سبھی ایک معیار کے مطابق زندگی نہیں گزار سکتے، ہر خاندان کو اپنی آمدنی اور اخراجات کا حساب خود کرنا چاہئے اور اپنی آمدنی کے مطابق خرچ کرنا چاہئے، زندگی ہر طرح گزاری جاسکتی ہے، یہ دانشمندوں کا شیوہ نہیں کہ غیر ضروری چیزوں کی فراہمی کے لیے قرض اور بعد میں اس کی قیمت ادا کرتے پھریں۔

خاتون عزیز! آپ گھر کی مالکہ ہیں، عاقلہ اور سمجھدار ہیں، اپنی آمدنی و اخراجات کا اندازہ کیجئے اور دیکھئے کہ کس طرح خرچ کیا جائے کہ آپ کی عزت و آبرو قائم رہے اور آپ کے پاس ہمیشہ کچھ رقم محفوظ بھی رہے، عاقبت اندیشی سے کام لیجئے، دوسروں سے مقابلہ نہ کیجئے، اگر کسی عورت کو نئے ڈیزائن کا لباس پہنے ہوئے دیکھا ہے اور آپ کی ملی حالت اس بات کی اجازت نہیں دیتی کہ آپ بھی ویسا ہی لباس خرید سکیں تو اپنے شوہر کو اسے خریدنے کے لیے مجبور نہ کیجئے......

اگر آپ ہمسائے کے گھر میں کوئی خوبصورت سجاوٹ کی چیز دیکھیں تو اپنے شوہر کی جان نہ کھائیں کہ وہ بھی ویسی ہی چیز لائے، آپ جانتی ہیں کہ آپ کی مالی حالت اور آمدنی اس بات کی اجازت نہیں دیتی تو پھر کیوں اپنے شوہر کو قرض لینے، بعد میں قیمت ادا کرنے، قسطوں پر خریدنے اور ناجائز کاموں کو انجام دینے کے لیے مجبور کرتی ہیں؟ کیا یہ بہتر نہ ہوگا کہ آپ تھوڑے صبر سے کام لیں کہ آپ کی مالی حالت سدھر جائے۔ یا اپنی آمدنی میں سے ہر ماہ تھوڑی رقم پس انداز کرتی رہیں اور کچھ رقم جمع ہو جانے کے بعد جدا قیمت ادا کر کے پسندیدہ چیز خرید لیں۔

ذمہ داری نمبر......۳۰

﴿رشتوں کو بگاڑنے والی خواتین سے بچئے﴾

قابل احترام بہن! اپنی قسمت پر راضی رہیے، کسی عورت یا مرد کی باتوں میں آکر احساس کمتری کا شکار نہ ہو جائیے بعض عورتوں کی یہ عادت ہے۔

شوہر اگر تیل فروش ہے تو کہتی ہے کہ تمہارے شوہر کے پاس سے تیل کی بو آتی ہے۔تم کسی طرح اس کے ساتھ نباہ کرتی ہو؟

اگر موچی ہے تو کہے گی بھلا موچی سے کیوں شادی کی؟

اگر ڈرائیور ہے تو کان بھرے گی کہ تمہارا شوہر ہمیشہ سفر میں رہتا ہے یہ تمہارے لیے اچھا نہیں ہے۔

اگر قصاب ہے تو کہتی ہے اس کے پاس سے گوشت کی بو آتی ہے۔

اگر دفتر میں کام کرتا ہے تو کہتی ہے ایسے آدمی کو زندگی اور دفتر میں ذرا بھی آزادی حاصل نہیں ہوتی۔

اگر غریب اور کم آمدنی والا ہے تو کہتی ہے ایسے غریب کے ساتھ کیسے گزارا کرتی ہو۔

افسوس! تم ایسی خوبصورت اور میاں ایسا بدصورت؟ اور بے ہنگم کیسا چھوٹے سے قد کا، کالا اور دبلا پتلا لاغر ہے، بھلا ایسے مرد سے کیوں شادی کی تھی؟

کیا ماں باپ کو بھاری تھیں کہ ایسے آدمی سے تمہیں بیاہ دیا؟

اے تمہارے تو سینکڑوں رشتے آئے ہوں گے افسوس! تمہیں ایسے جاہل کے پلے باندھ کر ساری خوشیوں سے محروم کر دیا نہ سینما، نہ تھیٹر، نہ تفریح، یہ بھی کوئی زندگی ہے؟ اے تمہارا میاں کیسا بدمزاج ہے، جب بھی اسے دیکھتی ہوں، تیوریاں چڑھی ہوئی، ایسے ناک چڑھے کے ساتھ کیسے گذارہ کرتی ہو؟ اتنا پڑھ لکھا کر بھلا ایک دیہاتی سے کیوں شادی کر دی؟

یہ اور اسی قسم کی دوسری سینکڑوں باتوں کا عورتوں کے درمیان تبادلہ ہوتا رہتا ہے، دراصل اس قسم کی بے لگام باتوں کی عادت بعض عورتوں کو کچھ اس طرح پڑ جاتی ہے کہ وہ ذرا

بھی نہیں سوچتیں کہ ان باتوں کے کیا نتائج ہو سکتے ہیں؟ انہیں ذرا بھی فکر نہیں کہ ممکن ہے کہ ان کا ایک جملہ کسی عورت کو اپنے شوہر سے بدظن کر دے اور آخر کار اس کے نتیجے میں طلاق اور علیحدگی بلکہ قتل و غارت گری اور بسا بسایا گھر تباہ و برباد ہو جائے، اسی قسم کی عورتیں در حقیقت انسان کی صورت میں شیطان ہوتی ہیں، وہ خاندانوں کی خوشحالی اور سکون واطمینان کی دشمن ہوتی ہیں، جس طرح شیطان کا کام دشمنی، اختلاف اور نفاق پیدا کرنا ہے اس طرح یہ عورتیں بھی خوش وخرم گھرانوں کو دردناک اور تاریک قید خانوں میں تبدیل کر دیتی ہیں، اب یہ غور کرنا ہے کہ ہمیں کیا کرنا چاہیئے؟ ہمارے معاشرے کی جملہ خرابیوں میں سے یہ ایک انتہائی بری اور تباہ کن خرابی ہے، حالانکہ اسلام نے اس چیز کی سختی سے ممانعت کی ہے لیکن ہم اس ذلیل عادت سے دستبردار ہونے پر تیار نہیں ہے۔

قابل احترام بہن! اس طرح کی عورتوں کے پیچھے لگنے سے پہلے جان لیں کہ ان کا اپنا انجام کیا ہونے والا ہے ارشاد ہے۔

''حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا! وہ شخص ہم میں سے نہیں'' جو کسی عورت کو اس کے شوہر کے خلاف اکسائے، یا کسی غلام کو اس کے آقا کا مخالف بنائے'' (بحوالہ ابوداؤد، مشکوۃ شریف)

بعض لوگوں کی عادت ہوتی ہے کہ وہ اکسانے اور خلاف بنانے کے عادی ہوتے ہیں چنانچہ بعض عورتیں ہوتی ہیں کہ کسی عورت کو اس کے شوہر کے خلاف اکساتی ہیں، اس کی شکایت اور بے توجہی کو اس کے ذہن میں اس طرح ڈالتی ہیں کہ عورت کو شوہر سے نفرت اور شکایت ہو جاتی ہے، کبھی لڑائی تک کی بھی نوبت آ جاتی ہے۔

مثلاً کہتی ہیں ''تمہارے شوہر کی تو اتنی آمدنی ہے پھر بھی تمہیں اچھی طرح نہیں رکھتا'' زیور نہیں بنا کر دیتا، دوسروں پر خرچ کرتا ہے تم کو دھیلا بھی نہیں دیتا'' بھائی، بہن، ماں باپ کو تو خوب تم سے چرا کر دیتا ہے تم کو کیا دیتا ہے؟ اپنی بہن کو یہ لا کر دیا تم کو پوچھا بھی نہیں، اس قسم کی باتوں سے شوہر کے خلاف کر دیتی ہیں سو یہ جائز نہیں، کسی کے گھر کو بگاڑنا تعلقات کو خراب کرنا کسی بھی طرح درست نہیں، اس سے بچنا چاہیئے، یہ جہنم کے اعمال ہیں۔

کٹنی قسم کی یہ عورتیں، اس قسم کی باتیں کر کے اپنے چند مقاصد پورے کرتی ہیں، یا تو دشمنی اور کینے کے سبب اس قسم کی باتیں کرتی ہیں، تاکہ کسی خاندان کو تباہ کر دیں، یا جزبہ رشک وحسد ان کو عیب جوئی پر مجبور کرتا ہے یا اس قسم کی باتوں سے ان کا مقصد فخر اور خودستائی ہوتا ہے اور دوسروں کی برائی کر کے چاہتی ہیں کہ اپنی خوبیاں دوسروں کے سامنے بیان کر دیں یا یہ وجہ بھی ہوسکتی ہے کہ انہیں خود اپنے عیب ونقص کا علم ہو اور ان کا احساس کمتری انہیں دوسروں پر تنقید کرنے پر ابھارتا ہے یا سادہ لوح عورتوں کو فریب اور دھوکا دینا ان کا مقصد ہو سکتا ہے یا اس طریقے سے اپنی ہمدردی اور خیر خواہی جتانا چاہتی ہیں، بعض عورتیں بلا مقصد صرف تفریح اور مشغلے کے طور پر اپنی گندی عادت سے مجبور ہو کر ایسا کرتی ہیں۔

بہر حال! یہ بات تو مسلم ہے کہ ان کا مقصد خیر خواہی یا ہمدردی نہیں، یہ بری عادت جو ہمارے سماج میں مردوں اور عورتوں دونوں میں پائی جاتی ہے اس سے نتائج بے حد خطرناک ہوتے ہیں، یہ خراب عادت دوستوں کے درمیان رخنہ ڈال دیتی ہے، جنگ وجدل کا سبب بنتی ہے، خوش وخرم زندگیوں کا شیرازہ بکھیر دیتی ہے، اس کے باعث کس قدر قتل وخون ہو جاتے ہیں، انہیں کیا معلوم ہے کہ ان کی ذرا سی چرب لسانی سے ایک گھرانہ اور اس کی خوشیاں خطرے میں پڑ جاتی ہیں۔

اگر اپنی اور اپنے شوہر اور بچوں کی بھلائی چاہتی ہیں تو ایسے لوگوں سے ہوشیار رہیے اور اس قسم کے ''شیطان صفت'' انسانوں کے بہکاوے میں نہ آجایئے، ان کی ''ظاہری ہمدردی'' سے دھوکا نہ کھایئے، یقین کیجئے! یہ آپ کے دوست نہیں بلکہ آپ کی خوش بختی اور پرمسرت زندگی کے دشمن ہیں، ان کا مقصد آپ کو تباہی و بربادی کے دہانے پر پہنچا دینا ہے سادہ لوحی اور ہر بات پر جلدی یقین کر لینے کے عادت سے پرہیز کیجئے۔

اپنی ہوشیاری کے ذریعے ان کے فاسد مقاصد کو بھانپ لیجئے اور اگر یہ آپ کے سسر یا ساس یا شوہر کی برائی کرنا چاہیں تو ان کو فوراً ٹوک دیجئے اور بغیر کسی تکلف سے صاف صاف کہہ دیجئے کہ ہمارے اور آپ کے درمیان دوستی اور آمد ورفت کا سلسلہ اسی صورت میں برقرار رہ سکتا ہے کہ آئندہ میرے شوہر کے خلاف ایک کلمہ بھی نہ کہیں، میں اپنے شوہر کو

پسند کرتی ہوں، اس میں کوئی عیب نہیں ہے، آپ کو میری اور میرے شوہر اور بچوں کی نجی زندگی سے کوئی سروکار نہیں رکھنا چاہیے۔

آپ کے اس دوٹوک لب ولہجہ سے وہ لوگ اندازہ لگالیں گے کہ آپ کو اپنے شوہر اور بچوں سے شدید لگاؤ ہے، لہٰذا آپ کو گمراہ کرنے سے مایوس ہو جائیں گے اور اس طریقے سے آپ ہمیشہ کے لیے ان کے شر وفساد سے محفوظ ہو جائیں گی، اس بات کی فکر نہ کیجئے کہ یہ بات ان کی رنجیدگی کا باعث ہوگی اور آپ کی دوستی میں فرق آئے گا، کیونکہ اگر وہ لوگ واقعی آپ کے دوست ہیں تو نہ صرف یہ کہ ناراض نہیں ہوں گے بلکہ آپ کی اس عاقلانہ یاد آوری سے متنبہ ہو جائیں گے اور آپ کا شکریہ ادا کریں گے، اور اگر دوست کی صورت میں آپ کے دشمن ہوئے تو یہی بہتر ہے کہ آپ ان سے میل جول ترک کر دیں اور اگر آپ دیکھیں کہ وہ اس گندی عادت سے دستبردار ہونے کو تیار نہیں تو بہتری اسی میں ہے کہ ان سے مکمل طور پر تعلقات منقطع کرلیں کیونکہ ایسے لوگوں سے دوستی اور میل جول ممکن ہے آپ کے لیے بدبختی کے اسباب فراہم کر دے۔

﴿مراجع و مصادر﴾

تفسیرِ مظہری..........................حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتیؒ

معارف القرآن..........................حضرت مفتی شفیع عثمانیؒ

بخاری شریف..........................حضرت امام بخاریؒ

مسلم شریف..........................حضرت امام مسلمؒ

ترمذی شریف..........................حضرت امام ترمذیؒ

الادب المفرد..........................حضرت امام بخاریؒ

معارف الحدیث..........................حضرت مولانا منظور احمد نعمانیؒ

مظاہرِ حق جدید..........................حضرت نواب محمد قطب الدینؒ

حجۃ اللہ البالغہ..........................حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ

تنبیہُ الغافلین..........................حضرت ابولیث سمرقندیؒ

احیاء العلوم..........................حضرت امام غزالیؒ

تحفہ زوجین..........................حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ

آداب المعاشرت..........................حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ

بہشتی زیور..........................حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ

حقوق الاسلام..........................حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ

التبلیغ..........................حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ

خطباتِ حکیم الاسلام..........................حضرت قاری طیب صاحبؒ

خواتین کے لئے شرعی احکام..........................حضرت ڈاکٹر عبدالحی عارفیؒ

آپ کے مسائل اور ان کا حل..........................حضرت مولانا یوسف لدھیانوی شہیدؒ

اصلاحی مواعظ..........................حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ

حقوق الوالدین..........................حضرت مولانا عاشق الٰہیؒ
سلامی شادی..........................حضرت مفتی محمد زید مظاہری ندویؒ
تحفۃ العروس..........................حضرت علامہ محمود مہدی استبولیؒ
صالح خاوند..........................مجلس علماء جنوبی افریقہ
صالح بیوی..........................مجلس علماء جنوبی افریقہ
تحفہ دولہا..........................حضرت مولانا محمد حنیف عبدالمجید صاحب
تحفہ دلہن..........................حضرت مولانا محمد حنیف عبدالمجید صاحب
مسلمان خاوند..........................جناب محمد ادریس صاحب
مسلمان بیوی..........................جناب محمد ادریس صاحب
شادی بیاہ کے اسلامی احکام..........................حضرت مولانا مفتی عبدالرؤف سکھروی صاحب
اصلاحی خطبات..........................حضرت مفتی تقی عثمانی صاحب
خطباتِ فقیر..........................حضرت مولانا ذوالفقار نقشبندی صاحب
ندائے منبر ومحراب..........................حضرت مولانا اسلم شیخوپوری صاحب
رسول اکرم ﷺ کی ازدواجی زندگی..........................جناب محمد ثانی صاحب
پُرمسرت ازدواجی زندگی..........................جناب عظیم احمد صاحب
نسوانی ازدواجی مسائل کا قرآنی حل..........................حکیم میر محمد اقبال قادری
اسوۂ خواتین..........................جناب صدیق حسنؒ
اسلام میں میاں بیوی کے حقوق..........................جناب مفتی عبدالغنی صاحب
مسلمان کی شادی..........................جناب عبدالغفور صاحب
خوشگوار اور پرسکون زندگی..........................جناب الشیخ عبداللہ ایرانی صاحب
شادی کا شرعی معیار..........................جناب اسداللہ نعمانی صاحب
ازدواجی زندگی..........................جناب قاضی جاوید صاحب
آدابِ مباشرت..........................ڈاکٹر آفتاب احمد شاہ

نکاح مبارک..آصف بخاری صاحب

گھریلو جھگڑے اور ان کا حل..........................جناب ابن فرید صاحب

کامیاب ازدواجی نفسیات..........................جناب آغا اشرف صاحب

کامیاب ازدواجی زندگی..........................جناب رانا رحمٰن ظفر صاحب

نیک بیوی کی اعلیٰ صفات..........................مترجم مولانا خالد محمود صاحب

عورت معمارِ انسانیت..........................مولانا وحید الدین خان صاحب

گھریلو تشدد..ڈاکٹر زاہد محمود صاحب

مسلمان عورت..مولانا ابوالکلام آزاد

"حقوق و فرائض..حافظ صلاح الدین صاحب

مثالی دلہن..قاری جمیل الرحمٰن صاحب

خوشگوار ازدواجی زندگی..........................مولانا محمد اقبال قریشی صاحب

تحفہ ازدواج..عکاشہ عبدالمنان الطیبی صاحب

مختلف اخبارات ورسائل کے کٹ پیس..

اولاد کے حقوق
اور
والدین کی ذمّہ داریاں

مؤلف
مولانا ھارُون معاویہ

بیتُ العُلوم
۲۰- نابھہ روڈ، پرانی انارکلی لاہور۔ فون [illegible]

دیگر شہروں میں بیت العلوم کے اسٹاکسٹ

ملتان	**کراچی**	**راولپنڈی**
بخاری اکیڈمی مہربان کالونی ملتان	ادارۃ الانور بنوری ٹاؤن کراچی	الخلیل پبلشنگ ہاؤس راولپنڈی
کتب خانہ مجیدیہ بیرون بوہڑ گیٹ ملتان	بیت القلم گلشن اقبال کراچی	**اسلام آباد**
بیکن بکس گلگشت کالونی ملتان	کتب خانہ مظہری گلشن اقبال کراچی	مسٹر بکس سپر مارکیٹ اسلام آباد
کتاب نگر حسن آرکیڈ ملتان	دار القرآن اردو بازار کراچی	المسعود بکس F-8 مرکز اسلام آباد
فاروقی کتب خانہ بیرون بوہڑ گیٹ ملتان	مرکز القرآن اردو بازار کراچی	سعید بک بینک F-7 مرکز اسلام آباد
اسلامی کتب خانہ بیرون بوہڑ گیٹ ملتان	عباسی کتب خانہ اردو بازار کراچی	پیر بک سنٹر آبپارہ مارکیٹ اسلام آباد
دار الحدیث بیرون بوہڑ گیٹ ملتان	ادارۃ الانوار بنوری ٹاؤن کراچی	**پشاور**
ڈیرہ غازی خان	علمی کتاب گھر اردو بازار کراچی	یونیورسٹی بک ڈپو خیبر بازار پشاور
مکتبہ زکریا بلاک نمبر ۱۰ ڈیرہ غازی خان	**کوئٹہ**	مکتبہ سرحد خیبر بازار پشاور
بہاول پور	مکتبہ رشیدیہ سرکی روڈ کوئٹہ	لندن بک کمپنی صدر بازار پشاور
کتابستان شاہی بازار بہاولپور	**سرگودھا**	**سیالکوٹ**
بیت الکتب سرائیکی چوک بہاولپور	اسلامی کتب خانہ پھولوں والی گلی سرگودھا	بنگش بک ڈپو اردو بازار سیالکوٹ
سکھر	**گوجرانوالہ**	**اکوڑہ خٹک**
کتاب مرکز فریئر روڈ سکھر	والی کتاب گھر اردو بازار گوجرانوالہ	مکتبہ علمیہ اکوڑہ خٹک
حیدر آباد	مکتبہ نعمانیہ اردو بازار گوجرانوالہ	مکتبہ رحیمیہ اکوڑہ خٹک
بیت القرآن چھوٹی گٹی حیدر آباد	**راولپنڈی**	**فیصل آباد**
حاجی امداد اللہ اکیڈمی جیل روڈ حیدر آباد	کتب خانہ رشیدیہ راجہ بازار راولپنڈی	مکتبۃ العارفی ستیانہ روڈ فیصل آباد
امداد الغرباء کورٹ روڈ حیدر آباد	فیڈرل لاء ہاؤس چاندنی چوک راولپنڈی	ملک سنز کارخانہ بازار فیصل آباد
بھٹائی بک ڈپو کورٹ روڈ حیدر آباد	اسلامی کتاب گھر خیابان سرسید راولپنڈی	مکتبہ اہلحدیث امین پور بازار فیصل آباد
کراچی	بک سنٹر ۳۲ حیدر روڈ راولپنڈی	اقراء بک ڈپو امین پور بازار فیصل آباد
ویلکم بک پورٹ اردو بازار کراچی	علی بک شاپ اقبال روڈ راولپنڈی	مکتبہ قاسمیہ امین پور بازار فیصل آباد